

سو جناب سید محمد خان صاحب نے مسئلہ ثانی میں صرف وہی کتاب کو ساتھ اخراج فرمایا ہے جو ابلی کے نقل کیے گئے اور نہ ثانی اور نہ ثانی  
 مسئلہ ابلی کو کہ وہ اول اور سلمہ راجعہ سے وقوع تحریف قطعی ثابت ہے چوتھا دواوی اور علی ہذا القیاس میں ہم کی اس تفسیر تواتر و اکابر میں بخاری اور  
 غلام اکرام علیہ السلام کتاب میں بہت بہت اختلاف و کلام معلوم ہوتا ہے اور اختلاف ابلی ہی لیکن ابلی ہی تواتر و اکابر میں بخاری اور علی ہذا القیاس میں ہم کی اس تفسیر تواتر و اکابر میں بخاری اور  
 رسالہ کو خلاصہ پر مشتمل نقشہ میں مختصری تحریر کی کہ کتب حکم طعام اہل کتاب میں دو متفقہ طلبہ میں اہل حکم نفس اسلام کا دوم حکم اہل کتاب کی کتاب ہے  
 کہ ایک سو ہم بہت امر دوم یہ بیان کرتے ہیں کہ اہل کتاب اول کافروں کے ساتھ شہید کرنا جائز ہے یہی ہے شعب الایمان میں  
 ابلی امام غزالی نے روایت کیا ہے کہ کہا ابلیہ سے کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ قبل جنازی یہ کہہنا کہ تو ساتھ غیرت و انون  
 اخی کے تو تندی اور دواؤ اور احمد اور دواوی اور ابن جان اور حاکم نے ابلی سعید جندی سے روایت کیا ہے کہ ابو سعید خدری نے سنا ہے پیغمبر  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی شخص سے نہ ساتھ بیٹھ تو کر ساتھ مسلمان کے ان کو کفار تھے کہ ان کو کر پیغمبر کا خطاب ہے کہ معاملہ میں میں پیغمبر  
 کی شجرت امر اول کے بیان کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحبت سے ایسے شخص کے کہ نہ تو تقویٰ دار و نہ کیا اوسکی مخالفت و  
 مواکلت سے اسنے کہ باہر کہا کہ ان کا واسطہ الفت و موت کو دلون میں گیا کہ فرما سے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ نہ الفت کہہ اوس  
 جو نہیں ہے اہل تقویٰ اور نہ میں سے اور نہ اوس کو ساتھ بیٹھنے والا کہہ ان کا کافی تو اوس کو اور نہیں کافی تو اوس کو اسنے اور ہرقاہ الصعود و شہ  
 سنہ بنام دواوی میں ہی ایسا ہی مرقوم ہے کہ شرح عبدالحی دواوی نے ترجمہ شکوہ میں لکھا ہے کہ سنہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتب  
 سے ساتھ کافروں کے اور کافروں کے نہ سبب محبت اور الفت کے نہ اور ہم جہی فوکی سے صفات و ذمہ ساریت نکریں اسنے اور جہی اوس  
 ساتھ کافروں کی اوس فوائد اسنے باعث ہوئی ہی حلی علی بنی اسرائیل کا جبکہ تندی نے اپنے جامع میں عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا کہ  
 کہہ عبداللہ بن مسعود نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پرشے بنی اسرائیل گناہوں میں منع کیا اوس کو ان کے عالموں سوا نہ  
 بنی اسرائیل پر بیٹھے اوس کے عالم ساتھ اوس کے جملہ بنی اسرائیل اور ان کے عالموں کے ساتھ اور یا اوس کے ساتھ تبارا اوس کے بعض کے دلو کو  
 بعض کے پرعت کی اوس کو زبان چھرت دواؤ اور حضرت عیسیٰ بیٹے مریم کے یہ اسنے کہ نافرمان ہوتے تھے وہ پورے حد سے بیٹھے کہا ابلیہ  
 بن مسعود نے یہ نہیں گئے آپ تکیہ چوڑ کر اور شے تکیہ لگاتے تھے پر فرمایا آپ تکیہ نہ مذکور کے جائے کہ تم سے کجا اوس فائد کی کہ جان کی  
 اوس کے اتہ میں ہے جب کہ منع کر کے تم معاصی سے اوس کے مثل کو ملامتی تندی نے ہرقاہ شرح شکوہ میں لکھا ہے یعنی جب کہ  
 منع کر کے تم اوس کے امثال کو اہل معصیت میں سے اور اگر بارزہ میں اوس کے مثل اپنے کا سونے پس باز پر تم اوس کے ساتھ ملائے کہنے اور اوس کے ساتھ  
 باتیں کرنے اور اوس کے ساتھ کہانے اور اوس کے ساتھ بیٹھنے سے اور صحیح البخاری میں روایت ہے کہ نافع نے کہ تم ہی عبداللہ بن مسعود نے  
 کہا ہے کہ جب کہ گلابا یا سکین کہہ ان میں اوس کے ساتھ سولایا میں ایک مرد کو کہہ ان میں اوس کے ساتھ نہ کہہا اسنے بہت پس کا عبداللہ بن مسعود نے اسے  
 مانع نہ لاکو پیر سے پس سنا جو میں نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ مسلمان کہنا ہے ایک اسرائیلی میں اور کہہ کہنا ہے سات  
 اسرائیلیوں اور ماندا اسکے روایت کیا ہے مسلم نے اپنے صحیح میں یہ حکم کہہا کہ ان مسلمان کے ساتھ صرف اس جہت سے کہ وہ صرف ایک  
 صفت میں متابہ تھا ساتھ کافروں کے جو جہاں اسرائیلیوں میں سے کہہ وہ اوس کا کہنا کہ مسلمان کے ساتھ جو حقیقت کافروں کو نہ کر وہ ہوگا اور  
 طبرانی فی معجم کبیر میں روایت ہے کہ شعب الایمان میں عمران بن حصین سے روایت کیا کہ جو منع فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

[illegible]

[illegible]

اور مرنے کے بعد چنانچہ مع من رویت کیا ہے ہٹا رہی سے کہ اہل طہا ہی نے کہ ہو جائیں نے نبی علی السلام سے کہ تم سے کہ  
نقداری کا فرمایا آپ نے کہ نہ چہی تیر سے سینہ میں وہ کہنا کہ منہ ہو تا ہو تو اوس غیرتہ کے بیٹے نقارے کا کہنا کہ انہیں سہابت  
ہو سارہ نظراتہ کے اور جس کو سہابت از نام آتی ہو سارہ نظراتہ کے او سکے حرام یا کر وہ ہونے میں کیا شک ہے ٹھ ٹھ ٹھ

اس نقشہ میں چپ غلاط جانب یہاں چنانچہ کا حکم طعام

اہل کتاب میں

مسو حکام طعام کی کتاب	اغلاط	کیفیت
۱۳	<p>و بعض ائمہ السیر ان الزاد ہو کہ ہند والا کہتہ کہ لا یمنع منہ الی الذکاۃ ترجمہ اور بعض ائمہ سے روایت ہے کہ سر اس میں ہے کہ ہر طعام سے روٹی اور پیوہ اور دینے سے کہ حاجت ان کے فوج کی نہیں ہے۔</p>	<p>جناب سید محمد خان صاحب فقیر نیشاپوری سے لکھ ملاحظہ کی اور ترجمہ اور کہنا ہی وہاں غلط عاتبہ پر لکھ دیا اور شہ ہو جانے مطلب کو کچھ محاذ فرمایا عبارت نیشاپوری میں دوسرے ائمہ السیر یہ نہیں ہے بلکہ اوس میں دوسرے بعض ائمہ لکھ دینے ہے</p>
۱۴	<p>خزانہ پریمین مین پتہ</p>	<p>خزانہ کی معنی تیر کے لینا غلط میں خوان کہ سر خازم جو اور ہی ساتھ منہ کے عرب خوان کا جو معروف ہی ہی تشریح او کی کتب لغت میں مانند خراج اور خستی الارب وغیرہ میں موجود ہے۔</p>
۱۵	<p>ترجمہ شاة مسوہہ یا بکری کا گوشت بہنا ہوا۔</p>	<p>شاة مسوہہ یا بکری کو کہتے ہیں کہ بعد فوج کے ثابت چمڑی کے ساتھ کھائی گئے ہوا دباں او سکے گرم ہالی سے دور کئے گئے ہوں جیسا کہ تاریخین حدیث سے لکھا ہے اور بکری کے گوشت سے بہتے ہو گوشت مسوہہ منین کہتے ہیں اور بہنا ہوا گوشت کہنا انحضرت ص ثابت ہے۔</p>

اعلاط

کیفیت

من جامع الشکرین

بجائی

من جامع الشکرین

سید احمد خاں صاحب سنن ابی داؤد سے حدیث سمرو بن حبیب  
 بن من جامع الشکرین نقل کر کے حاشیہ پر ترجمہ اور سکا لکھا ہے  
 جو شخص کہ آیا ساتھ شکرین کے لئے حال انکہ سنن ابی داؤد  
 میں بیان جامع الشکرین ہے۔

۴۰

ان سب بات کی نسبت اور جو کہ انی مثل میں ہم بیان  
 کرتی ہیں کہ ان بات میں مولانا ابو منیع شرعی نہیں  
 ہی بلکہ صرف ہی مولانا جون حیث الدین ہوا اور  
 منیع شرعی بلکہ کفری اور مولانا من حیث الدین ہے  
 کہ ہم کسی شخص کو اس جہ سے کہ اسکا نہ سبب ہوں  
 جسکو اسنی اختیار کیا ہے بہت اچھا ہے دوست  
 کہیں اور صرف اسی قسم کے مولانا من ہی نہ او  
 کسی قسم کے۔

یہ تحریر سید احمد خاں صاحب کے صفحہ ۱۶۰ اور صفحہ ۶۱ میں منقش اور  
 غلط چلی وکی دوسری تحریر کی جسکو صفحہ ۶۶ میں لکھا ہی  
 کہ اسکو کرنا چاہئے گا کہ یہ مودت چھ ماہہ زار دین اور اسکو اس  
 منی منع ہو سے کہ جو کہ یہ مودت من حیث الدین منی تو من تعلیم  
 مسک فائدہ منہم میں داخل نہیں ہوئی اسلئے کہ وہ ان مودت منوعہ کو  
 حصہ کیا مودت من حیث الدین میں اور اس کے پاس کو لا باس نہ کیا  
 اور بیان اس کے پاس کا بھی منوع اور غیر لا باس نہ ہونا مان لیا۔

۴۱

پس اگر اس قسم کی محبت کسی خیر کی ساتھ کسی جاکے  
 بیشک حرام اور بیکہ کہ ذریعے اور اسوا اسکی جو اور قسم  
 کی محبتیں ہیں وہ لا باس نہ ہیں اور منیع شرعی نہیں

واقعہ جنگ بدر مال دوم چری میں ہوا اور نزول سورہ فوہ کا زمین  
 است قال و سیت ہی حال تم چریچین بعد فتح مکہ کے سبے پر ملک  
 بدر کا ہونا بعد آیت قال و سیت کی منقوی ہی نہیں ہے چنانچہ  
 بالضرر ہو۔

۴۵

جنگ بدر بالضرر بعد آیت قال و سیت کی  
 ہو سے ہے۔

۵۶

اس حدیث کا یعنی حدیث ابو موسیٰ اشجری کا کہیں  
 حدیث کی کتابیں نہیں مل سکتی ہیں۔

یہ حدیث ابو موسیٰ اشجری کی منہ امام احمد اور کتب حدیث میں  
 موجود ہی ہیں چنانچہ لکھنا کہ اس حدیث کا کہیں نہ مل سکتا ہوں میں  
 نہ مل سکتا ہوں کسی غلطی فاسق ہے۔

۴۲۔ حدیث کی بیسی میں چھ ہجرات کا کل نسخہ قرآن و تفسیر کی  
پہلی کچھ نسخہ اور کئی اسکائیو پر۔

اسی طرح توفیق فی شہادۃ الیوم الی اسکریٹور و اسکا  
میں چھاپا گیا ہے کہ اسکریٹور کی تکیہ شدہ ہے اور کئی  
اسکاوی ہی کیسی غلطی ہے۔

۴۳۔ آیت نصاریٰ کی لمبی آیت جس جو طیف میں لکھی  
جہاں آیت قرآن کے تھے۔

یہ آیت نصاریٰ کی لمبی آیت جس جو طیف میں لکھی  
مسلمان سو گندہ اصنام کے پارتی اور کچھ دینی بہانی ہونا  
قرآن کا گندہ کی ہیرو دینی کی گندہ ہو سکتا ہے اور طیف کا ترجمہ  
دینی بہانی غلط ہے اور جب کے سے ہر سو گندہ کے چین  
نصرت اور ہیروین۔

۴۹۔ حق الیقین اور علی احوال دو عبد سونا و آخر  
پر ہم ملکہ اور فیض حلیہ ابتاعہم

اس عبارت دنیوی کی کہ لکھا جاتا ہے کہ حضرت  
نقل کی کہ اللہ کی جہاں کئی متنبیہ کی ہے اہل حق و فرض  
نہ نہ فیض حلیہ ابتاعہم کا ترجمہ ماشیہ پر یوں کیا ہوا ہے  
فرض ہی ہر یوں کی طاعت الیقین مال لکھا جاتا ہے  
طاعت نہیں ہر لکھا جاتا ہے جہاں ہی حق و فرض کا  
عبارت لکھا ہے کہ لکھا جاتا ہے کہ لکھا جاتا ہے کہ لکھا جاتا ہے  
الیقین لکھا جاتا ہے جہاں حق و فرض ہی لکھا جاتا ہے  
مال کے جہاں کے لکھے۔

۶۰

قطعہ تاریخ حکیمہ قلم براعت رقم مولوی سید حسن احمد بلگرامی صاحب

چلن یقین سالہ ترتیباً	از فضل خانبے مطلق کو	بجست دران سے خود	باسمہ تعالیٰ و سبحان
سبحان اللہ تعالیٰ رسالہ	مستعمل ہر ہر حق	حکم و لائق و براہین	و بحسب اللہ موافق
مستقبل قلمی لکھا	در حسن قبول شہیت و حق	بہندہ این رسالہ	ناظر و خدا بود موافق
ایوانی بد کردہ رسالہ	بی سید برین رسالہ	تحقیق از ان شد و پست و شاد	نگاہ باطل مستان منی
	بر تاریخ سال ۱۴۰۵	صاحب لکھا سطر بر حق	

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شیخان المسلمہ رحمہ اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ وافتح ہو کہ ایک فتویٰ مولوی محمد فصیح صاحب غازی پوری کا اس باب میں کہ اکل شرب ساتھ مضامین بہانی کی جائز ہی دیکھنے میں آیا اور لکھتے ہیں فتویٰ میں مولوی صاحب کہ تحقیق حقیر کی یہ ہے کہ جیسے ایک اوستا کے دو شاگرد جو بہانی کہلاتے ہیں یا ایک پیر کے دو مرید پیر بہانی کہلاتے ہیں ویسا ہی دو شخص ایک نبی کے ہاتھ کے اوستا میں کہ بہانی ہوئے تو اس میں کسی کو فضل دی ہمارے عیسائی بہانی ہوئے تو تم کہتے ہو کہ مولوی محمد فصیح صاحب ہر دل عزیز نہیں مولوی صاحب کیسی دل شکنی نہیں فرماتے ہیں جیسا کہ مصرعہ اپنے ہاتھ میں لکھا ہے ہر شخص موقع و ہر نکتہ تقاسم دارد + اسیر لون عمل فرماتے ہیں کہ یہاں جیسا موقع ہوتا ہے ویسی ہی تعمیر و تخریر فرماتے ہیں چاہے خدا اور رسول حکم اوسکے مخالف ہو چنانچہ ایک مجلس میں سائیں خاطر ایک صدر علی صاحب کے جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناراض ہیں وہاں فتویٰ لکھا کہ معاویہ کہو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مت کہو بلکہ خلی اور باغی سمجھو حالانکہ رضی اللہ عنہم و رضو عنہ کے موروثین حضرت معاویہ ہی و خلی میں اب قیام نیاس + اور جن مسئلہ کو مولوی مولوی سید احمد صاحب حج عدالت تحقیق نیاس کے یہاں تشریف لنگے اوس مجلس میں مولوی صاحب نے تحصیل اربز اور رہی موجود تھے اور اکثر لوگ تھے وہاں یہ موقع دیکھا کہ گمان میں انصاری وہو د کے ساتھ جائز کرنا مناسب ہے اور ایک پیر کے دو مرید جیسے ہوتے ہیں بہانی بہانی ویسی انصاری وہو د کو مسلمان بہائی اپنے ہمین اکانفتویٰ لکھنا مصالحت سمجھ کر لکھ دیا ہے کہ مجھے فتویٰ مذکور اول لکھا جاتا ہے اوسکے بعد مختصر رو اوسکا لکھا گیا ہے تاکہ سب مسلمان سمجھ لیں کہ قول مولوی محمد فصیح صاحب کا خلاف قرآن و حدیث کے ہے +

جناب حضرت مولانا مولوی محمد فصیح صاحب دام محمد بنم آئیے تشریف لیجائیے بعد ایک تکرار مسلمان تشریف لائے اوتنے ذکر ہوا کہ تھوری دیر ہوئی کہ جناب مولوی محمد فصیح صاحب یہاں تشریف رکھتے تھے اور وہ باب طہم اہل کتاب کے جناب محمد نے فرمایا کہ جائز ہے خود خدا نے فرمایا ہے

و السلام الذین اولوا الکتاب مل کلمہ و علیکم مل لہم ، اگر تہا ہے عیسائی بہائی ایک جو بیکیا اسی ہی  
 کا یونین یا یانہ زمین کہاوت اور کہانے میں عورات سر میں سے کچھ تو کہہ فضا لکھتے ہیں کہ اور یہ بھی  
 صاحب بدعت نے فرمایا کہ چند روز ہوئے کہ پادری آہٹ صاحب میری کون سے لوہین سے اوستے  
 کہا کہ آپ ہاے عیسائی بہائی میں اور یہ ہمارے موسائی بہائی ہیں اگر تم ہمارے پیغمبر صاحب برحقین  
 لاؤ تو ہمارے محمدی بہائی ہو جاؤ اور جب کہا تم کا وقت ہوا تو خائب و لوی صاحب پادری صاحب سے  
 کہا کہ کہنا کہہاے پادری صاحب نے کہا کہ اگر تم کہنا کہہاؤ گے مولوی صاحب نے فرمایا کہ اگر تم  
 کہلاؤ گے تم ہمارے عیسائی بہائی ہو اور سپر پادری صاحب نے کہا کہ آپ ہاے یہاں ہی کہا نا کہ  
 مولوی صاحب نے فرمایا کہ ان ہم تہا ہے یہاں ہی کہا رہے اگر عورات شرعیہ ہوں فقط ہمارے  
 دوست صاحب کا یقین نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ حضرت نے بھی ایسا کہا ہوگا عورت کے وہ ہوا ہوا ہوا  
 چین میں امیہ ہے کہ آپ اسی کا غد کے نیچے لکھ دیجئے کہ قیست یہ الفاظ فرمائے ہیں یا نہیں اور امیہ  
 کہ اپنے دستخط خاص سے تصدیق یا تکذیب ان الفاظ کی لکھ کر سو وقت نہایت فرمائے علی العبادت  
 میں اور وہ دوست جانے والے ہیں والسلام ولا تکتموا الشہادۃ ہر نفیہ خاکسا <sup>مطلوبہ</sup> یعنی منہ اور چون  
 شہادۃ وقت خب +

### جواب

رقیہ کا کیا ہونا احوال معلوم ہوا حقیقتہً بحال یہ ہے کہ اب وقت بڑا نازک ہے لوگ کم سمجھ بہت میں اور  
 سمجھ والے کم ہیں ہر سخن موقع و ہر لکھ متعانی وارد ہوا وہ تقریر جواب نے کہا ہوا شک تحقیق  
 حقیر کی ہی ہے اور یہی اعتقاد ہے اور دوسرے لوگوں کا اور حال ہے اور عقیدہ حقیر کا یہ ہے  
 کہ کوئی حلال کو حرام نہ بنائے اس واسطے کہ جیسا حرام کو حلال جاننے سے کفر لازم آتا ہے ویسا ہی حلال  
 کو حرام جاننے سے کفر لازم آتا ہے اور یہ عقیدہ حقیر کا نہیں ہے کہ لوگ بے مال اور بی بیہوش  
 نصاریٰ بہائی کے ساتھ اکل و شرب جاری کریں کہ اوہین خطرات گوناگون لاحق حال ہیں اور  
 دین اسلام کا جذبہ بین یا کمزور ہے کہ اوہین کی فحاشت نہیں ہی اللہ تعالیٰ سچا نہ اسلام سچا ایمان  
 نصیب کرے اگر قرآن تحقیق حقیر کی یہ ہے کہ جیسے ایک استاد کے دو شاگرد بہائی کہنا ہوتے  
 ہیں یا ایک پیر کے دو مرید پیر بہائی کہلاتے ہیں ویسا ہی دو شخص ایک نبی کے ماننے والے  
 اور سبھی کا بہائی ہوئے اور ظاہر ہے کہ ہم محمدی کوئی حضرت عیسیٰ کی رسالت کے منکر نہیں بلکہ  
 منقرض ہیں تو اس معنی کہ قوم نصاریٰ ہمارے عیسائی بہائی ہوئے اور واقعی یہ ہے کہ اگر حضرت  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اقرار کرے تو محمدی بہائی جانے والسلام والا کرام سرور العباد  
 الصغیر محمد فتح حق حق



رد قوی باند کوره بالامولوی محمد فصیح صاحب

راقم کہتا ہے کہ یہ تحریر مولوی محمد شفیع صاحب کی دو مقصود سے خالی نہیں بایہ کہ مسلمان خصوصاً  
اولیٰ معتقدین اور مہدیا سطریتے یہود و نصاریٰ ہو جاوین کہ عقیدت کہیں یہود و نصاریٰ  
جس طرح کہ ایک پیر کے دو مہدیا ہم عقیدت رکھتے ہیں یا ایک استاد کے دو شاگرد اور یہود  
و نصاریٰ کے ساتھ بغیر ہر کہلواوین ہاں چھپے چوری سے جیسا موقع ہو جاوین کہانا سائے  
کہا لیا کرین یا مولوی صاحب کو اس فتویٰ لکھنے سے قوم یہود و نصاریٰ کا خوش کرنا اپنی ادا  
سے مقصود ہے تو اراقم کے نزدیک مسلمان ہیں قوم کے دو کہ اگر عقیدت اپنی اسطر سے کہ جسے  
ایک پیر کے دو مہدیا ہم عقیدت رکھتے ہیں اور کہاتے پتے ہیں کہتے اور نہ قوم یہود و نصاریٰ اس  
خوش ہو گئے کیسے کہ اکثر یہود و نصاریٰ تفسیر دان ہندوستان میں موجود ہیں جنکے پاس تفسیر کشاف  
راقم نے دجی ہے کہ اسکو پڑا کرتے ہیں اور ملک یورپ و فرانس میں تو بہت ہیں جنہوں نے تفسیر قوم اور  
تفسیر دارک میں یہ لکھا ہے یا اہل الدین منوالاخذوا یہود و نصاریٰ اولیاء

ای لا تخفونهم اولیاء تضرعوا بهم و استشفوا بهم و کوا فو بهم و دعا شروا بهم معاشرۃ المؤمنین ؕ

تفسیر کشاف میں یہ لکھا ہے

لا تخذوا ہم اولیا بہ نصر و نہم و مستنصر و نہم و تو افونہم و نقضافونہم و قعاسرو نہم معاشرہ المؤمنین  
پس علماء لوگ لئے یہ حکم ہے کہ یہود و نصاریٰ کو ایسا دوست نہ کرو کہ یہاں سے بناو تم او کو پس مواخات  
یہود و نصاریٰ یعنی یہاں سے بنا نا یہود و نصاریٰ کا اور او کو یہاں سے کہنا قول مولوی محمد فصیح صاحب بالکل  
جھوٹا ہوا ظاہر ہوا حق اور ہر گاہ باطل ہر اور رافضی کہتا ہے کہ معاملات یعنی دوستی و دشمنی کی یہ ایک  
دوستی عقیدت و دیانت کی جکو نگاہ و نیات سے ہووے دوسری دوسری معاملات کی جکو نگاہ و دنیا  
کے کاموں سے ہووے مولوی محمد فصیح صاحب اپنے فتوے میں لکھتے ہیں کہ تحقیق حقیر کی یہ ہے کہ جیسے ایک  
اوستاد کے دو شاگرد یہاں سے کہلاتے ہیں یا انبیا میر کے دو مرید یہاں سے کہلاتے ہیں اور ظاہر ہے  
کہ محمدی لوگ کوئی حضرت عیسیٰ کی رسالت کے منکر نہیں بلکہ مقررین تو اس متنی کہ قوم نصاریٰ ہمارے عیسائی ہیں  
ہوئے تو یہاں سے یہاں سے دینی یہاں سے مراد ہوئے قوم نصاریٰ اور حبیبی یہاں سے ہوئے تو دوستی اور  
عقیدت کے ساتھ ہونی اور تفسیر راہی میں لکھا ہے ومن یولہم منکم فانیہ منہم کی تفسیر میں کہ میر  
دوستی دار و بالشان وی از ایشان است این وعید کسی راست کہ دوستی دار و باہل کتاب حکم عقیدت  
و دیانت اور تفسیر کشف میں اس کی تفسیر میں ومن یولہم منکم فانیہ منہم ہی من جملہ ہم حکم حکم  
پس عمل کرنے والے قول مولوی محمد فصیح صاحب یہ کہ یہود و نصاریٰ کو نہ لکھنا جائز ہے اگر مسلمان لکھ  
اپنا یہاں سے مجاہدین منہم یعنی انہیں یہود و نصاریٰ سے ہوئے اور ملا علی قاری سے مراد دین لکھا ہے

حدیث آئندہ کے تحت میں کہ فرمایا حضرت نے لاوالذی یعنی بیدوستے ناظر و سمع اطوار لکھا ہے ہے  
 جسے تمہارا امتا لہم من الہ الامتہ وان لم یثبوت ان افعلہم فمستقوا اتم من مواساتہم و حکما لہم و حکما  
 و عباستہم یعنی یہاں تک کہ میں کہہ دوں کہ تم ادھکے اشغال کو الہ غفلت میں سے برے کاموں سے اور  
 اگر باز نہ آؤ گے وہاں سے کاموٹے پس باز ہر قوم اور ملت اپنے اور کام کرنے اور ان کے ساتھ کہنے  
 اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے اور صحیح میں آیا ہے ال کتاب کے بتوں کے باب میں کہ فرمایا  
 یہ غیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خان و حد تم خیر فاما کا کما مینہا وان لم یثبوت و افعلہم و  
 کاوا مینہا پس اگر یاو تم اور برتن کو نہ کہا و تم اہل کتاب کے بتوں میں اور اگر نہ یاو تم اور برتن تو  
 ہو و تم اول برتنوں کو اور کہا و ان میں معہذا کہنا کہنا ہوا و و نصارت کے ساتھ امر  
 ملک میں شعاربے اس قوم کا جو انکا دین اختیار کریں تو اس ملک میں ان کے ساتھ کہنے  
 میں تشبہ ہے ساتھ بد کرنے والوں دین اسلام کے اور تشبہ ان کے ساتھ شعاربے حرام و تشبہ  
 و قول و عید من تشبہ بقوم فهو منهم میں ہے بلکہ تشبہ بعض شعاربے باعتبار ظاہر شریعت کے  
 کفر ہے جیسا کہ شرح موافقت و غیرہ کتب کا مہم میں تصریح اسکی موجود ہے اور حضرت علی  
 و حضرت موسیٰ کے ماننے سے باوجود انکار رسالت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور  
 رکھنے کے ساتھ آپ کی اخوت یعنی نہائی ہونا اہل کتاب کا ساتھ اہل اسلام کہہ کر گزرتا نہیں ہو سکتا  
 اور استدلال مولوی محمد فصیح کا اس آیت سے - و طعام الذین اولوا الکتاب حل لکم و طعامکم  
 حل لہم - یہ ہے کہ اگر ہمارے عیسائی یہابی ایک جگہ بیٹھا اپنی اپنی رکابوں میں یا یا لوان میں  
 کہا وینا تو جائز ہے اور فرمایا ہے مولوی محمد فصیح صاحب نے کہ مفقودہ حنفیہ کا یہ ہے کہ کوئی حلال  
 کو حرام نہ بنائے اس واسطے کہ جیسا حرام کو حلال جانتے سے کفر لازم آتا ہے ویسا ہی حلال کو حرام  
 جانتے سے کفر لازم آتا ہے لہذا اس سے صاف ثابت ہو گیا عقیدہ مولوی محمد فصیح صاحب  
 کا کہ جو شخص ہو و و نصاربے کے ساتھ بیٹھا کہنا کہنا حلال سمجھتا ہے کفر لازم آتا و نکالنا حلال و  
 لا قوۃ الا باللہ مولوی صاحب نے دوسری آیت قرآن کو ملاحظہ نہیں فرمایا کہ لا تقعد بعد الذکر  
 مع القوم الظالمین یعنی مت بیٹھو تو بعد ہو بچنے لفیض کے ساتھ قوم ظالموں کے جبکہ  
 بیٹھنا ساریہ کا منع ہے تو بیٹھنے کا نہا مینا ساتھ چہ معنی دار و اد طعام کی لفظ سے آیت میں مراد و باغ  
 اہل کتاب ہوں خواہ ظلم طعام تو حلال ہونا طعام اہل کتاب کا اور بات ہے اور کہا اپنا ساتھ بیٹھ  
 اور غفلت رکھنا ساتھ اہل کتاب کے اور بات ہے ساتھ عقیدت یہ یہائی ہونے ہو و و نصاربے کے  
 جیسا کہ مولوی محمد فصیح صاحب نے اقرار کیا ہے تو و من یؤکرم منکم فانه منہم کے مورد میں حضرت مولوی محمد  
 فصیح صاحب نے اہل ہونے کی تفسیر کثافت و غیرہ میں یہ ہے کہ فانه من قبلہم و حکم اور ایک پیر کے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا حَوْلَ  
 وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَكُصِّفِي عَلَى الشَّرِّ لِيَاوُمَ مَا يَمَثُلُ الشَّيْطَانُ  
 يُوجِّهُ الْكَرْبُوهَ وَحَلِّي إِلَيْهِ وَخُصِيْمَةُ الدِّينِ بَعْدَ الشَّيْطَانِ مِنْ طَلَاوِيْمِهِ فَجَعَلُوْهُ كَالْتَمِمْ  
 الْاَبْقِيَةِ خَاكِسَارُوهَ فِي مَقَادِرِ عَلَى كَيْسٍ عَنِي عَمْرٍ مَرْضٍ كَرَاهِي كُنِي زَانَا جَانِبِ سِي لِسِي  
 سَيِّدِ اَحْمَدُ فَاَنْصَحِبْ يَهَادِرُ فِي تَنْذِيْبِ الْاَخْلَاقِ بَيْنَ خِلَافِ فَرَاغٍ وَوَحْيِثٍ وَجْهٍ رَاطِلٍ سَلَامٍ  
 اِيَكِ تَفَرُّجٍ يَدِي لِكِي سَبِيحِيْنَ جَوْثِقِيْ طَبِيْسِيْ سِيْ اَوْرَاكِ تَمَضَّيْ بِنِ اَيَاتِ تَبَيَاتِ سِيْ اَلْكَارِ كِيَا  
 اَوَسِ تَحْرِيرِ كَانَمِ سِرْكَزِشْتِ اَوُمِ رُكْنَا سِيْ كُوَايَزِ بَانَ اَوُمِ خِيَالِيْ سِيْ تَنْسِيْرِ اَيَاتِ تَرَاغِيْ كِيْ بَيَانِ كِيْ كُنِي  
 سِيْ اَوْجِشِيْ التَّغْدُوْدِ بِيْهْتِ تَفَكَّرِيْ سِيْ جِيْسِ سِيْ مَعْنِيْ جَوَانِيْ تَهَامِ اَيَاتِ كِيْ قَرَارِ پَا سَكِيْنَ اَوْدِ ب  
 شَهْرَتِ اَوَسِ تَحْرِيرِ كِيْ مَوْلُوِيْ سَيِّدِ مَعْدِيْ طَلِيْ صَاخِبِ بَهَادِرُ سِيْ يَكْهَا كَرِ وَجُوْدِ سِيْ هِيْمِشِ  
 وَجُوْدِ سَهْمَانِيْ قَاجِيْ هِيْ مَرَاوَنْدِيْنَ مِيْوَ تَابِيْسِ وَجُوْدِ جِسْمَانِيْ شَيْطَانِيْ اَنْكَارِ كَرْنَابِيْ غِلْطِيْ اَوْرَاوَانِيْ هِيْ  
 مِيْرُ سِيْ زَرْدِيَكِ اَوْنِ لُوْ كُوْنِ كِيْ دِلْمِيْنَ جُوْكَ شَيْطَانِ كَرِ وَجُوْدِ مَاجِيْ سِيْ مَسْكُوْنِ نَاقِصِ يَزِيْنِ دَرْزِيْنِ اَو

مخالفت ہوں اور اوستی سچ اور فہم کی غلطی پر پافسوس کرتا ہوں اس کے قولہ اور معمول کرنا اور سچو امور باطنی پر اور صرف کرنا اور ان لفظوں کا اس کے ظواہر سے اور بیان کرنا اس کی حقیقت و جاہی بھی صراحتاً غلط تاویل ہے پس ایسی تاویل بدعت ہے اور یہ شعاع فرقہ باطنیہ کا سب سے اگلی تاویل انصوص صریح کی گنجائش تو بالکل اعتبار ظاہر شریعت سے اور ہر جاوے اور عقائد اسلامیہ و نانی جائیدوں کے مسئلہ اور شریعت محمدیہ عیسائیوں کی سنی شریعت ہو جاوے کہ ظاہر پر کوئی چیز اتنی بُرے ہر چیز سے مراد و معانیست اور حقیقت باطنی اور سکی لی جاوے حالانکہ یہ بالکل مخالف شریعت محمدیہ کے ہے انتہی مختصر اس شخص پر یہ کہ دیکھا کہ جناب سی ایس ائی صاحب بہادر نے پورا پورا اپنے ہی خیالات پر کرسکے تقریر کو بڑا دیا اور اپنے دوست کو کشان کشان پر اپنی طرف بولایا۔ غنیمت نہ سمجھ کہ مولوی سید ممدی علی صاحب نے حضرت کو الزام کفر سے بچا یا گو بدعتی اور نادان ٹھہرایا۔ اور اس کے عقیدے کو مخالف شریع محمدی اور مماثل ملت عیسوی بتایا کہ میرے اردو دوست میرد نیکو ست۔ اس پر میرا رازو ہے بخوبی ثابت کر دوں کہ تفسیر بازاری جناب سی ایس ائی بہادر کی محض غلط ہے تاو خیالات اس کے باطل ہیں لہذا اس کے خاصہ تقریر جناب موصوف کا لکھنا ہوں وہی نہیں۔ آدم خیالی سے جناب سید احمد خان صاحب نے سوال کیا۔ کہ تم کون ہو اور تمہارا کیا نام جواب ملا کہ یہ تو میں نہیں جانتا کہ میں کون ہوں مگر میرا نام آدم ہے۔ میں تمہارے کیا گزری ج میں نے اپنے تئیں اسی دنیا میں پایا کہ یہ نہ جانا کہ کس طرح بنا اور کسے بنایا میں نے ابھی بہت سے چرند اور پرند کیڑے مکوڑے دنیا میں دیکھے ہیں سمجھا کہ جس طرح یہ سب ہوئے اوستی طرح میں ہی بنا ہونگا گردل گہرا تا تھا ایک دن میں نے اپنے پہلو کے پاس ایک بچی صورت کی چیز دیکھی ہم دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر خوش ہونے لگے میں نے پوچھا ہوا تم کون ہو اور تمہارا کیا نام ہے وہ بولی بہاتی یہ تو میں نہیں جانتے کہ میں کون ہوں جو ہم جو وہی میں ہوں مگر میرا نام جو ہے میں بہت خوش ہوا اور تالیان بجا کر خوب اوجھلا کر اور اوپر کو دیکھا کہ ایک بڑی ہستی اور بڑے قادر مطلق کا خیال کر کے خوب گیت گاتے اور نہایت ذوق شوق میں لون چلایا اوڈاری اوڈاری اوڈاری وہ جو ہے اری

[illegible]

دشمن بھی اٹکا ہوا ہے اوی سے یہ نہایت مشکل ہے میں اپنے صبیون کے چپانے کی فکر میں  
 پڑا اور خدا نے لکارا کہ خبردار اب تو اپنا آپ بالک ہوا دوست دشمن سے واقف ہوا جتنا  
 زمین پر رہنا ہے ٹیکٹ بد سمجھ اور اپنا کام کر۔ پھر میں سمجھا کہ خدا کی نشانیاں اور پانچین سہار  
 ساتھ میں اونہیں کو سمجھو اور ہدایت پر چلو گئے سمجھ میں نہ آتا تھا کہ گذشتہ بدی کا کیا علاج ہو بعد  
 غور کے سمجھا کہ جو چیز مجھ میں ڈیر ہی ہو گئی ہے اوی کا سیدھا کرنا اور سکا علاج ہے تب میں نے  
 خدا سے کہا رہنا ظلمنا انفسنا الایہ۔ پھر تو خدا نے مجھ کو اپنا نائب کر دیا اور فرشتوں غل ہی مچا کر رہا  
 ۔ اور تمہارے اور تمام دنیا کے سمجھ میں آ جانے کے لائق تو انسی بات کو موسے اور محمد سے  
 بہت اچھی تمثیل سے بتایا ہے۔ اونہوں ملکی قوی کا نام فرشتہ رکھا ہے اور اوس دشمن کو بت  
 قوت کا نام شیطان اور اوس قوت کا نام جو مجھ میں تھی پر میرے کام میں نہ تھی درخت اور اوست  
 یا حالت کا نام جب میں اوس کو کام میں لاسیکے لایق ہوا اوس درخت کا فرو چکنا رکھا ہے  
 چنانچہ قصہ اکل شجر ممنوعہ کا اور بہشت سے آدم و حوا کا نکالاجانا بیان کر کے فرمایا ہے لے پھر خدا نے  
 آدم کو زمین پر اپنا نائب بنایا۔ فرشتوں نے کہا کہ کیا ایسے شخص کو زمین کی نیابت دیگا جو  
 اوس میں فساد کرے اور خون بہا وے اور ہم تو تیری پاکیزگی سے تجھ کو یاد کرتے ہیں خدا نے کہا  
 کہ ہاں میں سب کچھ جانتا ہوں جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ پھر خدا نے آدم کو سب کچھ  
 نام بتائے اور فرشتے نے بتائے کہ آدم نے سب بتا دیے پس آپ نے یہ کیا فرمایا کہ خدا نے  
 آدم و حوا کو پہلے پیدا کیا پھر انکو اس صورت پر جواب ہی بتایا ج بٹیا تم نے قرآن پڑھا ہے  
 اوس میں تو صاف لکھا ہے کہ لقد خلقناکم ثم صورناکم۔ اصل یہ کہ انسان نطفہ میں نہایت باریک  
 کے مانند پیدا ہوتا ہے پھر اوسکی صورت بنتی ہے اس جب قوی ہم میں موجود نہ اونیہ میں  
 خدا نے کسی کو فرشتہ کسی کو شیطان بنایا کیا وہ ہم سے علاحدہ دوسری چیزیں نہیں ج انسان  
 عجیب مختلف قوتوں سے بنا ہوا ہے کہ باوصف مرکب ہونیکے ہر ایک قوت جدا جدا کام کرتی  
 ہے مگر ہماری سمجھ میں نہ آیا۔ جب اس زمانہ میں ہی تم اوسکو نہ سمجھ سکے تو موسیٰ کے اور  
 اوس سے پہلے کے زمانہ میں کو بھی سمجھ سکتا تھا اسلیے خدا نے اس مطلب کو ایسی نفیظ میں  
 بیان کیا کہ سینا کے جنگل میں پھرے والوں اور عرب کے ریگستان کے رہنے والوں کے

لیکر سفر اٹھا اور بلا واسطے درجنوں نام کے لوگ بھجوا دیے۔ مرثبہ پر جب سعد چڑھ کر  
 لہتی ہے تو ایک قسم کا خاص مزاج پیدا ہوتا ہے مثلاً بہت سی گرم و سرد خشک تر و دھوک  
 لکڑ ایک معجون بنا کر تو ایک دو کا بھی مزاج اپنی حالت اصلی پر نہیں رہتا ہے۔ مگر انسان  
 ایک عجیب معجون مرکب ہے اگرچہ یہ سب قوی آپس میں ملی ہوئی ہیں جیسے دودھ میں پانی  
 اوپر ہی سب پنا پنا جدا جدا کام کر رہی ہیں لیکن اس ترکیب انسانی کو سمجھانے کے لیے  
 تمام مضمون نے نمائندگی زبان اختیار کی اور جس طرح کہ ان قوی کے جدا جدا کام تھے اسی طرح  
 ان کو بیان کیا کہ گویا وہ الگ الگ ایک دوسرے کے مقابل جدا جدا چیزیں ہیں جس سے دادا جانا  
 یہ بات تو ہماری سمجھ میں بالکل آگئی اور اس بیان سے ایک اور عقوہ حل ہو گیا کہ بعض  
 روایتوں میں جو یہ بیان ہوا ہے کہ رحم میں فشرہ انسان کی صورت بناتا ہے اس سے  
 بھی ہی قوت مصور و مراد ہے جو خدا نے اس میں رکھی ہے مگر یہ بنا دیکھ کر کہ اولیٰ قوت  
 سجود کرنے اور ایک قوت کی سرکشی کرنے سے کیا مطلب ہے جس سے بیاہ تو بہت جانتا  
 بات ہے تم خود اپنے آپ ہی کو دیکھو تمام قوتیں جس جس مطلب کے لیے تیار ہوئیں پیدا  
 ہوتی ہیں سب تمہارے تابع ہیں جو قوت تم کسی ایسے قوت کو جو حرکت دینا چاہتے ہو جو  
 کی طرح جو فی الفور حرکت ہیں آتی ہے اور تم سے نیکی طور میں آتی ہے اور صاف ثابت  
 ہوتا ہے کہ وہ تمام قوی جو ان چیزوں کے مشابہت میں ہو سکتی ہیں یعنی تمہاری طرح  
 و فرمانبردار ہیں برخلاف اسکے اس قوت کو دیکھو جو بدی اور گناہ کا قہقہ ہے تم اولیٰ قوت  
 کو جو اس سے پیدا ہوتے ہیں برا جانتے ہو اور اس کے نیک کار وہ بھی کرتے ہو اور پھر کرتے ہو  
 وہ وہ قوت سرکش کیسی فرمانبردار ہے جس سے قال خدا تعالیٰ لا یسئو کیا مراد ہے کیا خدا  
 کا شیطان تمام اس میں اشارہ ہے کہ وہ قوت سرکش خود خدا سے بنائی ہے اور اس سرکش  
 کی قوت خود خدا کی اور میں کی ہوئی اور کیا بیان کیا انسان میں خدا سے ایسے قوی ہی رکھے ہو  
 جو اس کو مطیع کر سکتے ہیں اور یہی حکم دیتا ہے کہ آدم کو سجدہ کہہ کر یوں کہا کہ اس سے سرکشی کی اور  
 خدا کا حکم مانا یعنی وہ قوت ایسی سرکش ہے کہ مطیع ہوئی نہیں سکتی اور یہی نافرمان  
 بھی مثل تمہارے بائز الخطا ہوں جس قدر مجھ کو وحی آتی ہے اور میں غلطی نہیں ہوتی ہے۔



باتین میں نے وحی سے نہیں کہی ہیں بلکہ خود اپنے ہیں اور تم میں دیکھ کر کسی ہیں میں شیطان کو اگر  
 سوچا کر چیکے کیا معنی ہیں ج تمام قویٰ پہنچیں وہ سرکش قوت ہی داخل تھی فرشتوں کا اطلاق  
 کیا گیا ہے اور ایک قوت کا سرکش ہونا اس سے مراد فرشتوں سے علیحدہ۔ اور مردود  
 ہے۔ اور تمہارے قویٰ کی ترکیب میں ایک قسم کی حرارت ہے جسکو حرارت غریزی کہتے ہیں  
 اس تمام حرارت کا سرچشم وہ قوت سرکش ہے پس وہ سبک اور پر ہے باقی قوتیں اس سے  
 بچی ہیں یہ معنی ہیں تخلیقی تہذیب و تمدن من مملکت مولوی صاحب کے روٹی پکانے کے  
 چولہے کی آگ سے شیطان نہیں بنا ہے جس بوخت گے کمانے سے خدا نے منع کیا تھا  
 وہ کیا قوت تھی اور اوسکا کمانا یا استعمال میں لانا کیا حالت تھی ج بیاہ قوت عقل و علم ہے کیونکہ  
 علم کے لیے عقل کا ہونا ہی لازم ہے اور حسب انسان اس حد کو پہنچتا ہے کہ اس قوت کو استعمال  
 میں لاسکے قابل ہو جاوے اوسکا نام انبیاء کی زبان میں شیخو خوجہ کا کیا ہے اور زبان شرع میں  
 مکلف ہونا اور زبان حکماء میں بالغ ہونا ہے اس واد جان بیان نوربھی شکل پیش کرتی اس لیے  
 کہ انسان کا چہرہ پہلے سے بڑا ہوتا عقل و تہذیب کی حالت تک پہنچنا ایک ضروری اور لازمی  
 بات ہے اگر انسان زندہ ہے تو خواہ مخواہ اس حالت تک پہنچتا ہے ہر خدا کا اس درجہ کے  
 کمانے سے منع کر لیا اور انسان کا اوسکے کمانے کا اور خدا کی ممانعتی کہ کر گنہ گار ہو چکا کیا مطلب  
 ہے ج جو تمنے کما ہے مگر اس مقام پر ایک نہایت مشکل مسئلہ ہے اور قدر کا نہایت خوب  
 اور مشکل مسئلہ سے حل کیا گیا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ انسان بالکل مجبور ہے اور سکود ہی  
 باتیں کرتا پڑتا ہے جو اوسکے لیے مقرر ہو چکی ہیں اور بعض خیال کرتے ہیں کہ وہ خود مختار  
 ہے اور اپنے تمام افعال پر قادر ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ مجبور ہی نہ خدا  
 ہے میں الجبر والاختیار ہے جیسے ایک پھلی دلتا ہے ایک بادشاہ کو پھلی تدر کر کے وقت اس  
 خیال سے کہ بادشاہ اوسکا جوڑا مانگے کہ اتنا کہ یہ پھلی خشت ہے اس مقام پر خدا تعالیٰ کو یہ بات  
 بتلانی تھی کہ جو قوی انسان کو دئی گئی ہیں وہ خود اوسکا لٹ غما ہے اور اوسکو خود کام میں  
 لاسکتا ہے پس خدا کے منع کرنے اور انسان کا اوسکے کمانے سے انسان کا اون قوی پر  
 جو اوسکو دینے گئے ہیں قادر ہونا اور اوسکا استعمال کی خود قدرت رکھنا بتایا گیا ہے اور جو کہ در

شرح  
 تفسیر  
 مردود  
 تہذیب  
 تہذیب  
 تہذیب









اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ حقائق اشیا و بروز معلوم ہوتے جاتے ہیں لا ادری لہدیا کا فی ہمز  
 ہے اب کئی قسمت کے وقت تیسرا خط آگیا عیسائیوں کی گردن دروزی مرغی کی نسبت لکھو  
 اتنی مختصر اور محضاً اقول وباللہ التوفیق جناب کو تہناتی نچرل اسٹ لائانی نے جو  
 ہے تفسیر جدید قرآن شریف کے وہم و خیال سے ایجاد کی جسکی سند نہ کسی حدیث سے ملتی  
 ہے نہ جمہور امت مرحومہ کے موافق ہے نہ علم حکمت سے مطابق ہے نہ محاورہ اہل اسلام  
 و کتب لغت سے نشان ملتا ہے کچھ ثبوت نہیں کہ قوت شیطانی کس قوت کا نام ہے  
 حالانکہ حقد قویٰ ہیں سب آدم نفس انسان ہیں نہ کوئی سرکشی اور دشمنی کرتی ہے نہ مفسر  
 و سوسہ و عداوت روح کسی قوت کا کام ہے۔ جب تک جو ایک قوت مختصرہ کا ثابت  
 ہے تمام خیالات باطل ٹھہر جائینگے۔ اگر معنی منطوق شہید ہیں تو کوئی سند پیش کیجے  
 مگر ان ایجاد حضور کا کچھ علاج نہیں تیس فی اللغت بھی ہونے لگا۔ اور جب منطوق آیات  
 قرآنی و احادیث رسول ربانی اور ظاہر الفاظ و سیاق و سباق و سیاق و سباق و سیاق و سباق  
 موافق ہے تو مجھے یہ کہنا کہ وجود خارجی الہی کی ثبوت پیش کر دینا ایک خبر ہم ہی کو  
 مان لینے اور انکی شہادت کا جواب کتاب سنت سے دینے کے لیے بھی خیال رہے کہ آپ صرف  
 مانع نہیں ہیں بلکہ اس قدر دعویٰ یہ خود ہی مدعی ہیں کہ ملائکہ سے مراد قوای انسانی ہیں اور  
 نام ہے ایک قوت کا جو روح سے معادات رکھتی ہے اور جسکا صرف اغوائی انسان ہی نام  
 اور وہ اطاعت آدم سے ہمیشہ باہر ہے اور سجدہ نام ہے اطاعت قوت کا اور سرکشی نام ہے  
 انکار سجدہ کا وغیرہ الذک من الادہام۔ اور ہم آپ کے ایجاد کو محض باطل اور تفسیر بالسر و اور  
 انکار لغوی کا بیان کرتے ہیں تو اپنے دعوے پر انکی کوئی برہان پیش کرنے چاہیے ورنہ مفسر  
 محکم و مکابرہ پیشاندہ ہے اور یہ بھی ارشاد ہو کہ یہ فاعلہ کلیہ کہان سے نکالا ہے کہ جس خبر کو  
 آپ حواس بدنی سے معلوم نہ کر سکیں وہ معدوم اور وجود خارجی سے محروم ہوتی ہے آخر ملائکہ  
 اور جن کا وجود خارجی انکار کے لائق نہیں ہے وہ کلب آگیا محسوس ہوتے ہیں۔ اور  
 کے صفحہ ۱۱ میں سدرۃ المنتہی کا وجود قول سے قاضی عیاض کے (قال لقا ضحیٰ ان  
 سدرۃ المنتہی فی الارض) اور حدیث معراج سے قائم کر کے مطابقت تو ریت سے کیا ہے

اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ حقائق اشیا و بروز معلوم ہوتے جاتے ہیں لا ادری لہدیا کا فی ہمز  
 ہے اب کئی قسمت کے وقت تیسرا خط آگیا عیسائیوں کی گردن دروزی مرغی کی نسبت لکھو  
 اتنی مختصر اور محضاً اقول وباللہ التوفیق جناب کو تہناتی نچرل اسٹ لائانی نے جو  
 ہے تفسیر جدید قرآن شریف کے وہم و خیال سے ایجاد کی جسکی سند نہ کسی حدیث سے ملتی  
 ہے نہ جمہور امت مرحومہ کے موافق ہے نہ علم حکمت سے مطابق ہے نہ محاورہ اہل اسلام  
 و کتب لغت سے نشان ملتا ہے کچھ ثبوت نہیں کہ قوت شیطانی کس قوت کا نام ہے  
 حالانکہ حقد قویٰ ہیں سب آدم نفس انسان ہیں نہ کوئی سرکشی اور دشمنی کرتی ہے نہ مفسر  
 و سوسہ و عداوت روح کسی قوت کا کام ہے۔ جب تک جو ایک قوت مختصرہ کا ثابت  
 ہے تمام خیالات باطل ٹھہر جائینگے۔ اگر معنی منطوق شہید ہیں تو کوئی سند پیش کیجے  
 مگر ان ایجاد حضور کا کچھ علاج نہیں تیس فی اللغت بھی ہونے لگا۔ اور جب منطوق آیات  
 قرآنی و احادیث رسول ربانی اور ظاہر الفاظ و سیاق و سباق و سیاق و سباق و سیاق و سباق  
 موافق ہے تو مجھے یہ کہنا کہ وجود خارجی الہی کی ثبوت پیش کر دینا ایک خبر ہم ہی کو  
 مان لینے اور انکی شہادت کا جواب کتاب سنت سے دینے کے لیے بھی خیال رہے کہ آپ صرف  
 مانع نہیں ہیں بلکہ اس قدر دعویٰ یہ خود ہی مدعی ہیں کہ ملائکہ سے مراد قوای انسانی ہیں اور  
 نام ہے ایک قوت کا جو روح سے معادات رکھتی ہے اور جسکا صرف اغوائی انسان ہی نام  
 اور وہ اطاعت آدم سے ہمیشہ باہر ہے اور سجدہ نام ہے اطاعت قوت کا اور سرکشی نام ہے  
 انکار سجدہ کا وغیرہ الذک من الادہام۔ اور ہم آپ کے ایجاد کو محض باطل اور تفسیر بالسر و اور  
 انکار لغوی کا بیان کرتے ہیں تو اپنے دعوے پر انکی کوئی برہان پیش کرنے چاہیے ورنہ مفسر  
 محکم و مکابرہ پیشاندہ ہے اور یہ بھی ارشاد ہو کہ یہ فاعلہ کلیہ کہان سے نکالا ہے کہ جس خبر کو  
 آپ حواس بدنی سے معلوم نہ کر سکیں وہ معدوم اور وجود خارجی سے محروم ہوتی ہے آخر ملائکہ  
 اور جن کا وجود خارجی انکار کے لائق نہیں ہے وہ کلب آگیا محسوس ہوتے ہیں۔ اور  
 کے صفحہ ۱۱ میں سدرۃ المنتہی کا وجود قول سے قاضی عیاض کے (قال لقا ضحیٰ ان  
 سدرۃ المنتہی فی الارض) اور حدیث معراج سے قائم کر کے مطابقت تو ریت سے کیا ہے

بلکہ دونہیں چوٹی دو بری اوسکی جرہیں سے جاری ہوئی ہیں تسلیم کی ہیں اگر وہ آپ کی سند پر  
دعویٰ کے نہ ہوتی تو کس واسطے پیش کی جاتی اور اپنی رائے اوسکے خلاف لکھنی منظور ہوتی تو مطابقت  
تو ربین کوئی اور آیت یا حدیث لگی جاتی ہاں اس قدر تصریح کیا ہے کہ اپنی طرف سے جو شجر مذکور  
کی ہوں لکھی ہو (ای شجر علم الخیر والشر) ہر چند یہ معنی مجرود دعویٰ کے طور پر ہیں اور اوس پر کوئی دلیل  
نہیں لگی مگر اتنا خیال کر لیا واجب تھا کہ ہر اوسکی جرہ میں سے فرات اور نیل وغیرہ کمان سے لکھی  
اور مضمون حدیث معراج سے کیونکہ تطابق ہوگا جس میں اوسکے پہلے اور پہلی ہی موجود ہیں لامحالہ ان کو  
حلیل سے کچھ کام نہیں نکالے گا اور وجود فی الخارج ماننا پڑیگا اب ارشاد فرمائیے کہ جاری کی جاتی ہے  
کو کیا سمجھ کر حجت بخیر الایمان جسکے الفاظ نقل کیے ہیں و دفعت الی سدرۃ المنتہی فی اصلہا  
اربعۃ انوار انوار باطنان و نھار ان ظاہران فسلک جبریل فقال اما الباطنات  
فی فی الجنۃ و اما الظاہران فالفرات و النیل اس حدیث کا ترجمہ جناب نے ہوں کیا ہے  
رسول خدا نے فرمایا کہ مجھ کو سدرۃ المنتہی لکھایا گیا اوسکی جرہ تین (یعنی جہان  
وہ ہے) یہ لفظ یعنی جہان وہ ہے باقر جناب مخاطب کے وجود خارجی پر دال ہے خواہ اوسکو  
افلاک پر نہراوین خواہ موافق قول قاضی عیاض کے اوسکی اصل زمین و قباوین (جہان زمین  
ہیں و نہرین چوٹی ہیں اور دونہیں بڑی ہیں پہر لو جہان میں نے جبریل سے  
پہر کیا انہوں نے کہ چوٹی نہرین باخمین ہیں اور بڑی نہرین ہیں فرات اور  
نیل بلفظہ۔ اس مقام پر میں عرض کرنا ہوں کہ باطنان و ظاہران کا ترجمہ چوٹی اور بڑی  
اور حبت کا ترجمہ بلاق حضرت ذوالسواستے کیا ہے کہ توبیت کی اس عبارت سے مطابقت  
ہو جاوے اور اوکا یا خدای معبود و زمین سمیر و رخت اچھا دیکھنے میں اور ستر  
کساؤ میں اور درخت زندگی کا بیج میں باغ کے اور درخت پچا اچھا بہانی اور  
برائی کا اور نہر نکلی جہان سے واسطے سیچنے باغ کے اور وہیں سے اکیلی ہو  
اور میں چار دہارین بلفظہ اگرچہ باطن و ظاہر کا ترجمہ غلط کیا ہے اور معراج کا قصہ اور جبریل  
پوچھا جو سچے حقیقی پر اشارہ کرتا ہے اوس سے بھی چشم پوشی کی ہے مگر بیان متعلق ناخن فیکے  
ہمارے واسطے حجت قائم ہے کہ اس قسم کے موجودات خارجیہ تسلیم کیے گئے ہیں جبکہ جو

بشری سے خواہ جغرافیہ خواہ دلیل عقلی سے نہایت عالی ثابت نہیں کر سکتے ہیں لامحالہ جو کہ  
 جواب اسکا محکوم عنایت ہو کہ وہی بخت ابلیس میں کافی ہوگا بقدر ولایت میں انفاطین  
 علاوہ اسکے ہم نہیں تسلیم کرتے ہیں کہ واسطے ثبوت وجود خارجی کے جس بعد شرط ہے بلکہ  
 باترے سے اگر غیر صادق کی تصدیق سے اور خود خالق ابلیس کے ارشاد سے ثابت ہو جاوے کہ  
 شیطان جو خارجی رکھتا ہے تو اہل اسلام کے واسطے کافی ہے کیونکہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے  
 کہ خالق مطلق نے کل شیا و مخلوق کا علم ہو دیا ہے اور ہر شیے اس قابل کر دی ہے کہ ہم اسکو  
 اپنے حواس سے دیکھ سکتے ہیں بلکہ یہاں نول ہے کہ لایحی طویل و بستی حقین علیہ السلام  
 وَمَا أَوْلَىٰكَ مِنْ الْجَوَارِحِ قَلِيلًا لَا حَسْبَ مَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا خَلْفَ وَجْهِهِ وَلَا مِثْلَ شَيْءٍ  
 میں ارشاد ہو گیا ہے اور اسکو ایسا تسلط دیا گیا ہے کہ وہ ہر کوئی اغوا کر سکتا ہے اور ہم غوا  
 حالت کو اپنے میں دیکھتے ہیں تو کیا خیر خود ہے کہ تعریف معنوی آیت و اعداد پر کر رہا ہیں  
 اور ایسے فلسفی تنگ بین ہیں کہ جو چیز نظر آوے نہ دیکھ سکیں پس جس فکر سنگین و سکو وجود سے بھی  
 منکر ہوتے چلے جاوین و درنہ قرآن شریف معاذ اللہ معلما تو غایت کا اور کوئی آیت متعلق احکام  
 حلال و حرام و معاد وغیرہ ہی ایسی نہ تھی بلکہ معنی جہازی سیاتہ تاویلات و تہنات کے بقیم کردو  
 جاوین۔ کما یعلم الطین البیہ۔ اس مقام پر مجبور ہی عرض کر رہے کہ موضوع ہے کہ حدیث معراج  
 کو جناب مخاطب نے قبول کر کے اپنی سند میں پیش کیا ہے تو ضرور ہے کہ اسکا پورا سہہ و ن  
 تسلیم فرماوے جس پر تو انہی مقدمات میں سے کئی منہ سے نزدیکیں ہو جائیں گے لہذا یہاں مختصر آو  
 حدیث معراج۔ ہشکواہ خیر لیس سے قبل کی جاتی ہے ضرور قتلا ذہن انش بن مالک  
 عن صالح بن مہجہ عنہ ان بنی اللہ علی اللہ علیہ وسلم واحد ثم من لیلۃ امری بہ  
 قال بلینہ انانی الخ طبر و رہا قال یا خیر مضطجی خا انانی انانی ان فشق ما لکن جہنہ  
 الی ہذا یعنی من ثمرہ الخ الخ الی ہذا ثم قال ما ملئنا من الخیر فی لیلۃ لیلۃ من  
 ذہب مملو ابنا تا فغسل قلبی ثم حبشی ثم اعبد فی فیہا وایۃ ثم غسسل  
 البطن بماء ثم فرم علی ایمکانا و حکمہ ثم ایتک یا ایتہ ذہن البخل  
 و فوق الحکام ایدض یتا لہ البین انی یفہم خلوص عند قضی طرفہ فخر لہ



علیہ فالطریق بن جبریل حتی اتی السماء الدنيا فاستفتح فقبل من تحت هذا  
 قال جبریل قبل من معك قال محمد قبل وقد أمر رسل الیہ وان بعد قبل من  
 ید فیہم الجحیی بکلمہ فبقیہ فلما خلصت فادفیعاً اذ هو قال اخذ ابی ک  
 اذ یزال یقولہ ثم صعد فی حتی اتی السماء الثانیة فاستفتح الی قولہ ثم صعد فی  
 الی السماء الثالثة فاستفتح الی قولہ ثم صعد فی حتی اتی السماء الرابعة فاستفتح  
 الی قولہ ثم صعد فی حتی اتی السماء الخامسة فاستفتح الی قولہ ثم صعد فی  
 حتی اتی السماء السادسة فاستفتح الی قولہ ثم صعد فی الی السماء السابعة  
 فاستفتح الی قولہ ثم صعد فی الی سدرة المنتهی فاذا بینہما مثل قلاہجی  
 واذا ویرقہما مثل اذ ان الیقلہ قال ہذا سدرة المنتهی فاذا الیقلہ  
 انظر فی ان باطنان ونهران ظہران قلت ما ہذان یا جبریل قال  
 اما الباطنان فنہما ان فی الجنة واما الظہران فالنبیل والظہر اذ ثم رفع  
 الی البیت المحمود ثم اتیت بالاء من خمس وانا من البین وانا من  
 جنات فخذت الکیس فقال ہی الفطرة انت علیہا واندک الخ متفق علیہ  
 اس حدیث ہے جو حضرت مخاطب نے سند توافق ثوریت میں سنا ہے  
 اسلام کے پیش کی ہے ثابت ہوا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے کہ انہیں آیا ان کے پاس فرشتہ پہرہ چہرہ او سے گئے سے  
 خلق کے زیر ناف تک پہرہ نکالوں کو پہرہ منہ یا حضرت نے کہ لایا گیا پیر  
 لگوں منہ نکالو ایمان سے پہرہ ہو گیا دل سے پہرہ ہو گیا دل سے پہرہ ہو گیا اصل جگہ پر کہ لایا اور کہ  
 روایت میں ہے کہ پہرہ ہو گیا پیٹ یعنی اندر کی چیزیں زخیم کے پانی سے پہرہ ہو گیا ایمان و  
 حکمت سے پہرہ لایا گیا میرے پاس ایک جانور نیا چھوڑا اور انہیں گدے سے سفید رنگ کہنا تھا  
 برافق کہتا تھا قدیم نزدیک تمام ہونے بگاہ کے پہرہ سوار کیا گیا میں نے پہرہ ہو گیا مجھ کو جبریل علیہ السلام  
 کہ آیا نیچے آسمان دینا کہ پہرہ کو لانا یا جبریل نے دروازہ آسمان کا او سبکو دروازہ سے او سب  
 پوچھا کون ہے کہ میں ہوں جبریل کہ او سب کو سہا تیرے ساتھ کہ محمد

انہیں کہا فرشتوں نے کیا تمہارے ساتھ آئے ہیں بلاتے ہوئے کہا جبریل نے ہاں کہا فرشتوں  
 مرزا محمد مسلم کو پھر کہا فرشتوں نے کیا اچھا آنا یا پر جب اٹھل ہوا میں آسمان میں توفقات کی  
 آدم سے اور انکو سلام کیا اسی طرح ہر ایک آسمان میں داخل ہوا کہ وہی گنگو در بانوں سے کہہ کر  
 ہوئے اور انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کرتے ہوئے سدرۃ المنتہی تک پہنچی جسکے پہلے چکر  
 مسکون کے برابر تھے اور پچھلی اوکی ہاتھی کے کانوں کے برابر تھے ناگمان وہاں چاندی میں تھیں  
 و نہیرن چپی ہوتی اور وہ ظاہر کہا جبریل نے بد و نہیرن چپی ہوتی بہشت میں ہیں اور وہ تیز  
 ظاہر تھیں اور فرات ہیں پہرہ کیا گیا مجھ کو بیت المعمور پہر لایا گیا میرے لیے ایک برتن شراب کا  
 دوا درودہ کا تیسرا شہد کا پر اختیار کیا میں نے انہیں سے دودھ کو تب کہا گیا مجھے کہ یہ تیری  
 فطرۃ اور تری امت کی ہے الی آخر القصہ — اب خاکسار یہ التماس کرنا ہے کہ شوق  
 مدد حضرت کا اور براق کا وجود خارجی اور وجودات آسمانوں کا اور انہیں ہونا دروازوں کا اور  
 تین ہونا دربانوں کا اور وجود سدرۃ المنتہی کا اور انہیں سے دونوں کا بہشت میں جانا اور  
 دونوں کا دنیا میں آنا اور بیت المعمور کا وجود خارجی ہونا دلالت الفاظ سے بخوبی ظاہر ہوا  
 پہر وجہ الحاکمی کوئی نہیں رہی اور جب حضرت مخاطب نے سدرۃ المنتہی کا وجود خارجی  
 تین الکلام میں مان لیا گو اسکی جڑ زمین میں موافق قول قاضی عیاض کے تسلیم کی ہو  
 تو اب کس منہ سے دعویٰ کرتے ہیں کہ جو اس ظاہر سے جو شے محسوس نہ ہو وہ معدوم ہے  
 ہے قاعدہ کلیہ اوٹکا باطل ہو گیا اور بعد تسلیم حدیث کی صحت حدیث میں بھی کلام نہ رہا تب  
 سوائے اسکو شبہات واستعارہ ومحاورات متعلق وجود انلاک و بیت المعمور و براق  
 و انہما جنت و شوق خدر وغیرہ کی اپنے خیالات سے بناتے جاوین اور کچھ چارہ نہیں رہا تو یہ بہرہ  
 جناب مخاطب خدا نخواستہ ایسے متعصب نہیں رہیں گے کہ حق پسندی کو چور و شنگے غالب آئی  
 اصرار و عن پروری سے باز آؤ شنگے اور آیات و حدیث کو ہرگز معاد و جستان نہ بنائیں گے انشاء اللہ  
 — اور اب ہمارا یہ بھی سوال ہے کہ قرآن تیرے میں جو قصہ یا حوج کا مذکور ہے اس قسم کی  
 تفصیل آپ کے یا کسی کے مشاہدہ میں آئی ہے یا کتب جغرافیہ میں کہیں و کہیں ہے شوق اور  
 ضرور ہے کہ ثابت کیجیے اور شوق ثانی میں اقرار کرنا پڑے گا کہ جو چیز جو اس انسانی سے نظر

وہ معدوم الحقیقت اور وجود خارجی سے خارج نہیں ہوتی اور الشیخۃ الملوحة فی القرآن  
 ہی کہا آپ نے دیکھا ہے اور اس کے باب میں کیا ارشاد ہے فائدہ مجھ کو خیال ہوتا ہے  
 کہ جناب نیچر باب جب کوئی مفرد دیکھینگے تو وجودِ افلاک کے انکار پر فلاسفہ جدید اہل یورپ  
 تقلید پر آمادہ ہونگے گو تقلیدِ ائمہ دین کو ضلالت اور اندامِ پختہ میں مگر اہل یورپ جو کہہ فرماتے ہیں وہ  
 بسروشن قبول کر لیتے ہیں خواہ او نہیں اختلاف بھی موجود ہو اور خود بدولت نے بھی اس کے  
 دلائل پر عالمِ قطعی حاصل نہ کیا ہو۔ راوی معتد بھی کہ قرآن وحدیث سے اعراض کرنا ناجائز  
 لا محالہ ہی ارشاد ہو گا کہ مستر گلہ یو جو کہ لکھ گیا ہے آسانہ اور بے تکلف حدیث معراج میں کلام  
 کرنے لگیں گے۔ اور تین الکلام کے اقرار سے بھی دور بہا لگیں گے۔ حالانکہ میری دانش سید  
 فلاسفہ جدید کا یہ حال ہے کہ وہ نظامِ مسمیٰ میں دو قسم کے خیالات رکھتے ہیں جس قدر علمِ ہند  
 سے قریب و بعد یا ہی کو اکب کا اور اونکا قطر وغیرہ دریافت کیا ہے متاخرین اس کو قطعاً تسلیم  
 کرتے ہیں اور افلاک کے باب میں اونکا اسی قدر قول ہے کہ مجاہد دور میں کے ذریعہ سے  
 فطر نہیں آتے ہیں پھر یہی بعض فلاسفہ کو اکب ثوابت کے ساتھ آسمانوں کو ماتے ہیں مگر  
 سیاروں سے بے علاقہ جانتے ہیں اور دور میں کے اعتماد سے خود مستر گلہ یو نام و درجہ  
 ہو گیا تھا جب شعبوں کی غلطی دیکھی تو گہرا گناہ اور اپنی غلطی کے ظہور سے ڈرتا تھا جو غی  
 اس حکیم فلسفی کا یہ حال ہے جو محض ادیان و وطنوں فلاسفہ جدید پر تکیہ کرنا اور اس مسئلہ کو لگانا  
 جسکی قطعیت اب تک ثابت نہیں ہوئی اور اس کے مقابلہ میں کلامِ الہی و احادیثِ نبوی سے  
 ہاتھ دھو بیٹھنا کس قدر ناچاقیت اندیشی ہے ممکن ہے کہ آئندہ بذریعہ کسی ایجاد و دور میں کو  
 حکما یورپ وجودِ افلاک کے قائل ہو جاوین تو یہ تفسیر آیاتِ بیاناتِ قرآنی کے جواب  
 کی گئی ہو کہاں جاننا کہ گویا نینچہ بھاگیا کہ قرآن شریف کے معنی بیان کرنا منظرِ اہل یورپ کی  
 مرضی پر جدید زبان کی ہوا ہے اور ہر بیانِ ایمان بھی پھر نے لگے میں اس مقام پر خیال  
 کرتا ہوں کہ حضرت مخاطب شاید میرے اس قول کی تصدیق میں تامل کرنے لگیں گے کہ کیا  
 وغیرہ کا جو حال بیان ہوا وہ کسی کتابِ علمِ ہیئت سے ثابت ہی ہے یا نہیں لہذا مجھ کو ضرور  
 ہو گا کہ عبارت انگریزی کتاب سبکی مع ترجمہ حضور اعلیٰ میں پیش کر کے دکھا دوں باتِ غم

کتابت نامہ اور اس میں مولفہ مستحیرہ صاحب میں مکتوب سوم جو تہ  
 کتابتینو فصاحب نے باکم ولسر کے مورخہ میں دوسمیر لکھا ہے صفحہ ۱۲۲  
 باب ۱۲۲ میں ہے اور وہ اس کے لکھنے کی یہ دعویٰ ہے کہ اس کو پہلے بذریعہ  
 اس کے معلوم ہوا تھا کہ زحل اشکل بنیادی ہے اور گرداؤں کے دو چوٹے چوٹے  
 ستارے ساتھ ساتھ ہیں بعد ازاں ملاحظہ ثانی سے غلطی ملاحظہ اول میں پائی گئی  
 وہی زحل ہے ستارہ اشکل بنیادی لفظ آیا اور دونوں ستارے چوٹے چوٹے معلوم  
 تھے تب وہ نہایت حیرت کے ساتھ یہ لکھا ہے کہ بہ نسبت اسے تبدیل  
 عجیب کیا کہوں کیا یہ دو چوٹے ستارے مثل نقاط آفتاب کے معدوم ہونے  
 یا شاید زحل سے اپنے دونوں بچوں کو کھالیا یا بہت محض وہی و فریب  
 اتنی جو ایک دور بین کے تیشوں نے بجا اور دوسرے کو جنہیں میں دیکھا تھا  
 وہوں کے میں رکھا ہے اب شاید وہ وقت آیا ہوگا کہ جو لوگ تجزیات جدیدہ کو مختصر  
 معالطہ اور غیر ممکن الوجود ثابت کرتے ہیں ان کو سن کر تہہ اٹکی سنو گی یہی  
 ایسی ہیروانہ ہو جائے ایسی حیرت انگیز نادریغیر متوقع حالت میں کیا کہوں  
 جنگی فرصت اور غیر متوقع واقعہ اور ضعف فہم اور خوف غلطی نے تم کو سخت گھبرا  
 دیا ہے انتہی حد تک اسے اور بڑھ کر دور بین کے ذریعہ کیے جو دو ستارے زحل کے پاس ہر  
 گز تہہ بعد چاروں برس کے معلوم ہوا کہ وہ ستارے ہی نہ تھے تب جان لیا گیا کہ وہ چلتے  
 زحل کے نزدیک ہر گز جو کہی نظر آتے ہیں اور کہیں ثابت ہو جاتے ہیں اور گفتگو کی دل  
 و دہم بحث حکم نیست مستحیرہ صاحب سوال و جواب مستحیرہ صاحب صفحہ ۱۲۴ اور ۱۲۵  
 سیاق و سباق کے مطابق بھی ملاحظہ کیجئے جس کا ترجمہ بطور واضح حاصل یعنی اس کے برعایت الفاظ  
 سوال کیا ثابت کہی انہی جگہ سے زمین سے ہیں جواب یہ تھا یا اعتبار اسماء النون کے وہ گرد  
 قریب کے متحرک معلوم ہونے میں لیکن باعتبار مواقع ایسے کہ ایک ہی جگہ پر ہمیشہ قائم ہیں  
 پس ان کو مقابلہ سیارات کے جسکی جگہ بہ نسبت ثوابت کے اور بھی بہ نسبت ان کے بلکہ اگر  
 بین ثوابت کہتے ہیں سوالی جسے شک نہیں کہ مطلب شمالی کے معلوم کر کے میں میدان

مانے سے دقت کم ہوگی چوہا پ میں او سکوا ورو و مری ستاروں کی جو نسبت گزشتہ میں بنا کے ہیں  
 بخوبی دریافت کرونگا اگر اونکی جگہ تبدیل ہوگی و سہ نسبت یکدیگر کے ہمیشہ ایک ہی مقام پر قائم  
 ہیں گواہ نیک مقامات باعتبار آسمانوں کے باوقات و ایام مختلفہ تبدیل معلوم ہوتے ہیں فقط  
 اتھوڑا نہیں ہوگا اگر غلاف جدید کو اپنی دور بینوں کے ذریعہ سے دیکھتے تو قطعی حزم و یقین نہیں  
 سبے اور وہی خود ہی ضابطیان پاتے ہیں اور اپنے تہذرات سے شرابہ نہیں اور بعض فلاسفہ کبر  
 نہیں ہیں کہ اب تک حرکات ثوابت کے متعلق وجود افلاک سے انکار نہیں کرتے ہیں جب حال  
 سے تو کل مسائل ہیبت جدیدہ کے مانند اصول موضوعہ اقلیدس کے قطعی شہر الیاء ثابت ہو  
 کیونکہ منطوق آیات قرآنی و ادوات رسول ربانی سے اعراض کیا جاوے گا یا معلوم ہوگا  
 کیا حکما جدیدہ کو وجود و حزم افلاک میں زیادہ جہت نہیں ہے وہ استیوار کہتے ہیں کہ ہکوشیون کے  
 ذریعہ سے اب تک نظر نہیں لگے ہیں اس واسطے ہم اور وجود کا نہیں کہہ رہے ہیں مگر میں یہ کہتا ہوں  
 کہ ہمیشہ ایجاد جاری ہے اور نئے نئے شے دور میں کے نسبت جانتے ہیں کہ ہمال پہلے اور ستارے  
 ستارے دور بینوں سے نظر نہ آتے تھے جو بعد معلوم ہونے لگے اس طرح اگر کسی وقت میں فلا  
 بھی نظر آنے لگیں تو کیوں نا امید ہونا چاہیے یا یہ خیال کرنا لازم ہوگا کہ افلاک محض شفاف ہیں شام  
 اور چمک دہک نہیں رکھتے ہیں جو مثل ستاروں کے اس افلاک میں پڑے دیکھو ہو اگر چہ افلاک  
 شفاف نہیں ہے تو بھی دور میں سے نظر نہیں آتی جبکہ ہر کیا ضروری ہے کہ دور میں سے نظر  
 نہ آئے تو قطعی مان لیا جاوے اس مقام پر ہم یہ کہنا ہے موقوف نہیں سمجھتے ہیں کہ ہماری کتاب  
 آسمانی میں صرف وجود افلاک کا ذکر ہے الایہ بیان نہیں ہے کہ افلاک میں ستارے جڑ ہو چکے  
 یا نہیں ہیں اگر ہیبت قدیمہ کو ماننا چاہو تب تو وجود افلاک میں کلام ہی نہیں ہے باقی رہی ہیبت  
 جدیدہ اس سے بھی مذہب قرآن کی نہیں ثابت ہوتی ہے کئی وجہ سے اول قرآن شریف لیا  
 میں ہے اور دور میں سے نظر آتا خود ہی محل بحث ہو نظر سے بانی نبیانی علم ہیبت جدیدہ کا اداسی  
 نسبت آزمائی کرتا ہے جیسا کہ ہم لکھ چکے اور بعض فلاسفہ خطا منکر ہیں نہیں ہیں و حزم استوت  
 تک نظر نہ آنے سے لازم نہیں آتا کہ آئندہ بھی ایسا قطع نہ ہو کیونکہ ہیبت سے ستارے پہلے  
 و معدوم سمجھے جاتے تھے اور بعد معلوم ہو گئے سو ہم کیا ضروری ہے کہ افلاک میں ستارے جڑ ہو چکے

جاتے ہیں کہ سیارے موافق نظام شمسی جدید کے گردش کرتے ہوں اور فلک کی حرکت کے تابع ہوں  
 ہیئت قدیمہ کی تصدیق یا تکذیب قرآن میں کہاں مذکور ہے چہاں ہم جانتے ہیں کہ زمین ساکن ہے  
 اور آفتاب دسکی گردش کر رہا کوئی استعمال عقلی نہیں ہے یا ممکن ہے کہ زمین گردش کر رہا ہے اور  
 گردش کرے دونوں حالتوں میں اختلاف فصول کا اور واقع ہونا خوف کسوف کا اور تقسیم قایم  
 کی دسکی پستی مدت ایل و تمار کی یکساں سنجی اور پر حجب قرآن میں زمین کی حرکت و سکون کا ذکر  
 نہیں ہے تو ہیئت جدیدہ سے کیا نقصان قرآن میں آتا ہے اور قرآن شریف کب بتاتا ہے کہ آسمان  
 میں ثوابت جڑے ہیں اور وہ خرمین ماسکن کے گرد ہم گھومتے ہیں گردش کرتا ہے جاتے ہیں  
 کہ ثوابت جڑے ہی ہوں اور زمین پورب سے پچھم کی طرف اپنے مرکز پر گھومتی ہے اور گردش  
 افلاک متفاثر گردش زمین نہوا اور جاتے ہیں کہ افلاک فوق حقیقی اور مسمی تمام عالم اجسام کے ہوں  
 اور متحدہ جہات مشرق اور تمام کو اکب سے فوق رکھتے ہوں جہاں تک دور بین کام نہیں کرتی  
 ہے پہر کیا وجہ ہے کہ استعمال عقلی وجود افلاک پر قائم کر لیا جاوے فلک اول میں قرار دیا جائے  
 میں شمس کا جڑا ہوا ہونا قرآن میں نہیں آیا ہے اور جاتے ہیں کہ تمام ہیئت جدیدہ آئندہ غلط عقلی  
 جیسے ہزار ہا برس کی ہیئت ایک دم سے چند نظر بازوں نے غلط تبادلی ہے کیا آئندہ دور  
 سے دیکھتے والے نہ پیدا ہوں گے ہمارے واسطے خالق الارض والسموات کی گواہی کیا کم ہے  
 جو ہم فلاسفہ جدید کا منہ نہکتے رہیں اول سے پوچھ پوچھ کر قرآن کے معنی بدلتے رہیں الحاصل یہ  
 وجود افلاک کا اور آنگا گردش کرنا اور اس کے متعلق باعتبار حقیقت جھٹس کر کے کہ کو اکب کا مرکز  
 ہر صرح واقع ہونا اور اس کے جسم کا قابل الشقاق والظفار ہونا ہرگز ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ تجدید  
 ہیئت جدیدہ کی بھی وجود افلاک سے انکار کر کے ضرورت خواہ مخواہ پڑی یا قرآن شریف ہم غلط  
 غلط قرار پادے شاید کوئی یہ خیال کرے کہ قرآن میں گھومنا سورج اور چاند کا بھی مذکور ہے  
 یہ تو مخالف ہیئت جدیدہ کا نہ تو ہم کہتے ہیں ہرگز مخالف ہیئت جدیدہ یا قدیمہ کی نہیں ہے قدیمہ  
 تو اب کچھ بحث نہیں ہی رہ گئی جدیدہ او سمین ثابت ہے کہ گردش کرتا ہے اور اسکی گردش  
 ایک مقدار زمین کے طور پر ہوتی ہے باقی رہا شمس اسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ  
 اپنے مرکز پر گھومتا ہے پندرہ روز زمین اسکا دورہ ختم ہوتا ہے کیونکہ چند ذرات سیاہ جواو

جسم ہن ہن پذیر ہون روز نظر آتے ہیں اور بعض کا قول یہ ہے کہ شمس مع تمام نظامی کو تابع حرکت دیگر شمسوں کا ہے جنکا عکس بہ سبب بُعد کثیر کے انہک زمین پر نہیں پہونچا سکتا۔ حرکت و دورہ شمس کا ہر حال میں مان لیا گیا ہے کہ زمین کے گرد گومتے ہیں لہذا اختلاف ہے اور کثرت راہی عدم کی طرف گئی ہو پس الشمس تبتی لم تستقر لہذا کسی طرح غلط نہیں ہو سکتا نہ ہیت جدیدہ سے نہ ہیت قدیمہ سے۔ چونکہ یہ رسالہ بحث افلاک تمام کرنے کے لائق نہیں ہے، مآخذ فیہ و سرری بات ہے لہذا اولاً کل علم ہیئت پر پورے بحث کر دینا محلو موقع نہیں ملا ہے لہذا کسی علم ہر سالہ میں بشرط فرصت لکھنے کا ارادہ ہے۔ اور طول تقریر کو اس قدر مختصر مضمون پر ختم کرنا ہوں۔ کہ جناب مخاطب کو ہرگز وہ نہیں دینا کہ بعد تصنیف تبتین الکلام کے وجود افلاک سے پہلا دیا ہوا وغیرہ مراد لی سکنز گو اپنا مذہب ہی بیان کر چکے ہیں کہ آسمان سے مراد پہلا وہ ہے مگر خود ہی یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ ہوا اور کو اکب سے علاحدہ خدا نے افلاک بنائے ہیں جیسا کہ ترتیب سے ظاہر ہے جب یہ حال ہے تو کو اکب کو خواہ ہوا کو خواہ ابر کو یا وسعت محضہ کو فلک شہرا محض حکم ہوگا **اَلْمَرْحُوقُ حَذُّوْا بِاَقْصَا اَرَاہ**۔ اور مولوی سید مہدی علی صاحب کی فکر یہ تعلق افلاک کی نسبت آسمان اور صدقنا کیونکر پکار سکیے خود تو یہ فرما چکے ہیں کہ کتب سادہ سابقہ پر میرا مضبوط اعتقاد ہے اور تورات کی تفسیر کو ملت اسلام سے مطابق کرنے پر کوشش کر چکے ہیں اب میں تبتین الکلام کے صفحہ ۳۴ کی عبارت لکھتا ہوں وہی نذرہ۔ جب عالم شہادت اوسنے پیدا کرنا چاہا تو سب سے پہلے پانی پیدا کیا پھر اندھیرا پھر نور پھر ہوا پھر آسمان پھر زمین پھر نباتات پھر سورج چاند ستارے پھر حیوانات پھر حضرت انسان اور یہی مذہب۔ عالم شہادت پیدا ہونے میں ہم مسلمانوں کا ہی انتہی بلطفہ۔ اب میں عبارت انگریزی مستندہ اپنی بعینہ لکھتا ہوں:

WHAT is to be said concerning so strange a metamorphosis? Are the two lesser stars consumed after the manner of stars proper? Have they vanished or suddenly fled? Has Saturn perhaps devoured his own children? Or were the appearance illusion or fraud with which the planets have so long deceived me, as well as many others to whom I have shown them? Now perhaps is the time come to reveal the well kept withers I hoped of those who, quitted by more profound contemplation, have discovered the fallacy of the new observations and declared the utter impossibility of their existence. I do not know what to say in acknowledging, so unlooked for, and so novel. In shortness of time, the unexpected nature of the event, the weakness of my understanding, and the fear of being mistaken have greatly confounded me.

---

Scientific Dialogues, by Rev J Joyce,

Astronomy. Conversation II, Page 103.

JA.—But do they never move from their place.

TA.—With respect to the whole heavens they seem to move round the polar star, but they always remain in the same apparent relative position with respect to each other. Hence they are called fixed stars, in opposition to the planets, which like our earth are continually changing their places both with regard to the fixed stars, and to themselves also.

---

Conversation III, Page 104.

TA.—I have no doubt that you will have very little difficulty in discovering the north polar star soon, as we go into the open air.

JA.—I shall at once know where to look for that, the other stars which you pointed out last night if they have not changed their places.

TA.—They always keep the same position with respect to each other, though their situation, with regard to the heavens will be different at different seasons of the year, and in different hours of the night.



بعد فارغ ہونے کے بجٹ افلاک سے شاید ہمارے جناب مخاطب کو یہ شعبہ باقی رہے  
 کہ زمین کا گرد آفتاب کے گونا گونے سے اس سبب سے ہیست قدیمہ خواہ وجود افلاک  
 میں پہلی تہذیب کا مقام ہے ہم کہتے ہیں کہ تمام بجٹ علم ہیست لکھنے کا موقع اس سالانہ  
 نہیں ہے لہذا جیسے چاہیے تقریر جامع و مانع کسی دوسرے سال میں لکھ سکتے ہیں۔ الا  
 ایک سوال کیا جاتا ہے پہلے اسکا جواب شافی تجویز کر لیا جاوے اور اسکے بعد حرکت  
 سالانہ ارض پر گفتگو کا مضائقہ نہیں یعنی یہ امر مسلم ہے تمام حکماء جدید کے نزدیک  
 (جو حرکت ارض کو قائل ہیں) کہ قوت کشش شمس کی اور قوت براہگتی زمین کی آپس میں غالب  
 و مغلوب نہیں ہیں ورنہ ضرور ہوتا کہ یا تو زمین بجز حرکت مستقیمہ شمس سے دور ہاں گیتے یا  
 شمس اپنی قوت سے زمین کو ملا لیتا اور یہ بھی وہ تسلیم کرتے ہیں کہ جو حلقہ زمین کی گردش  
 کا گرد آفتاب کے ہے وہ مدور اور گردی نہیں پڑتا ہے بلکہ بیضاوی پڑتا ہے۔ ہم  
 کہتے ہیں کہ قوت جاذبہ شمس قریب و بعید سے مساوی نہیں رہ سکتی کمالاخصی تو ضرور ہے  
 کہ اگر زمین گرد شمس کی حرکت سالانہ کرتے ہو حلقہ او اسکے دورہ کا ٹھیک گول واقع ہو گیا  
 کہ ہر طرف سے آفتاب گول ہے مگر جب ایسا نہیں ہوگا اور بیضاوی مان لیا گیا ہے تو  
 جو قوت زمین اوس گوشہ و سمت کی طرف جاتیگی جو بہتیت سابق کے شمس سے بعد  
 واقع ہے تو اوس قدر قوت جاذبہ شمس زیادہ ہوگی جو قریب میں قوی اور زمین کی قوت ہٹاؤ  
 کے جو مستقیم ہے غالب آویگی پہر کوئی وجہ نہیں ہے کہ زمین بلا تفاوت مدت دورہ کے  
 اور بغیر تبدیل کو عیت سرعت و بطور حرکت کے دائرہ بیضاوی قبول کر کے ہر اپنے  
 تین گرد شمس کے مجبور می لاوے اور اپنی حرکت طبعی چوڑی بلکہ سیدھی ہٹاؤ جاتیگی اور  
 شمس کو پاس کہی نہ آتیگی اس شبہ کا جواب کتاب علم ہیست مؤلفہ ہرشل صاحب و  
 چمبر صاحب و لوٹن صاحب وغیرہ میں جو اس وقت میرے پیش نظر ہیں ایسا ہی نہیں  
 ملا کہ میں اوسکا ذکر تک کروں لہذا میں نہیں تسلیم کرتا ہوں کہ زمین کی حرکت سالانہ کا  
 دعویٰ کسی برہان قطعی سے ثابت کیا گیا ہے اور میری سند المنع کا رفع کرنا ہی دعویٰ  
 حرکت سالانہ ارضی پر واجب ہے اس مقام پر یہ مت خیال کرو کہ جو حرکت سالانہ

تساوی کے تحت حرکت پر روزہ پورب کی طرف پیچہ سے اب تک غیر محذوش ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ  
جب سارا قصبہ نظام شمسی کا غارت ہو گیا تو پھر حرکت روزانہ کس طرح درست ہوگی اور نئی  
ہیت ایجاد کرنی پڑے گی خیر پہلے سالانہ حرکت کا ثبوت ہم دیکھتے ہیں اور بعد پوچھ لینگے کہ کت  
روزانہ طبعی ہے یا فسری ہے یا ارادی ہے اور اسکی وجہ کیا ہے اور نظام شمسی بہر کچھ  
صحیح ٹھہرے گا فتنہ بر۔ الیٰ اصل جو لوگ صرف افلاک کے معنی بقدر مجرد و باہلہ کے لیتے ہیں  
اور کو اوس مضمون کے طرف ہی خیال رہے جسکے واسطے قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے  
يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِّ الْمَكْنِيِّ وَنَخْتَرُ ذَالِكِ مِنَ الْآيَاتِ حُضُورِ الْاَسْمٰى  
ہیت کے پرستار جدیدہ کو تو برہان سے قطعی کر دکھا دیں اوسکے بعد قرآن میں معنی پہنا دیں  
اور آسمان وزمین کے تلابے ملا دیں۔ علم ساحت و علم ہندسہ کے ذریعہ سے جہتدر  
قرب و بعد آپس کا اور مدت ستاروں کی گردش کے بعض حالات میں حکما جدیدہ نے  
بیان کیے ہیں وہ تو اس قابل ہے کہ اوس پر بحث کیا و باقی جو احتمالات محض قایم کیے ہیں  
مثلاً ایک شمس کا مع کل نظام شمسی کے تابع ہونا حرکت شمس ثانی کا اور اسکا ثالث کا  
اور اسکا رابع کا الیٰ غیر النہایت۔ یا حرکت شمس کی ارادی ہونے یا فسری ہونے وغیرہ  
میں الحیالات اب تک قطعیات میں سے نہیں ہے ہاں درسی کتب جو مدارس میں پڑھائی  
جاتی ہیں انہیں تسلیم کے بعد حالات لکھ جاتے ہیں نہ بطور اول اثبات ہیت جدیدہ کے  
اوس سے کیا کام چلیگا اور کیوں قرآن فریفت میں شک آوے گا کہ اعلیٰ میں کہ وہ خدا ان سلیئم  
نہ اور مخفی نہ ہے کہ حدیث معراج کو نیز اور فلسفیت جدیدہ پیش کر کے اب ہنسی ٹھٹھو نہیں  
اور ادنیٰ کی گنجائش نہ ہی اسی واسطے میں نے توڑی سی بحث افلاک کے لکھ دی ہے  
اب میں اپنی اصل محبت کی طرف رجوع کر کے عرض کرتا ہوں کہ وجود خارجی جبکہ قرآن  
شریف سے ایسا ثابت ہے کہ انکار اوسکا محض سکا برہ ہے تمام قرآن پڑھنے سے معلوم  
ہوتا ہے کہ بہت آیات بینات میں جن و انس کو سکاف ساتھ ایمان کے ٹھہرایا گیا ہے اور یہ  
فرمایا کہ اگر جن و انس و نون جمع ہو کر چاہیں کہ ایسا قرآن بنا لا دیں تو ہرگز نہ لاسکیں گے اور یہاں  
والانس ارشاد ہوتا ہے اور کفر اختیار کرنے پر وعید عذاب ناکا ہی جن و انس کو دے

مسادی آیا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جن واسطے سننے قرآن شریف کے حاضر ہوئے اور جنگی است  
اور حقیقت بھی ارشاد ہوتی ہے چنانچہ فرمایا ہے **خَلَقَ الْجَانَّ مِنْ نَارٍ** ص ۱۸۸  
اور دوسری آیت میں **مِنْ نَّارٍ كَذِبًا** ص ۱۸۸ پس وجود خارجی جنکا انکار متعدد ہے نہ جملہ  
صاف معلوم ہوا ہے کہ جناب مخاطب وجود خارجی کو منکر ہیں اگر اب انکار کر نیگے تو میں بہت  
سی آیات قرآنی و احادیث رسول ربانی پیش کر دوں گا اور سورہ جن ہی بڑھ دوں گا اور اور کی  
دو آیات کا جو میں نے نشان دیا ہے وہ بھی ثبوت کافی ہے اس دعویٰ کا کہ حقیقت جنگی نافر  
ہے جیسی کہ انسان کی طین سی ہے اور کیونکر کوئی ذی علم غافل ہو گا کہ وجود ملائیکہ کا نور سی ہے  
اور جن کا نارسو اور آدم کا خاک سے ہے اگر اسکی بھی کوئی سند چاہتے تو مشکوٰۃ شریف  
کی ایک حدیث تبرکاً لکھ دیتا ہوں عن عائشہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
**قَالَ خُلِقَتْ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُّوْرِ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَّا رَحِمَ نَارٍ وَخُلِقَ آدَمُ مِنْ طِينٍ**  
**اَبُو كُوفَةَ** شک با کہ جن کا وجود خارجی ہے بلکہ قرآن مجید سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جن طین  
حضرت سلیمان علیہ السلام کے رہتے تھے اور حضرت سلیمان نے وہ حکومت حاصل کی تھی  
کہ بعد اوندکے کسی کو نہوگی چنانچہ اونکی دعا کا قبول ہونا بھی اس باب میں قرآن و حدیث سے  
ثابت ہے اگر جن کا وجود خارجی نہو تا کو کیونکر بعض انبیاء کی حکومت میں مسخرہ سکتے۔ اور اس میں  
بھی شک نہیں کہ جن نسبت انس کے زیادہ قوی ہوتے ہیں۔ اور انسان با حیوان  
کی شکل ہی بنا سکتے ہیں بلکہ ملائیکہ ہی صورت بنا سکتے ہیں اور یہی وجہ تھی کہ ملائیکہ انسانی شکل  
میں انبیاء علیہم السلام کے پاس حاضر ہوتے قرآن مجید میں اونکا ذکر ہے اور جن بھی خدا  
لا تعالیٰ اپنے حضور میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے بجالاتے رہے جب حضرت سلیمان  
لی وفات ہوئی تب قید سے چھوٹا اونکا اور اپنی غیب دانی کے دعوے سے شرمنا بھی کلام  
میں آیا ہے اور جنہیں کافرو فاجر و مومن و صالح ہر قسم کے ہیں یہ سب حالات قرآن و حدیث سے  
میں اخذ کیے ہیں غالباً کوئی انکار نہ کرے گا۔ ہاں انہی پرورش سخن کی اگر جناب مخاطب انکار  
مراویں تو مجھ پوری ہے احتیاطاً چند آیات بنیات لکھی جاتی ہیں۔ اولاً حضرت سلیمان  
درست میں کام کرنا جنوں کا جس آیت میں مذکور ہے اوسکے الفاظ یہ ہیں **وَمِنْ الْجِنِّ**

مَن يَتَمَلَّكْ يَدَيْهِ يَأْخُذْ بِرَأْسِهِ وَمَن يُنْفِخْ مِنْهُ يَفْثَنُ أَمْرَهُ رَهْمَةً  
 خَيْرٌ لَهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ لَيْسَ كَلِمَاتُ لَهُمَا قِشَاءٌ مِّنْ حُكْمِ رَبِّ  
 وَتَعَارَىٰ وَلَاحْتَابٌ كَمَا الْجَوْادِ وَتَعَارَىٰ وَتَعَارَىٰ أَلَا يَكْفُرُ  
 وَوَمَن جَنَاسُكَ اسْتَرَقَ مَعَكَ دَاخِلُكَ بِرَأْسِهِ أَوْ خَرَابُ أَقْبَسَ نَزْلًا  
 قَرَانٌ مِّمَّنْ دَاخِلُكَ بِرَأْسِهِ وَتَعَارَىٰ كَلِمَاتُ لَهُمَا قِشَاءٌ مِّنْ حُكْمِ رَبِّ  
 شَيْءٌ بَأْسٌ كَلِمَاتُ لَهُمَا قِشَاءٌ مِّنْ حُكْمِ رَبِّ شَيْءٌ بَأْسٌ كَلِمَاتُ لَهُمَا  
 تَرْغِي مِّنْ بَعْدِ عَنِّ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ كَلِمَاتُ لَهُمَا  
 بِالْعِظَامِ فَاتَمَّ إِذَا دَاخِلُكَ بِرَأْسِهِ وَتَعَارَىٰ كَلِمَاتُ لَهُمَا قِشَاءٌ مِّنْ حُكْمِ رَبِّ  
 كَلِمَاتُ لَهُمَا قِشَاءٌ مِّنْ حُكْمِ رَبِّ كَلِمَاتُ لَهُمَا قِشَاءٌ مِّنْ حُكْمِ رَبِّ  
 صَانِ لِمَا تَرَىٰ مِّنْ أَلْبَابِ كَلِمَاتُ لَهُمَا قِشَاءٌ مِّنْ حُكْمِ رَبِّ  
 وَوَمَن جَسَطَ أَوْ رَحِمَ حَضَرَتِ سَلِيمَانَ كَلِمَاتُ لَهُمَا قِشَاءٌ مِّنْ حُكْمِ رَبِّ  
 تَوْفِيقَاتٍ لَّابِقَةٍ مُنْجِيَةً لِّمَن يَدْعُوهُ مِّنْ حُكْمِ رَبِّ شَيْءٌ بَأْسٌ  
 مِّنْ جَسَطٍ وَوَمَن جَسَطَ أَوْ رَحِمَ حَضَرَتِ سَلِيمَانَ كَلِمَاتُ لَهُمَا قِشَاءٌ مِّنْ حُكْمِ رَبِّ  
 ظَاهِرٌ كَلِمَاتُ لَهُمَا قِشَاءٌ مِّنْ حُكْمِ رَبِّ شَيْءٌ بَأْسٌ كَلِمَاتُ لَهُمَا قِشَاءٌ  
 مِّنْ جَسَطٍ كَلِمَاتُ لَهُمَا قِشَاءٌ مِّنْ حُكْمِ رَبِّ شَيْءٌ بَأْسٌ كَلِمَاتُ لَهُمَا قِشَاءٌ  
 شَيْءٌ بَأْسٌ كَلِمَاتُ لَهُمَا قِشَاءٌ مِّنْ حُكْمِ رَبِّ شَيْءٌ بَأْسٌ كَلِمَاتُ لَهُمَا قِشَاءٌ  
 وَتَعَارَىٰ كَلِمَاتُ لَهُمَا قِشَاءٌ مِّنْ حُكْمِ رَبِّ شَيْءٌ بَأْسٌ كَلِمَاتُ لَهُمَا قِشَاءٌ  
 السَّنَةِ قَاتِلُ السَّمْعَةِ فَاتَمَّ كَلِمَاتُ لَهُمَا قِشَاءٌ مِّنْ حُكْمِ رَبِّ شَيْءٌ بَأْسٌ  
 وَجَعَلْنَا هَٰؤُلَاءِ رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ — چهارم جس طعن جس کا وجود ناسخ خدا نے بیان فرمایا  
 اسی طرح شیطان کا بھی ظاہر کر دیا ہے کہ کَلِمَاتُ لَهُمَا قِشَاءٌ مِّنْ حُكْمِ رَبِّ شَيْءٌ بَأْسٌ  
 بہانہ ناکال لفظ بمقابلہ غرضانی طعن کے وارد ہے جو غرضاً حقیقی پر دلالت کرتا ہے جیسا  
 لفظ طعن انہی حقیقت پر محمول ہے اور اسی تقابل سے ابلیس نے یہ قیاس کیا کہ غرضاً  
 نہ انفسہ و نورانیت و برکت و غیرہ غرضانی سے اعلیٰ و اشرف ہے لہذا انہی کو مادہ وجود آدم

فصیلت ہوئی جاسیے اور سب تکلف ادا کیا و مہینہ گئے لگا لگا کر  
 ہوا ہے وَالْقَظَا اِذَا طُلِقَ يَدُ بَه الْفَسْدِ الْكَامِلِ اور فرد کامل ناز و خشنی ہے  
 نہ مجازی پس آویل جناب مخاطب کے خلاف بتا در اذیان و اصول و سیاق و سباق آیا  
 و محاورہ اہل لسان سے کہا لا یخفی۔ ابتو یہ ثابت ہو گیا کہ شیطان ہی ایک نوع ہے  
 جن کی توہر اوسکے وجود خارجی میں کیا کلام رہا۔ فائدہ بعض مفسرین نے جو بدلو اخبار  
 کے ابلیس کو ملا ایک میں معدود کہا ہے اور ملا ایک کے بھی اقسام مقرر کیے ہیں اور نیز  
 سے بعض کا مادہ وجود نار سے قرار دیکر اوس میں ابلیس کو داخل سمجھا ہے وہ قول بھی مفید  
 مخاطب نہیں ہو سکتا کیونکہ وجود خارجی ملائک کا قابل انکار نہیں ہے نو وجود خارجی ابلیس  
 بھی احتمال مذکور میں مان لینا پڑے گا اور پھر ہی قوت انسانی کا نام ابلیس نہ ٹھہرے گا اور جب وہ ملائک  
 نار سے بنے ہوں تو گویا ایک قسم جن کی شہر تکی اور فرآن مجید سے اوس احتمال کا ثبوت بھی نہیں  
 ہوتا غایت قریبہ وہ شبہ استثناء تفصل سے پیدا کیا گیا ہے مگر اوس کا جواب بھی مفسرین نے  
 بخوبی دیدیا ہے یعنی ابلیس کو البیاض موصول ملائیکہ میں حاصل نہا کہ گویا اونہیں میں معدود کیا  
 تفسیر غریزی میں ہی اس بحث کو تفصل کے ساتھ لکھ دیا ہے دیگر مفسرین نے بھی طرح  
 طرح سے جواب لکھا ہے۔ اور استثناء منقطع ہی جائز ہو سکتا ہے۔ اگر اس مقام کی  
 بحث علم ادب کی متعلق و کہنی منظور ہو تو علامہ محضری کی عبارت تفسیر کشف ہی مد نظر رہے  
 حیث قال الا ابلیس استثناء متصل لانه کان جہنیاً واحداً من الملئکة لانوف من الملائکة فملئک  
 ہم ملئکوا غلیظ قولہ فیجاء و انشاء مستثنیٰ ہم استثناء واحد منہم و یجوز ان یجعل منقطعاً  
 بلنظر ترجمہ یعنی ابلیس اگرچہ جہنی نہا مگر انہوں میں ملائیکہ کے ملائکہ انداز پہلے تو جمع کا صیغہ تھا  
 فرمایا بعدہ اوسے ایک جہنی کو مستثنیٰ کر دیا اور جہان نسبت کے استثناء منقطع ہوا فیصل وجود ابلیس کی  
 نار سے ہونا اور جہنی ہونا اوس کا جو صیغہ ہوا استثناء کا قاعدہ غوی قابل تسلیم ہو چکا تو  
 اب ضرور ہے کہ مطابق آیت الشیطان دجیالہ الذم و یأمر بالفسق و الفساق اور یہی آیت  
 ان الشیطان کان کذوباً و فاحشاً و ذمہ عداۃ الایمان فی حدیث ربہ لیکونوا من اصحاب السعیر  
 ہم تسلیم کر سیکے کہ وہی ابلیس اور یاوس کا کردہ ہمارا دشمن ہے۔ اور موسوس و مغوی بھی ہے

اور ہم سب اوسکے دشمن ہیں اور اوس پر ہیر کرنا اور جو شیار زہنا لازم ہے نہ کہ انہی قوت پر  
 سے جو ہرگز ہماری دشمن نہیں ہو سکتی نہ وہ صاحبِ خرب جنود ہے کہ کوئی لشکر کشتی ہو نہ  
 اوسکو نبی آدم کے دوستی ہوئے نہ ہونے سے کہ غرض اور فائدہ ہے نہ اسی دشمن و غائب شیار  
 کا کام ہے جو وعدہ کر چکا ہے کہ نبی آدم کو اپنے ساتھ دوزخ میں لجاؤ گا اور کافر و مشرک بناؤ گا  
 اور اوس کی عبادت سے ہلکے جیسی بہاؤ قال لیلہ فتنان اکھ قمر فلما کے حال  
 اِنِّ بَرِئْتُ مِنْكَ اِنِّ لَخَافُ اللّٰہَ سَرَّہِ الْعَالَمِیْنَ کا یعنی پہلے تو شیطان اغوا کر کے  
 کافر بنا تا ہے پھر کتابتِ تجسس پر ہی ہوں میں تو خدا سے ڈرتا ہوں غور کیجئے کہ قوت بری  
 جو خواہ مخواہ جرد لا بھگ ہے کیونکہ عذاب کفر سے بری ہو سکتی ہے اور اوسکو کافر بناؤ جو  
 کیا نافر خود بھی تو جسم کے ساتھ معذب فی النار ہو جائیگی اگر کوئی قوت شہوانیہ مراد ہو تو وہ مضر  
 نفعیہ طبع کی طرف راجع ہوگی نو اسطے دشمنی کر نیکی یا کافر بنانے کی سرکشی کی مستعد ہے  
 اور نفس انسان جو دنیا کی لذات سے خوش ہوتا ہے اسی واسطے اہل باطن اوس سے بچتے ہیں  
 اور اوس دنیا پرستی کو نفس بولتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں بلکہ شیطان سے تشبیہ و تمثیل  
 ہیں نجم قرآن میں آیا ہے وَ قَالَ غَفُورٌ مِّنَ الْجُنُودِ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ  
 اَنْ تُنْقِیَہُمْ مِّنْ مَّتٰمٍ عَلَیْکَ لَقِیْہِمْ اَمِیْنٌ یعنی ایک غریب  
 نے سلیمان سے کہا کہ میں تختِ باقیس کو لا سکتا ہوں آپ کی اوتھی سے پہلے لامی اور جو خاں  
 جن اور اوسکے اقسام کا مان لینا پڑیگا ورنہ تختِ باقیس کو اوٹھانا کیونکہ صبح ہوگا ششم  
 قرآن شریف میں ہے مَا تَشَاؤُنَ الشَّیَاطِیْنُ عَلٰی مَلٰٓئِکَتِہُمْ سٰکِنٌ وَّ کَفَرٌ مَّبْکُورٌ  
 وَ لَکُمُ الشَّیَاطِیْنُ کُفْرٌ اِلَّا بِمَا سَرَّہِ کہ بعد وفات حضرت سلیمان کے جو شیاطین نے  
 شہرت دی کہ سر کرنا سلیمان کا کام تھا اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ سلیمان اس کفریات سے  
 بری تھے یہ شیطان اپنی کفریات سکھاتے ہیں اور سلیمان پر ناحق نہمت لگاتے ہیں وجود  
 خارجی شیاطین کا قابل انکار نہیں ہو سکتا ہے یہ عقیم قرآن میں بہت آیات سی ثابت ہے  
 کہ شیطان اپنی پرستش کرتا ہے اور مشرک بنا تا ہے چنانچہ ایک آیت میں عَبْدًا طَٰغُوٓتًا  
 کا لفظ ہے اور دوسری آیت میں ہے یٰۤاٰیَّتَہُ لَا تُعْبَدُ الشَّیْطٰنُ اِنَّ الشَّیْطٰنَ

کَانَ لِلَّهِ عِزٌّ عَظِيمًا اسی باب میری مست پرستش کہ شیطان کی بیشکشتان ہے خدا کا  
 نافرمان بردار باب حضرت ابراہیم کا قوت بدنی کی پرستش نہیں کرتا ہستم ضرب شیطان کا  
 ثبوت تو ہم دے چکے اب دیکھئے کہ ذریعہ قوت و قوم شیطان کا بھی قرآن میں ذکر ہوا اَقْبَحُ دُونَہ  
 ذُرِّیَّتْہِ اَوَّلِیَاءَ مِنْ دُونِیْ اور فرمایا ہے اِنَّہٗ یُرِیْکُمْ ہُوَ وَ قَبِیْلَہٗ مِنْ حَیْثُ  
 لَا تَدْرَیوْنَہُمْ ہنہیں معلوم کہ قوت جسمانی کی اولاد اور لشکر اور قوم کہاں سے آوگی اور یہاں  
 کیونکہ مطابقت کرے گی نعم قرآن میں ہے هَلْ اَنْتُمْ عَلٰی مَا نَزَّلَ الشَّیْطٰنُ  
 تَزَوَّلُوْا عَلٰی کُلِّ اَقَالٍ اَلَا یَعْلَمُ اَنَّہٗ یُرِیْکُمْ ہُوَ وَ قَبِیْلَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَدْرَیوْنَہُمْ  
 وجود خارجی بردالت کرتا ہے دہم فاتحہ سورہ ناس یعنی مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَاسِیْسِ اِی  
 کو ملاحظہ کیجئے کہ اسکا تطابق قوتِ معنوی پر نہیں ہو سکیگا یا زہم قرآن میں ہے  
 وَ اَسْتَفْزِیْ نَفْسًا مِّنْ اَسْتَطْعَمْتَ وَ مِنْہُمْ اَبْصَحُّ نَازِکًا وَ اَحْبَبُّ عَلَیْکَ یَحْیٰی  
 وَ رَحِیْلًا وَ شَارَکُہُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ (یعنی کہ اے جسکو کہہ اسکا دشمن  
 اپنی آواز سے ادر بکار لا اوپر اپنے سوار اور پیدل سے اور سا جا کر لے اس کے مال  
 اور اولاد میں) ظاہر ہے کہ قوتِ ہیبہ کو نہ لشکر ہے نہ تمام آیت کا مضمون اوپر صادق ہے  
 پہر ہی اگر حضور نہ مین تو شرکتِ شیطان کی بلفظ جن اولاد انسان میں حدیث سے  
 ثابت کیے دیتے ہیں چنانچہ سنن ابی داؤد میں ہے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَاتَلَ  
 رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَوَّلَ کَلِمَۃٍ عَابَرَهَا فِیْکُمُ الْمَغْرِبُونَ قُلْتُ وَ الْمَغْرِبُونَ  
 قَالَ الَّذِیْنَ مَشَتْہُمْ فِیْہُمْ الْحِجَابُ بِلفظہ یعنی شیطان کہ  
 ہوتا ہے زنا کی اولاد کے لفظ میں اوکو مغربوں کہتے ہیں و وازوہم قرآن میں ہے  
 وَ لَخَشِیْتُہُمْ وَ الشَّیْطٰنُ طٰغٰی ثُمَّ لَکُمْ خُصْمٌ کَیْدٌ جَعَلْتُمْ جِیْشًا ظاہر ہے کہ کشتی  
 کے بل دوزخ میں شیطان گر گیا نہ قوایِ اسبطہ غیر محمد سیر و ہم قرآن میں ایک ہی  
 ابلیس کا ذکر ہے جو واسطے سجدہ کے ساتھ ملائیک کے مامور ہو کر نافرمانی سے مردود  
 ہوا اس کے باب میں فرمایا ہے عُدُوْا لَکُمْ وَ لٰنْ مَّوْجِبُکَ یَعْنِیْ خُفَّ اِنِّ  
 اَدَمَ کُوْخَرْدِی کہ تیرا ہی دشمن ہے اور تیری زوجہ کا بھی پہر کیونکہ قوتِ ہیبہ مراد ابلیس ہے

وہ تو صرف آدم کی دشمن نہ رہی جاتی ہے کیونکہ خاص روح کی اس نے ہی بدن میں اکوٹھ کر رکھا  
 وہ دشمن تھی نہ پرانی روح کی تھی اور حضرت حوا کی قوتِ ہیمہ جسمانی کا نہ کچھ ذکر ہے نہ آدم کی کوئی  
 قوتِ حوا کی دشمن ہو سکتی تھی بلکہ زوجہ کے ساتھ رغبت کرنا اور شہوتِ مباشرت کی طرف  
 رجوع کرنا قوایِ جسمانی آدم کا عین اثرِ کامل بہما پاس ہے ہر ایک ہی قوتِ آدم کہ وہ دونوں دشمن  
 نہیں ہو سکتی دشمن اوعیٰ فعلیہ الیہان چہاں روہم قرآن شریف میں ہے **يَا آدَمُ اقْضِ**  
**اَعْتَاكَ اَنْ يَمْسَكَ عَذَابَ رَبِّكَ** **بِالْمَرْغَبِ** **مِنْكَ** **وَالشَّيْطَانُ وَلِيٌّ لِّكَ**  
 اپنے حضرت ابراہیم نے کہا اسی میرے باپ مجھ کو خوف ہے کہ کہیں آگے نکل جاؤفت خدا کر  
 یہاں سے پھر تو ہو جاوے شیطان کا ساتھی غور فرمائیے کہ قوتِ ہیمہ تو بر وقت ساتھی اور  
 رفیق رہتی ہے خدا کے عذاب کے وقت اوس کا ساتھی ہو جانا اور نہ ہو جانا کیونکہ فرمایا جانا  
 ہاں شیطان کا کسی وقت ساتھی ہونا کسی وقت نہ ہونا صحیح ہے اسی پر اشارہ ہے کہ شیطان کا  
 ساتھ نہ دے رحمن کی طرف رجوع لا اور آفت کیذرت شیطان کی سفاقت باعثِ خلوفی  
 ہو جائیگی الا قوتِ جسمانی سے یہاں تطابق نہیں ہو سکتا یا نہ روہم کلام الہی میں آیا ہے  
**وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللَّهَ وَعْدُكُمْ** **وَعْدًا حَقًّا** **وَوَعَدَكُمْ**  
**فَاَحْلَقْتُكُمْ** **وَمَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ اِلَّا اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاَنْتُمْ مَجْئِئِي فَلَاحَ**  
**تَكُونُ صَائِفًا لِّمُؤْمِنِي الْاَنْفُسُكُمْ** **وَمَا اَنَا بِمُصْرِحِكُمْ** **وَمَا**  
**اَنْتُمْ بِمُصْرِحِي** **اِنِّي كَفَرْتُ بِمَا اَشْرَكْتُكُمْ** **مِنْ قَبْلُ**  
**اِنَّ لِّلظَّالِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ** تطابق مفسرین آیت کا قوتِ ہیمہ  
 ساتھ متغذ ہے کسی وجہ سے اول وجہ جسمِ انسانی سے خالی نہیں ہے جو اپنے شیتن  
 اہلِ دوزخ سے بری ہو نیکی تقریر کرے وہ قومِ اقتضار اوس کا جو کچھ پھر لیا جائے مگر وہ  
 کوئی وعدہ نہیں کرتی ہے جیسا کہ شیطاں نے مشرکوں کے ساتھ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تم کو  
 عذابِ آخرت سے بچا لینگے خواہ شفیع کفار بنکر خواہ خود معبود ٹھہر کر اور اسی معبودِ شرک  
 کرتے ہیں اور مشرک سمجھتے ہیں **هٰذَا الَّذِي فُتِنَّا بِهِ لَٰكِنْ قُوَّةُ جَسَدَانِي** کو  
 نہ کوئی کافر و مشرک شفیع کرے یا خدا کے یہاں سمجھتا ہے نہ اوس کو اپنا معبود جانتے ہیں پھر



کیا وعدہ کرتی اور کسان سے دھوکا دینے کی عقل اور سکھ حاصل ہوگی ستھوم ماکان لعلکم  
 من سلطان قوت بہیمہ نہ ہوگا کیونکہ وہ عین انسان ہے پھر خیر حرف بی کے منافع حکیم  
 کی ہونی ضرور ہے یعنی حکیم بن انسان کامل کے ساتھ خطاب ہے جس میں تمام قویٰ شئی اہل  
 میں نہ بعض اجزائے جسمانی کے ساتھ لاحقہ وہ منکرم غیر انسان ہوگا جو شیطان جہیم ہے چہاں  
 فلا تروم و لو موافق ہو قوت جسمانی پر دلالت نہیں کرتا ہے اور تقریر اوپر کے بیان  
 بھی قائم ہے اور اس لفظ نے وہ شبہ بھی رفع کر دیا جو محل بعد الہادی کی عبارت سے  
 تبیین الکلام میں مناسب مخاطب نے صوفیہ کے نزدیک وجود حقیقی اہلسکال انکار سمجھا  
 حالانکہ بیان صاف آیت میں موجود ہے کہ شیطان کیسے گمراہ خود اپنے ہی نفس کو ملامت  
 کرو جسے میرا گناہ مانا میں نے تو صرف اپنی طرف بولایا تھا اب میں تمہارے نفس کو دفع ہو  
 بچانے پر قادر نہیں ہوں پس ظاہر ہو گیا کہ شیطان مادی نفس انسان ہے اور وہی  
 موصوس اور مغوی اور دھوکا دینے والا اور قیامت کے دن صاف علیحدہ ہو جائیگا  
 ہے نہ کوئی قوت جسمانی نہ لفظ بالشرکتوں ہرگز قوت جسمانی چھاؤں نہیں آتیگا کیونکہ  
 خدا کا فریب اپنی ہی قوت بدلی کو کوئی کافر و مشرک نہیں ٹھہراتا ہے ہاں شیطان کی تشریح  
 کرتے ہیں وہ بتوں میں سے کہی کہی آواز سناتا ہے اور انواع و اقسام کی زینت اونکی  
 اعمال شرک کو دیتا ہے کہ لا یخفی شانہ و ہم معنی وقاسمہما ائی اللہ لکن اللہ ارحم  
 قوت بہیمہ نہ ہوگا نہ منطبق ہوگی یعنی کسی انسان کی قوت قسم کھا کر نفس سے باتیں  
 نہیں کرتی ہے اگر بہت کوشش ثبوت میں کسی قوت کی فرمائی جاتیگی تب ہی قدرت  
 جسمانی کو منسی قوت خارج ہوگی اور بدیدہ و قوت کو شہوات نفسانیہ کا ظہور میں آنا جناب علی  
 قائم کر سکیگی نہ کچھ زیادہ کیونکہ تعریف قوی کی بل نہیں ہو سکتی ہیں نہ خلافت علم حکمت کی تقریر  
 کر سکتے ہیں ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ جس کسی قوت کا نام کتب فن میں کچھ مقرر ہوا ہو سکے  
 دوسری لفظ کے ساتھ مجازاً بولتے ہو گئے لاکن محل و مبدع و تعریف کر تبدیل متغیر ہے  
 تو ہر کیونکہ قدرت قوت قسم کھا سکتی ہے اور قسم کی لفظ کو بھی اگر حقیقی نہ سمجھیں تو ہمارا  
 قرآن مجازی ہی ہوتا چلا جائیگا تو یہی یہ سوال ہوگا کہ اگر مجر و تاکید کا نام قسم ہے تو

اِقْوَمُ لِكُلِّ مَلِكٍ اَلْمَا صَحِيحِينَ كَمَا كَانُوا بِاَيِّكَ فَاذْبُرْ عَلَاوَهُ اسكے قسم کمانے والا واحد ہے یعنی  
 وہی ابلیس جس کا اوپر بزرگ چلا آیا ہے اور ضمیرِ ثننیہ کی دلالت کرتی ہے کہ اسے ایک ابلیس نے دیکھا  
 سامنے قسم کھائی ہے اس بات کی تصدیق پر کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور نیک صلاح دیتا ہوں  
 اب ذرا غور فرمائیے کہ جناب عالی نے صرف قوتِ آدم کو ابلیس ٹھہرایا ہے نہ قوتِ حضرت حوا کو  
 یہی کیونکہ حکمِ عہد کا واسطے آدم کے تھا خواہ وہ مسجدِ آپ ہی کا منحصر ہو خواہ حقیقی ہو مگر یہ کفایت  
 سارا معاملہ حضرت آدم ہی کا چسپان کر دیا ہے قواسِ آدم پر پس ضرور ہو کہ ابلیس قسم کھائی والا  
 یہی وہ ہی ایک قوتِ آدم کی ہو تو اب ارشاد فرمائیے کہ آدم کے بدن سے باہر تشریف لاکر حضرت  
 آدم کی قوت نے داوی صاحب کو کس طرح بھارا اور کیسی قسم کھا کر سہما دیا اور کیونکر ناکید کر دی  
 وہ جو الفاظِ ظرافت آمیز تقریرِ زبانی میں حضورِ بولا کرتے ہیں کہ شیطان نے حواسے کیا کہا ہو گا  
 اب یہاں یاد کر لیجیے والعاقِلُ تَكْفِيهِ كَالْاَشْيَاءِ سہ غرض کہ تمام آیاتِ قرآنی کا لکنا ضرور  
 نہیں ہے اس قدر بھی انصاف و دستِ حق پسند طبیعت کے واسطے کافی ہے مگر متعصب  
 کا کچھ علاج نہیں ہے اگر ناحق کی پیروی نہ کیا جائیگی تو مخالفتِ کتابِ سنت سے باز آؤ نیکی  
 و نرمی یافتہ ہو گا گو ہم سارا قرآن پڑھ ہی سائیں گے فائدہ جناب موجود ملتِ نبویہ نے تعصب  
 کی ذمت اپنی تقریر میں جو لکھی ہے اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ جو شخص بکا مضبوط عقائد  
 اہل سنت و مذہبِ حنفیہ شافعہ حنبلیہ مالکیہ پر ہو اور مخالفتِ جمہور و ترکِ جماعت کو نہ ماننا ہو  
 اس کو گویا متعصب کہنے لگتے ہیں اوپر درپردہ یہ جانتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ہماری منہجِ حیات  
 کو مانے تو وہ متعصب قرار پائے لہذا ایک حدیثِ سننِ ابی داؤد ہے ہم لکھ دیتے ہیں ناگفتار  
 کی مراد سب کو معلوم ہو جائے کہ متعصب وہی شخص ہے جو امرِ ناحق کی پیروی کرتا ہو اور اس کی  
 دعوة و نصرتِ قوم کی کرے اسی کے واسطے ہلاکت کا وعدہ ہے سننِ ابی داؤد میں ہے  
 بابُ الْعَصْبِيَّةِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ  
 مَنْ نَظَرَ قَوْمًا عَلَى غَيْرِ الْحَقِّ فَهُوَ كَالْبَعِيدِ الَّذِي  
 سَرَّحِي فَهُوَ يَأْتِيهِ رَيْدٌ نَبِيٌّ يُلْقِظُهُ يَنْبَغِي فَوْضُفُوهَ وَيُكَا اِنِّي قَوْمٌ كَوْنًا قَرِيه  
 ہلاکت و گناہ میں ایسا کر گیا جیسے اونٹ کو تین امین کرے اور قوم کہنے سے نہ نکل سکے

تبعہ میں کرنے کتاب اللہ کی اب ہم جیسا حدیث رسول اللہ معلوم کی اسے مذہب مختار کے ثبوت میں نقل کرتے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا قرأ عابداً ادم السجدة فسیجد اعترافاً للشیطان یبکی یقول یا ایلہ امر ابن آدم بالسجود فیسجد فخلہ المجنۃ وامرہ بالسجود فنا بیت فی النار ما داکہ مسلمہ لینی نبی آدم جس وقت سجدے کی کوئی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان علامہ ہو کر رہتا ہے اور کہتا ہے اے افسوس حکم دیا گیا ابن آدم کو سجدہ کرنا اور اسے سجدہ کیا اور اب اس کے واسطے بدستگیر ہو کر حکم دیا گیا سجدے کا پھر میں نے انکار کیا پس میرے واسطے دوزخ ہے اس حدیث کی کمی فائدے حاصل ہوتے ہیں اولاً اور سجدہ البیس تھا جس کا وجود خارجی تحقق ہے اور جو نبی آدم کو دیکھ کر رہتا ہے اور اپنے انکار پر افسوس کرتا ہے تو اب قوت بہیمہ خواہ کوئی دوسری قوت مراد نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ کسی نبی آدم کو ایسا اتفاق نہیں ہوتا ہے کہ جب وہ خود یاد دہم قاری قرآن کو سجدہ تلاوت میں دیکھتا ہو تو اس کی ایک قوت کا اطاعت کرنا لینے وہ سجدہ کرنا جو مخاطب نے ایجاد کیا ہے باعث گریہ و زاری ہوتا ہو خود ہی سجدہ کر کے خوش ہوتا ہو اور اسی خیال سے سجدہ کرتا ہے کہ یہ کو جنت ملے گی مگر خود ہی یہ خیال نہیں کرتا ہے کہ ہماری ایک قوت دوزخ کو جانیگی علاوہ اسکے ابن آدم تو مع تمام قوی کے مراد ہے ہر اسی کا ایک جزو بدن کو دے اور باقی جسم ہنسے اور خوش ہو عجیب خرافات ہے یہ حال تو متعلق اپنے ہی سجدہ سے ہوا باقی رہا دوسرے شخص کا سجدہ میں دیکھتا خاشاکہ کسی مسلمان کو خیال بھی اوس وقت آتا ہو کہ افسوس سجدہ کرنے والا جنت کو جائیگا اور ہم قطعاً جہنمی ہو چکے ہیں یا ہماری ایک قوت جہنم کو جانیگی شاید حضور کو ہونا ہو گا ورم یہ بھی ثابت ہو گیا کہ سجدہ سے مراد سجدہ حقیقی ہے یعنی پیشانی کا زمین پر رکھنا جناب حامی ملت نبی پر سنے جو اس کے معنی قوت بدن کی اطاعت کی ٹہرتے ہیں غلط ہیں کیونکہ تلاوت کے وقت ابن آدم کا سجدہ حقیقی ہوتا ہے اسی کو دیکھ کر شیطان رحیم اپنے سجدہ کرنے پر حسرت کرتا ہے سو شیطان کا اس قابل وجود ہے کہ رونا اور حسرت کرنا اور دیکھنا اوس کا ثابت ہے پس جو خارجی

ابلیس میں کیا کلام ہو سکتا ہے اور طاعت اس حدیث کی سرگز تفسیر منجر مر حجاب عالم  
 نہیں ہو سکتی کیا عجیب ہے کہ پہلے ہی حدیث سے جائزہ لے لیتے تھے کہ یہ کلام کسی تاویل علیہ  
 ہوں گے مگر بعد میں اگر ایسی عمدہ حدیث نمائندگی فرمائی حدیث بعدہ یوں سنو انصاف کریں کہ  
 ایسا کب تک ہو گا کہ جب کوئی ابن آدم سجدہ کرتا تو کسی کی قوت بہتیدہ دیا کرتی ہے  
 اور ایسا خیال کہ کئی جو حدیث میں مذکور ہے لامحالہ وجود خارجی شیطان قابل تسلیم ہو سکتا  
 میں ہے عن ابی الدرداء قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 فسمعناہ یقول اعدو با للہ منک ثم قال العنک بلعنة اللہ تلثا وبسط  
 یدہ لکانہ بتناول شبرا فلما فرغ من الصلوة قلنا یا رسول اللہ قد سمعنا  
 تقول فی الصلوة شبرا لک شمتناک تقولہ قبل ذلک ورایناک  
 بسطت یدک فیال ان غد واللہ ابلیس جاء یشہاب مرید  
 لیجعلہ فی وجحی فقلت اعدو با للہ منک تلث مرارۃ  
 ثم قلت العنک بلعنة اللہ الثامۃ فلم یستأخر تلث مرارۃ  
 اردت اخذہ واللہ لولا دعوتہ اخینا سلیمان لا صیرہ مؤثقا بلعب بہ ولدان اهل اللہ  
 ف حضرت سلیمان نے دعا کی تھی کہ میرے بعد حکومت جن وشیاطین وغیرہ کیسے ہو وہ  
 تسخیر جن وشیاطین و طیور وغیرہ کی خصوصیات حضرت سلیمان نے فرمائی ہے قرآن شریف میں  
 اسکا ذکر ہوا ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ ابلیس نے نماز میں اگر چاہا کہ اگر  
 اگ کا حضرت رسول صلعم کے منہ پر راستے اور حضرت بنے چاہا کہ اوسکو پکڑ کر باندھ کر کہیں آیا  
 کہ جس کو نذیر کے لڑکے اوس سے کہیں مگر نظیر دعائی حضرت سلیمان کے چوڑ دیا پس  
 وجود خارجی ابلیس میں کیا کلام نہ گیا۔ اور شکوہ میں حدیث ہے عن جابر  
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ابلیس یبغض عراشہ علی الماء  
 ثم یبعث سرا یا یفتنون الناس فادناہم منک لک اعظم ہر فتنہ  
 یجئ احدہم فیقول قعدت کذا وکذا فیقول ما صنعت شیئا  
 قال ثم یجئ احدہم فیقول ما بنی کذا حتی قنقت بدیتہ ولین

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابلیس لعین کا تخت و تاج پر رکھا جاتا ہے اور وہ اپنے لشکر کو واسطے اغوا ہی بنی آدم کے روانہ کرتا ہے اور انہیں سے زیادہ قریب ہو سکتا ہے جو اغوا میں کوئی بڑا کام کرے گا تا جو پہلا ایک اور لشکر یونان میں کا تو کہتا ہے کہ ایسا اور ایسا کام اغوا کا میں نے کیا تب ابلیس جواب دیتا ہے کہ کچھ ہی نہیں کیا پہر ایک اگر کہتا ہے کہ ابن آدم کو میں نے پنجوڑ ایسا تک کہ جو رخصتم میں مفارقت کرادی تب اس کو ابلیس اپنا مقرب گردانتا ہے اور کہتا ہے کہ تو ہی اچھا ہے اور وہ ہی ملازم خاص اور مقرب کر لیا جاتا ہے۔ برائی خدا انصاف سے فرمائیے کہ قوت ہمیشہ سے اور مضمون حدیث کیا غلط ہے اور اس سے زیادہ کیا ثبوت وجود خارجی ابلیس و جنود ابلیس کا درکار ہی ہے ایک حدیث سے تمام اوہام کا ازالہ کر دی ہے۔ اور مشکوٰۃ شریف میں ہے عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا رى الشیطان یدخل من خلل الصفوف کا تھا الحذف سہوا ابوداؤد اور احمد کی روایت میں ہی آیا ہے قال الشیطان یدخل فیما یدینکم ہذا لئلا یحذف حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی کتابتے ہیں کہ ہم دیکھتے ہیں شیطان کو کہ فاصلہ صفوف نماز میں داخل ہوتا ہے جانور کا بچہ بن کر لندا کی فرماتے ہیں نمازیوں کو کہ صفوف میں فاصلہ پنجوڑ اگر ملا کر کڑے ہوا زو اب کسی مسلمان کی تہلیل کیونکر یہ جرات ہو سکتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کو چھوٹا سمجھے یا تحریف معنوی میں مبتلا ہو۔ ہرگز کوئی قوت ہمیشہ صیورت بنا کر خارج نہیں جاتی نہ کہ مکیو نظر آتی ہے نہ جسم سے مفارقت کرتی ہے اور مشکوٰۃ میں ہے عن ابن مسعود قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجل فقیل لہ ما زال نائمًا حتی أصبح ما قام لہ الصلوٰۃ قال رجل بال الشیطان فی اذنیہ او قال فی اذنیہ متفق علیہ۔ یہ حدیث متفق علیہ بخاری و مسلم کی ہے اور جو خارجی ابلیس پر دال ہے اس کا فعل خارجی کو مکیو نظر آتا ہو مگر ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دی ہے وہ غلط نہیں ہو سکتی اور طابقت اس کی قوت ہمیشہ پر متعذر ہے کیونکہ لفظ بال الشیطان اس میں واقع نہیں آتا

نہ کسی لعنت یا محاورہ اہل لسان سے ثبوت ہو سکتا ہے ان شیطان کا ایسا فعل اہل اللہ  
 دریافت کر لیتے ہیں چنانچہ اس حدیث کے شرح نے بیان ہی کر دیا ہے شرح مشکوٰۃ کی  
 ملاحظہ فرمائیے۔ اور مشکوٰۃ میں ہے عن ابن مسعود قال قال رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما بینکم من احد الا وقد وكل بہ قرینہ  
 من الجن وقولہ من الملائکۃ قالوا یا ایاہ رسول اللہ قال دای و لکن اللہ اعلم  
 علیہ فاسلم فی الامامی مضافی الا بجن میں  
 رد اکام مسلم میں حدیث کا ترجمہ میں الکلام میں خود حضرت مخاطب نے ان الفاظ سے کیا  
 ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہے (یعنی بنی نوع  
 انسان میں سے) کوئی نہیں ہے جس کے ساتھ ایک اوسکا ساتھی جن لینے شیطان ہو  
 اور ایک ساتھی فرشتوں میں سے نہ ہو لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ نے  
 فرمایا کہ میرے بھی لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی اوس پر وہ مطیع ہو گیا مجھ کو کچھ نہیں کتا  
 مگر سہلاتی گا اور بعد لکھنے ترجمہ کے اپنی راہی یہ لکھی ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے  
 کہ شیطان وہی قوای ہیمہ میں جنسی انسان کی ترکیب ہوتی ہے نہ اور کہ بلفظ خاکسار حضرت  
 کرنا ہے کہ مخاطب نے اس مقام پر کئی غلطی کی ہیں اول اسلم کا لفظ جو حدیث میں  
 تھا اوس سے مراد تھی کہ وہ شیطان جو حضرت کے ساتھ تھا پر سبب منایت الہی کے  
 وعصمت جناب رسالت پناہ کی مسلمان ہو گیا تھا سو بجا ہے مسلمان ہو جانے کے سبب  
 مطیع ہونا لکھا تھا کہ کسی قدر قوت ہیمہ پر تطبیق کرین ظاہر ہے کہ مطیع ہونا احکام خدا اور  
 اور ایمان لانا وحدانیت و رسالت پر اور قبل اوس سے کافر ہونا شیطان مذکور کا لفظ اسلم  
 سے معلوم ہوتا تھا مگر مخاطب نے وہ معنی اختیار کیے ہیں جس سے مسلمان ہونا نہیں  
 بلکہ استعمال اختیار میں آجائے لکھا ہے فافہم دوم لفظ جن کا وارہو اسے جو صافات دلالت  
 کرتا ہے کہ شیطان جن ہے پر کیونکہ قوت ہیمہ میں بھی ٹھہر جائیگی خصوصاً کلام  
 نبوی میں۔ کہ تحت کلام الخاق وفوق کلام المخلوق فصاحت اور ہدایت میں  
 پہلی اور چہیتان بولنے کو رسول نہیں آتے تھے۔ اور مخاطبین کیونکہ قوت ہیمہ میں بھی ہو

جنہوں نے ایک یا رسول اللہ لکھ سوال کیا تھا بلکہ صحابہ کرام خود جانتے تھے کہ انسان کا  
 شامہ کل قوی کے ہوتا ہے لامحالہ قوی ضرور یہ سے حضرت کا بھی جسم مبارک خالی نہ تھا تو انکا  
 جبرئیل مثلاً حضرت کی ہی شان تھی پہر یہ سوال کرنا کہ آپ میں ہی وہ قوت ہے یا نہیں  
 جو ہر انسان کے واسطے لازم ہے خیال عجیب قیاس غریب جناب مخاطب کا ہے ہاں  
 متعین و قرین ہوا شیطان کا باوجود ثبوت عصمت کے ظاہر انسانی شان عصمت کسی قدر  
 سمجھ کر سوال کیا تھا اوسکے مطابق جواب ملا کہ شیطان مسلمان ہو گیا ہے اب کسی طرح  
 وہ مجھ کو اغوا نہیں کرنا ہے بلکہ میرے واسطے دلالت طرف خیر کے کرنا ہے لکن بہو کہ اور  
 پیاس اور شہوت جماع وغیرہ لازم بشریت سے ہرگز مبرا ہونا حضرت صلعم کا مسلم شیعہ  
 بلکہ صحیح ترمذی میں ہے فاختر الله لیس صلی علیہ وسلم لا صریح فکان بطوری الامام کا ایک  
 حق یشد الحجج علی بطنہ موم ذلک یطوف علی نساءہ فی الساعة الواحدة  
 انہی مختصہ علی ما قبل عند فی القسط لحن اور جاری میں ہوا ان اسوا میں مالک حدثہم  
 ان اللہ صلعم کان یطوف علی نساءہ فی اللیلۃ الواحدة ولہ یومئذ تسع شویق فائدہ جو حد  
 ہماری مستند ہوا اس سے ہی ثابت ہو چکا کہ شیطان کے ساتھ مکمل تھا وہ مسلمان ہو گیا تھا اور اس کے شرک  
 حضرت یہاں تک محفوظ تھے کہ وہ امور خیر کی طرف دلالت کیا کرتا تھا مگر اس سے یہ لازم  
 نہیں آتا کہ دیگر شیطا طین قصد ایذای رسول مقبول صلعم کا کرتے ہوں جیسا کہ دوسری روایات  
 سے ظاہر ہوتا ہے گویا سبب عصمت و حفظ الہی کے حافظ حقیقی حضرت صلعم کو ان  
 کے شر سے ہی محفوظ رکھتا تھا اور یہاں تک حضرت صلعم کو قدرت و شان تھا کہ اگر چاہتے تو  
 یہ برکت اسماء الہی کے گرفتار کر کے ستون مسجد سے باندھ دیتے پس توافقی کل احادیث میں  
 ظاہر ہو گیا اور اگر دعاؤں میں حضرت نے پناہ مانگی ہے شیاطین سے وہ انہیں شیطا طین  
 سے مراد ہے جو شیطنیت پر قائم تھے نہ اس سے ہی جو مسلمان ہو گیا تھا اور شیطنیت  
 کے اطلاق سے مبرا ہوا تھا یا واسطے اہمیت اور حفظ اپنی کو ہے ایذای جسوانی سے  
 مثل پسکنے انگاروں کے حضرت کے منہ پر بے فافہم اور مشکوٰۃ شریف میں ہے  
 فی ابن ہریری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا سمعتم صلیک الدیکۃ

[illegible]



نہیں ہوتا مشکوٰۃ شریف میں آیا ہے عن نافع قال کان عبد اللہ بن عمر إذا دخل  
 فی الصلوة وضع یدیه علی کتفیه وأشار باصبعہ وابتنى بالصبر  
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لہی اشد علی  
 الشیطان من الحدید ہے السیابہ سہاواہ احمد  
 انصاف کیجئے کہ جب کوئی نماز پڑھتا ہے وقت تشدد کے سبابہ سے اشارہ کرتا ہے تو اسکی  
 قوت ہمیشہ کو لوگ سان کی زخم کی کیفیت اور صدمہ معلوم ہوتا ہے ہاں یہ اشارہ شیطانی  
 نشان گذرتا ہے اور سکودہ ایسا ہوتی ہے جو حدیث میں مذکور ہے وهو المقصود  
 مشکوٰۃ شریف میں ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ابی ادم مولود الا بمسہ  
 الشیطان حین یعالہ فیستھل صارحاً من من الشیطان  
 غیر مدیم فی ابنا متفق علیہ  
 اس حدیث کا ترجمہ حضرت مخاطب نے تبیین الکلام میں کیا ہے اور بعدہ اپنی آرا  
 لکھی ہے چنانچہ اوسکی عبارت یہ ہے۔ اسی کتاب میں بخاری اور مسلم  
 سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کو  
 بچہ نبی آدم کا نہیں ہے جسکی پیدائش کے وقت شیطان نے اوسکو  
 چھوا ہو یہ وہ چلاتا ہے شیطان کے چھونے سے سواری مری اور اوسکی  
 بیٹی حضرت مسیح کو۔ پس چھو کر کہہ دینا بچہ کا برکت پیدا ہوئی ہے چنانچہ  
 بس تحریک قواں ہمیشہ کے جسکو اس جگہ شیطان کے چھونے سے  
 تعبیر کیا گیا ہے۔ حضرت مریم اور حضرت مسیح علیہ السلام کو ایسی بات  
 سوائے شے تھے کہ اسے کہ قواں ہمیشہ غالب تر قوت جو انسان میں ہے  
 اور جو اوسکی عفت و عصمت میں خلل آتی ہیں اوس کو کاہل ہی ہونا چاہیے  
 پر ثابت کیا جائے انتہی لفظہ اقول تاویل علیہ حساب مخاطب کی  
 کئی دوسرے محذووش ہے اولاً لا السلام کہ وہاں بچہ کا بسبب تحریک و قوت خاص کو چھو کر

جس کا نام اپنے شیطان رکھا ہے اسے دعوت کو عالم حکمت کے جبران فارغ عن الاحتمال و ثوابت  
 کیجیے ورنہ بمقابلہ نفس میرج کے محض تکلم کس کام کا ہے دوم جبکہ مطلق اشارہ ظرف قوت انسانی  
 کے حدیث میں نہیں ہے نہ محاورہ اہل لسان کا ہے نہ شیطان ہوا کریم اور قوت جسمانی خاص  
 مراد میں تو ہر خلاف تبادر اذہان کے کیونکہ آپ کے معنی صحیح ہو سکتے ہیں سو ہم اس ایک فعل  
 ایسا خارجی ہے جس کا وقوع خارج بدن پر ہونا چاہیے اور قوت انسانی وجود خارجی نہیں ہے  
 ہے تو قابلیت اس کی بھی معدوم ہے والا وجود خارجی الہی سے انکار اور قوت انسانی کا  
 وجود فی الخارج کا اقرار کرنا پڑیگا چہارم لانسلم کہ حضرت مریم خواہ حضرت مسیح انسان کامل تھے جو  
 کسی قوت سے وہ دونوں تھے ہوں بلکہ مثل عیسیٰ کبش آدم سمجنا چاہیے ورنہ لازم آتا ہے کہ حضرت  
 مسیح انسان ناقص ہوں اور یہ اگر کسی قاعدہ عقلی کے موافق نہیں ہو سکتا ہے چچم حضرت  
 مخاطب نے ہرگز نہیں سمجھا ہے کہ قصہ استثناء حضرت مریم اور حضرت مسیح علیہ السلام کا کیا ہے  
 اصل بات یہ ہے کہ یہ دعائے پہلے سے قبول ہو چکی تھی کہ حضرت مریم کو اور ادنیٰ ذریت کو نہ شیطان  
 پرچیم نے پناہ ملے گی چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے اِنِّیْ اَعِیْذُکَ وَ ذُرِّیَّتَکَ مِنْ سَاطِرِ  
 الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور حدیث گویا تفسیر ہے اسی آیت کی اور جب یہ ثابت ہوا کہ پہلے سے  
 دعا قبول ہو چکی تھی کہ شیطان کے شر سے وہ دونوں نفوس تدبیر محفوظ رہیں گے اور ویسا ہی  
 واقع ہوا تو کیونکر حدیث کے معنی مخاطب والا مراتب کے موافق ہو سکے ہیں بلکہ طامام ملک  
 میں ہے اَسْمٰی بِنْتُ سُوْلٍ اَللّٰہُ صَلَّی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَاعْضَبَتْ اَمْرًا لِّیْ  
 یَطْلُبُہٗ بِشَعْلَۃٍ مِنْ نَّارٍ کَلَّمَ النَّفْثَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم  
 سَآءَ فِقَالْ لَہٗ جَبْرِیْلُ اَفَلَا اَعْلَمْتَ کَلَامَاتِیْ تَقُوْلُہِیْنَ اَخَا اَنْتَ فَلَیْتَہُنَّ  
 طَفِیْتُ شَعْلَۃً وَ حَرِیْقَۃً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بَلٰی فَقَالَ جَبْرِیْلُ  
 قُلْ اَعُوْذُ بِوَجْہِ اللّٰہِ الْکَرِیْمِ اَمْ اَسْ حَدِیْثَ سَے صَافَ ظاہر ہے کہ شیطان پرچیم کو حضرت  
 صلیم نے دیکھا اور اسے جو شعلہ آتش سے جلادینے کا قصد کیا تھا اس کے بچا دینے کو اسے  
 جبریل علیہ السلام نے ایک دعا تعلیم کے مطابق اس حدیث کی قوت تہنید کے ساتھ کر  
 نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ ساتھ غفرت کو لفظ میں کا ہی موجود ہے اور قوت انسانی نظر میں آتی

چاروں احادیث مذکورہ سے فوائد معلوم ہوتے ہیں اول جس طعام پر خدا کا نام نہ لیا جائے  
شیطان اس کو کھانے میں شریک ہوتا ہے دوم جب کوئی شخص بغیر لینے نام خدا کا اگر کھانے میں  
ہوتا ہے تو شیطان کو بھی اس کے گھر میں رات گزارنا پسند آتا ہے والاغلا علی ہذا القیاس جب کسی شخص  
لینے نام خدا کے گھر میں داخل ہوتا ہے اور کھانا بھی کھاتا ہے تو شیطان کو اس کے گھر میں اس کا  
رہنا اور کھانا پسند ہوتا ہے والاغلا سوم شیطان اپنے گروہ شیاطین سے کہتا ہے کہ اس پر کونینیت  
در طعام و دنون بسر کیے چارم قوت پیکار کا کام نہیں ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے نہ کھایا کرے  
پیارا کرے کہ وہ یاقین الامر سے کہتا ہے کہ اگرچہ شیطان کی یہ جاوت حدیث میں مذکور ہوتی ہے

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰

چشمِ جوئے کر پئے اوسکو چہاڑ پونچہ کر اگر نہ کیا ابا دوسے نوہ شیطان کو ملنا ہے مگر قوتِ ہمیشہ کا یہ لمبا  
 و غذا نہیں ہے کیا لائقِ خاطر ہے کہ قوتِ انسان کی ایسی شے نہیں ہے کہ اوس کا داخل ہونا  
 یا نہ ہونا مگر میں یا کہنے سے محروم ہونا نہ مانع ہو سکے ہر روز ہر شب و ہر ایک لمبا کے وقت  
 انسان کے ساتھ قوتِ بری ہے اور اوسکا جزو لا یتفک ہے پس ستین ہوا کہ شیطان کا وجود خارجی  
 ہے جو کبھی داخل ہو سکتا ہے اور کبھی نہیں و انتم شکوۃ میں ہے عث عائشۃ قالت  
 سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الملائکۃ تنزل فی العنان و هو  
 السحاب فذا کس الامر قضی فی السماء فلست ترق الشیاطین السمع رب  
 غور کیجئے کہ جب ملائکے پسین احکام الہی کو بیان کرتے ہیں تو کس انسان کی قوت پر واسطے تشر  
 یع کو وہاں جاتی ہے اور خبرین لاتی ہے لامالہ یہ کام اوس شیطان کا ہے جسکا ذکر حدیث میں ہے  
 اور وجود خارجی اوسکا بخوبی ثابت ہو گیا مشکوۃ میں ہے عن ابی ہریرۃ ان النبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم قال من دعا فی المنام فقد زانی فان الشیطان  
 لا یتصل فی صورت متفق علیہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیطان  
 خواب میں صورت انسان کی بنا کر دکھائی دیتا ہے سو ہی صورت حقیقی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 اور یہ کام کسی آدمی کی قوتِ ہمیشہ کا نہیں ہے عث بجاہم قال قال رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم اذا کان فی الخلیل فکفوا صدیا نکم فان الشیطان یتشہر حبش فاذا ذہب  
 سالتہ من اللیل فخلوہم واخلوہم الا بواب واذکرہم واسبغہم فان الشیطان  
 لا یفتم بابا فخلوہم اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ شام کے وقت شیاطین اوسے  
 پہنچتے ہیں اور خدا کا نام لیکر چور و زور بند کیا جاوے اوس گھر میں داخل ہوتے ہیں مگر قوتِ  
 ہمیشہ کا یہ کام نہیں ہے پر وجود خارجی شیاطین میں کیا شک باقی رہ گیا مشکوۃ میں ہے  
 عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لعل  
 صلی اللہ علیہ وسلم فی الجنة ترک ما شاء اللہ ان یترکہ فخل  
 ابلیس لطیف بہ یتظار ما ہو فلما ساء الاحی عرف  
 ان خلق بخلت لا یتمالک

شیطان  
 جوئے کر پئے  
 انسان کی ایسی  
 شے نہیں ہے  
 کہ اوس کا داخل  
 ہونا یا نہ ہونا  
 مگر میں یا کہنے  
 سے محروم ہونا  
 نہ مانع ہو سکے  
 ہر روز ہر شب  
 و ہر ایک لمبا  
 کے وقت انسان  
 کے ساتھ قوتِ  
 بری ہے اور اوسکا  
 جزو لا یتفک ہے  
 پس ستین ہوا  
 کہ شیطان کا  
 وجود خارجی  
 ہے جو کبھی  
 داخل ہو سکتا  
 ہے اور کبھی  
 نہیں و انتم  
 شکوۃ میں  
 ہے عث عائشۃ  
 قالت سمعت  
 رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ  
 وسلم یقول  
 ان الملائکۃ  
 تنزل فی  
 العنان و هو  
 السحاب فذا  
 کس الامر  
 قضی فی  
 السماء فلست  
 ترق  
 الشیاطین  
 السمع  
 رب غور  
 کیجئے کہ  
 جب ملائکے  
 پسین احکام  
 الہی کو بیان  
 کرتے ہیں تو  
 کس انسان کی  
 قوت پر واسطے  
 تشریع کو  
 وہاں جاتی  
 ہے اور خبرین  
 لاتی ہے لامالہ  
 یہ کام اوس  
 شیطان کا ہے  
 جسکا ذکر  
 حدیث میں ہے  
 اور وجود  
 خارجی اوسکا  
 بخوبی ثابت  
 ہو گیا مشکوۃ  
 میں ہے عن  
 ابی ہریرۃ  
 ان النبی  
 صلی اللہ  
 علیہ وسلم  
 قال من دعا  
 فی المنام  
 فقد زانی  
 فان الشیطان  
 لا یتصل فی  
 صورت متفق  
 علیہ اس  
 حدیث سے  
 معلوم ہوا  
 کہ شیطان  
 خواب میں  
 صورت انسان  
 کی بنا کر  
 دکھائی دیتا  
 ہے سو ہی  
 صورت حقیقی  
 رسول صلی  
 اللہ علیہ  
 وسلم کی اور  
 یہ کام کسی  
 آدمی کی قوتِ  
 ہمیشہ کا  
 نہیں ہے عث  
 بجاہم قال  
 قال رسول  
 اللہ صلی  
 اللہ علیہ  
 وسلم اذا  
 کان فی  
 الخلیل  
 فکفوا  
 صدیا نکم  
 فان  
 الشیطان  
 یتشہر  
 حبش فاذا  
 ذہب سالتہ  
 من اللیل  
 فخلوہم  
 واخلوہم  
 الا بواب  
 واذکرہم  
 واسبغہم  
 فان  
 الشیطان  
 لا یفتم  
 بابا فخلوہم  
 اس حدیث  
 سے صاف  
 ثابت ہے  
 کہ شام کے  
 وقت  
 شیاطین  
 اوسے پہنچتے  
 ہیں اور خدا  
 کا نام لیکر  
 چور و زور  
 بند کیا جاوے  
 اوس گھر میں  
 داخل ہوتے  
 ہیں مگر قوتِ  
 ہمیشہ کا  
 یہ کام  
 نہیں ہے پر  
 وجود  
 خارجی  
 شیاطین  
 میں کیا  
 شک باقی  
 رہ گیا  
 مشکوۃ  
 میں ہے  
 عن انس  
 ان رسول  
 اللہ صلی  
 اللہ علیہ  
 وآلہ  
 وسلم  
 قال  
 لعل  
 صلی  
 اللہ  
 علیہ  
 وسلم  
 فی  
 الجنة  
 ترک  
 ما  
 شاء  
 اللہ  
 ان  
 یترکہ  
 فخل  
 ابلیس  
 لطیف  
 بہ  
 یتظار  
 ما  
 ہو  
 فلما  
 ساء  
 الاحی  
 عرف  
 ان  
 خلق  
 بخلت  
 لا  
 یتمالک

[illegible][illegible]

انصاف علیہ السلام کی مشکوٰۃ میں ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 لا یجوز لیسوتکم مقابران الشیطان یمنع من البیت الذی فیہ جوفہ سورۃ البقرۃ  
 وادۃ سلم یعنی سورہ بقرہ جس گہر میں پڑھی جاتی ہے شیطان اوس گہر سے ہماگ جاتا ہے نہیں  
 کسے بدن سے قوت پیمہ نکل جاتی ہے فاقم مشکوٰۃ شریف میں بخاری سے حدیث نفل کی ہے  
 جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ابو ہریرہ کو حضرت معلم نے متعین کیا تھا واسطے جمع کر کے تفہیم کرنے مسئلہ  
 الفطری اور غلہ کا انبار لگاتا تھا اتنے میں ایک شخص آیا اور پسین بہہ رہا کہ غلہ لیجانے لگا ابو ہریرہ  
 پکڑ لیا اوسنے کہا کہ میں محتاج ہوں چوڑو پہرہ تو لگا ابو ہریرہ نے چوڑو دیا تب حضرت رسول  
 صلعم نے ابو ہریرہ کو خبر دی کہ وہ جو مناسب پہرہ ہی آویگا چنانچہ وہ پہرہ آیا اور پہرہ لیا ساخمہ و قحط  
 تیسری بار اوسکو ابو ہریرہ نے پکڑ لیا اور کہا کہ چوڑو لگا جبکہ حضور میں سرور عالم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے زیبا آویگا اوسنے کہا کہ جبکہ چوڑو میں تھا چند کلمات مفید تباد و لگا ابو ہریرہ نے  
 چوڑو دیا اور اوسنے بتایا کہ جب بھونے پر سونے کے واسطے جایا کرو تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو تو  
 شیطان تمہارے قریب نہ آئے پاؤں گناہ تک جب ابو ہریرہ حضرت رسول صلعم کی  
 خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ قصہ بیان کیا تو حضرت نے فرمایا کہ وہ سب باتوں میں جو باہر  
 مگر اتنی بات اوس نے سچ کہی کہ آیت الکرسی پڑھنے سے شیطان قریب نہیں آتا ہے ہر  
 حضرت نے فرمایا کہ تمہیں جانا اے ابو ہریرہ کہ وہ کون تھا یعنی جسکو تمہیں پکڑا تھا اور چوڑو  
 اور آیت الکرسی کا اثر بتا گیا ابو ہریرہ نے کہا کہ میں معلوم حضرت نے فرمایا کہ وہ شیطان  
 تھا چنانچہ الفاظ حدیث کے بقدر ضرورت لکھتا ہوں قال دعنی اعلمک کلمات  
 یتفکک اللہ بھا اذا ویت الی فاما شک فاقرا ایتہ الکرسی اللہ لا الہ الا  
 ہوا الحق القیوم حتی تختمہ الایۃ فانک لن ینال علیک من اللہ حافظ  
 ولا یقر لک شیطان حتی تصیر فی حلیۃ سبیلہ فاصبحت نقال لب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما فعل اسیرک قلت نعم انہ یعلتی  
 کلمات ینفتنی واللہ بھا قال اما انہ مد فک وجو کنا رب تعلم من تلجلج  
 منہ منذ ثلاث لیا الی قلت قال ذالک شیطان رواہ البخاری



قبول کر دینا باعث تو اور ابلو کہ بسوی قبر حضرت آدم سجدہ نماید تا عفو تقصیر او کنم حضرت کو  
 ابن جریر ابوالفضل بن عمر کہ من زنده اور اسجدہ نکردم مردہ اور اچرا سجدہ کنم الخ آب خاک  
 خدمت مخاطب والا مراتب میں عرض کرنا ہے کہ شاہ عبدالغفر صاحب نے جس حدیث کا  
 حوالہ دیا ہے خاکبائے محدث اور محقق کذب صریح میں واغذارہ نہ لے جائینگے نہ آب او کو  
 ایسا ناواقف نہ تیفذ حدیث میں بتائینگے کہ وہ صحیح اور قسیم میں تہنیر رکھتی ہوں تو متعصبات  
 انصاف دوستی و حق پسندی یہی ہے کہ حضور والا ہی اپنے وساوس پر اصرار نہ فرما دیں  
 اور مخالفت نفوس قرآنی و جمہور اہل اسلام سے باز آویں اور حصن حصین میں جو التزام  
 انتخاب احادیث صحیحہ کا کیا گیا ہے اور مصنف رح کے حال پر بسبب اوس تالیف شریف  
 کی جو عنایت خاص حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی ہے وہ نہی و بیاحت کتاب  
 مذکور سے ظاہر ہے اوس میں یہ حدیث منقول ہے وان اصاب احد بلمع من  
 الجن وضعہ بین یدیه وعودہ بالفاتحة والحمد الى المفلحون و  
 الحمد لله واحد الاية واية الكرسي والله ما في السموات  
 وما في الارض الى آخر البقرة وشهد الله انه الاية وان تكلم  
 الله الذي في الاعراف الاية وفعالى الله الى اخر المؤمنين وعشر  
 من اول الصافات الى لا ضرب وثلاث ايات من  
 آخر الحشر وات الله تعالى الاية من الجن وقتل  
 صوالله احد والمعوذتين مسرقا شرح حصن حصير  
 طفر جليل میں حدیث موصوف کا ترجمہ اور اوس کے متعلق جو فوائد لکھے  
 ہیں وہ بھی ملاحظہ ہوں اور جو مبتلا ہوتے کو قی ساتھ آسیب کے جن سے بڑا  
 اوسکو آگے اپنے اور متبرج ہے اوسپر ساتھ الحمد کے الی قولہ نقل کی یہ حاکم ابن ماجہ احمد نے  
 منہ حدیث شریف میں کیا ہے کہ ایک اعرابی نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا بیٹا بیمار ہے فرمایا کیا بیمار ہے عرض کیا کہ اوسکو  
 آسیب ہو گیا ہے حضرت نے اوسکو بلا کر یہی عمل کیا پس اڑھا وہ گویا کہ کچھ غفل نہیں رکھتا تھا



کہ اذکر العلیٰ اور تاثیر جنات کی حق ہے یہی ہی مذہب اہل حق کا اور غالب رہتا ہے کوئی  
 اور نہ بسبب ذکر اللہ اور دعا اور توفیق اور درود پڑھنے کی اور بڑی عمدہ چیز کہ اکثر آزمائے والوں  
 نے آزمائی ہے دفع جنات کے لیے آیت الکرسی ہے اور ابن مسعود سے روایت ہے  
 کہ ایک دفعہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راہ میں جا رہا تھا میں کہ ایک شیٹ لے کر  
 دیکر کہیں او سکے پاس گیا اور کچھ او سکے کان میں میں نے پڑھا تو وہ ہوشیار ہوا اور حضرت  
 صلعم نے پوچھا کہ کیا پڑھا تو نے عرض کیا میں نے کہ لَعَسْتَ تَمُنَّا خَلَقْنَا كَمْ حَبَلًا  
 آخر ایک پیر کا فرمایا قسم اوس خدا کی کہ جان ہمیں ہی او سکے ہاتھ میں ہے اگر کوئی ہوشیار اسکو  
 پہاڑ پڑھے تو خوف الہی سے وہ بھی گر پڑے کذا ذکر الفقہ رحمۃ قال خصائص کبریٰ میں  
 بہت سی روایت ہے کہ نقل کیا ابو دجانہ سے کہا ابو دجانہ نے کہ شکوہ لیکھا میں سول  
 صلعم کے پاس عرض کیا میں نے کہ یا رسول اللہ جب وقت کہ میں لیٹا ہوں بچو نے میں  
 تو ناگاہ کستا ہوں گھر سے میں آواز مانند آواز چلی کے اور بہن بہناہٹ مانند بہن بہنا  
 آواز کمی شہد کی اور دیکتا ہوں چمک مانند چمک بجلی کے اٹھایا میں نے سر اپنا گہرے  
 ہوتے دُرتے ہوتے ناگاہ دیکھا میں ایک سیاہ لنگتا ہوا بند اور لبنا ہوتا جانا ہے صخر  
 گہرے میں پس قصد کیا میں طرف او سکے پس ہاتھ لگایا میں نے جلد او سکے کو پس ناگہ  
 جلد او سکی تھی مانند جلد سیاہ کے پس ہینکا مونہ میرے پریشل شعلہ آگ کو پس گمان کیا میں نے  
 کہ اوستے جلا دیا مجھ کو پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے رہنے والا گھر کا لینے جن برابرے امی ابو دجانہ  
 پہ فرمایا کہ لاؤ میرے پاس دوات اور کاغذ پس لائے پس دوات اور کاغذ حضرت  
 علی بن ابی طالبؓ کو فرمایا کہ کہم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہذا کتاب من محمد  
 رسول رب العالمین الی من طہر ق الدار من العمار والزوار والساخین الا  
 طہر ق بطرق بخیر یا رحمٰن ما تبعد فان لنا ولکم فی الحق سعة فان تاذ  
 عاشقاً مؤلعا و فاجراً مقتلاً اور اعیاناً مبطلاً ہذا کتاب اللہ تالیف  
 علیہ علیکم بالحق انا کانستہم ما کنتم تعملون و رہ سنا لیکون  
 ما تمکرون اترکوا صاحب کتاب ہذا وانظر لقوال عبدہ الامام

ولای من عنہ ان مع اللہ الہا اخر الہ الا ہو کل شیء ہالت الا وجہہ  
 لہ احکم والیہ تن جعون فقلون صلا لا تبصرون سمعتم  
 تفرق اعداء اللہ وبلغت حجة اللہ ولا حول ولا قوۃ الا  
 باللہ فیکفیکم اللہ وهو السميع العليم کہنا ابو دوانہ نے اس باب  
 میں اسکو اسنے کہ اور کہنا میں نے پیچھے اس پیچھے کے اور سویا میں اس رات میں نہ جا گا میں نہ  
 آواز ایک چلانے والی سے کہتا ہے اسی ابو دوانہ جلا یا بکرا ی ابو دوانہ قسم ہے لات اور غری  
 کی ان کلموں نے پس ساتھ حق صاحب سکے کے جب کہ ٹھانے کا تو جیسے یہ کتاب پس پھر میں  
 میرے کہ میں اور میرے ہمیشہ میں پس صبح کی میں پھر میں کی پھر میں میں نے ساتھ رسول اللہ  
 کی اور خبر دی میں نے حضرت کو ساتھ اس چیز کے کہ میں نے جنات سے پس فرمایا اسی ابو دوانہ  
 اس قوم سے پس قسم ہے اس ذات کی کہ یہی جابجہ ساتھ حق کے تحقیق وہ پانچویں رنج عذاب کا  
 قیامت ملک اتنی بلظہ اور حسن جمیع میں ہے واذا انفصلت الفبلان فنادی  
 بالاکذان مرہض یعنی جب نماز میں چلا دے پکار کر کہ کسی اذان نفل کی سلسلہ قرار میں  
 نے بعد ختم ہونے عبارت ظفر جلیل کی خاکسار خدمت میں بنام مخاطب کو عرض کرنا ہے  
 کہ احادیث نبوی سے ثابت ہو چکا کہ جن وشیا طین کا وجود خارجی ہے اور اسباب جن کا بھی ہوتا  
 اور وہ گمراہ میں ہی داخل ہوتے ہیں اور ان کے نام خط بھی لکھے جاتے ہیں تو اب یہ قاعدہ  
 کلیہ حضور کا کہان باقی رہا کہ جو ستے جو اس کے ذریعہ سے معلوم نہ ہو وہ وجود خارجی نہیں  
 ہے اتہو نقد حقیقت کا مرفوع ہو گیا تو معنی مجازی اور توہمی کا اختیار کرنا اور اس پر اسرار و استبداد  
 مفید نہیں ہے قائلہ الحمد للہ کہ آیات و احادیث سے امور مفصلہ ذیل سے ثابت کر دیں اول ہمیں یہی  
 جن کی ایک نوع ہے اور جن کا اور ابلیس کا وجود خارجی ہے دوم مادہ وجود ابلیس کا تاریخی ہے  
 ہے فائدہ تمام جنوں کے بلکہ سنن ابی داؤد میں ہے ص ۲۰۰ ہر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 من الشیطان ان الشیطان خلق من النار یعنی ابلیس اور صحابہ نے شیطان کو دیکھا  
 چہارم ابلیس وہاں کے جنود کا یہ کام ہے کہ وہ ان کو اغوا کرتے ہیں بلکہ ابلیس کا فتنہ دریا  
 رکھا ہوا ہے اور وہ اسے شک کو واسطے اغوا ہی بنی آدم کو سماتا ہے اور موافق افعال پھر اس

شیطان کی داد دیتا ہے چم ابلیس اور اسکی ذریت و قوم سبکی سب نعمت بنی آدم کی بہن ششم  
اب تک ابلیس و اسے سجدہ نہ کرنے پر جب وہ ابن آدم کو سجدہ میں دیکھتا ہے جس سے دُور  
حقیقی سجدہ کا ثابت ہوتا ہے نہ مجازی بہنم کہی شیطان تسلط پاتا ہے ابن آدم پر اور کہی ابلیس  
اسماء الہی و تائید و غیرہ کی حاضر نہیں ہو سکتا اور ذریعہ ان کی کبھی کا تیب انسان پر ہو جاتا ہے اور وہ اپنے  
ماثورہ و کمالات بلندیہ یا فانیہ سے دفع ہوتا ہے بہنم ابلیس کی تسلط و ایگاہی کہ طعام اموال اور دین میں ہی  
تفصیل کی حالت لیتا و بہنم ابلیس صاحب اولاد و صفا و م و شکستہ اور بعض نوراد کو دیکھتا ہے و جانور کو بھی اور بہنم  
کرنا ہے اور غول یا بانی بنکر بھی ڈراتا ہے اور نماز میں ہی اگر ستا ہے دہم استراق سمع کی واسطے  
طرف آسمان کے جاتا ہے اور شہاب ثاقب سے مار کتا ہے وغیرہ ملک من الاعمال و التصرفات  
تو اب نصاف کرنا چاہیے کہ جو خارجی ثابت ہونے میں کیا حالت منظر باقی رہتی ہے اور جب  
یہ ثابت ہوا کہ سجدہ حضرت آدم و ہی ابلیس ہے جسکو ہم بیان کرتے ہیں نہ قوت انسانی تو اب  
دیکھنا چاہیے کہ اسکو کس قدر تصرف اور کس کس قسم کا تسلط ابن آدم پر حاصل ہوا ہے پہلے ہم بیان  
کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہرگز نہ دے چکا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہی ہے اور گمراہ کرنے والا ہی ہے  
انکلاہ و مصلحتیں خور کر و کھدوت ابلیس کی اور اس کے قوم کی انسان کے ساتھ چلیے نبی  
ہو گئی اویسی طرح اغواء اور اضلال بھی قطعیات سے ہو گیا تو کیونکر کوئی ذی علم ایسا شبہ کر سکتا ہے  
کہ شیطان صرف انسان کا دشمن ہے مگر مومنوں میں نہیں کہ کلام الہی نے اس شبہ کو بھی دفع کر دیا ہے  
اور نہ حد و فصل میں کہ ہر یک کو سمجھا دیا ہے اور اسی آیت کو موافق وہ احادیث بھی ہیں جن میں سورہ  
شیطان کا ذکر ہے ظاہر ہے کہ سورہ و قسم پر ہو سکتا ہے ایک یہ کہ کسی شکل اور صورت میں اگر  
مشابہت میں غفل ڈالے اور خضوع اور خشوع میں فرق ڈالے یا دیگر امور خیر میں مغل ہو جائے دوسرے  
یہ کہ ہمارے دلوں میں سورہ پیدا کرے اور مثلاً غصہ کی حالت میں اشتغال طبع بڑا کر جو رو اور خضم ہر  
مناوقت و مسابقت کر دے اور پر موافق مضمون حدیث کے غزائل کی شکل یوں میں شیطان  
سب سے زیادہ تقرب پاوے بہر کیف اضلال کا لفظ قرآن مجید میں الباس جامع واقع ہوا ہے کہ سب  
افراد پر صادق آتا ہے پس جب یہ بات طے ہو گئی کہ اضلال بھی کام ہی شیطان کا تو تسلط اسکا  
اعضاء ظاہری و باطنی انسان میں قابل انکار نہ ہو گا اور کیونکر اسکا تسلط کامل نہ مانا جائیگا

قرآن شریف کی متعدد آیات سے ہی ایسا ہی تصرف اور تسلط ثابت ہو رہا ہے کہ اس آیت کا  
 لا سورہ اعراف میں ہی ہے قَالَ فَمَا اتَّخَذَ ابْنُ آدَمَ لَهُ مَقْعِدًا وَنَحْنُ  
 صِرَاطُكَ الْمُسْتَقِيمَ ثُمَّ لَا رُتِيَهُمْ قَوْلُ بَيْنَ اَكِيدُ يَوْمَهُمْ  
 وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ  
 یعنی بولنا ایسے جیسا تو نے مجھے بدراہ کیا جو میں بیٹھوں گا اور کی تاک میں تیری سیدھی راہ میں  
 اور کی ہی راہ میں اور نگاہ پر اور پیر اور نگاہ کے سوا اور سچے اور راستے سے اور باتیں سے اور نہ پاؤں  
 تو اکثر اور نہیں شکر گزار موصوفہ القرآن اور عطیہ سے جو روایت ابن عباس سے ہے اور اس  
 یہ عبارت ہے ہن بین ایدیہم من قبل دنیا ہم یعنی از منہانی قلوبہم و  
 من خلفہم من قبل الاخرۃ فاقول لا بعث ولا جنة ولا نار وین  
 ایما انہم من قبل حسنا انہم وعن شمائلہم من قبل سیئاتہم کما فی المعام  
 یعنی دنیا کی رشیت کو اور نیک و نوبین جگہ و نگاہ اور آخرت کے باب میں یہ شک الونگا کہ نہ شکر  
 نہ ہے نہ جنت و ناری کی اصل ہے اور حسنا ہے باز کہو نگاہ اور گناہوں پر راغب کہو نگاہ  
 قنا وہ کہہ قول ہے انا ہم من بین ایدیہم فاخبرہم انہ لا بعث و  
 لا جنة ولا نار و من خلفہم من امور الدنیا ینزیخا لہم ویدعوہم  
 الیہا وعن ایما انہم من قبل حسنا تہم بطاہم عنہا وعن شمائلہم  
 شرین لہم السیئات والمعاصی و دعاهما الیہا اناک یا ابن آدم  
 من کل وجه غیر انہ لہ یا تا کہ من فوقک لہ یتطع ان  
 یجیل بہ ینبک و بین رحمة اللہ کما فی المعام  
 الغرض مفسر کے اقوال سے معنی آیت میں افواہی الیس ہر قسم کا ظاہر ہو گیا اور یہی  
 سید ہے یا نبی آدم لا یفتنکما الشیطان کما اشرک ابویکما  
 من الجنة ینزع عنہما لیسما لیس یحما سوا تہما یعنی اسی اولاد آدم کہیں  
 بہکانہ و تکر شیطان جیسے نکلوادیا تمہارے مان اور باپ نے آدم اور حوا کو بہشت سے اور  
 جنوا دیا ورنے لباس انکا تہمتنکما کے معنی ہیں یضللکم کما فی المعام اور ہے

زیادہ صاف ہے قول ابلیس سورہ حجرت میں ہر کافر دیناً کفر فی الارض ولا ینعم  
الایۃ النماصل خوب ثابت ہوا کہ اضلال و اغوا و عداوت اوسے شیطان رجیم کا کام ہے جسے  
قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت واسطے اغوا ہی نبی آدم کے مانگی تھی اور سجدہ سے انکار کیا تھا وہ  
جسکو نبی آدم کے قلوب و ظاہر و باطن بدن میں اثر پیدا کر چکا تھا یہاں تک ملا ہے کہ دنیا کی نیت  
کو دل میں جگہ دیتا ہے اور گناہوں پر آمادہ کرتا ہے اور ثواب و عذاب آخرت سے انکار کرتا ہے  
اور دوسو سو اسی اضلال و اغوا کا نام ہے ثواب کچھ کلام نہ کہ نماز میں جو دوسو سو دلنے والا ایک  
خاص شیطان ہے جسکا نام خرب ہے یا حدیث میں جو آیا ہے کہ شیطان مانند خون کے پھین  
تیرا ہے اوس سے مراد وہی اثر تسلط شیطان کا ہے جیسا آیت وہ میں ایک خاص قسم کا  
اثر پہناتا ہے اور تاثیرات اشیاء خارجیہ کا کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے مثلاً ریت ہوا کی کیسا اثر  
پیدا کرتی ہے اور ہوا کا وجود خارجی مگر سمیت کا وجود خارجی محسوس نہیں ہوتا ہے وہ ایک طرح  
کا اثر ہے اسی طرح شیطان کا وجود خارجی ہے اور اوس سے ظاہر و باطن بدن انسان میں ایک  
تاثیر اغوا و اضلال کی یا انداز و تکلیف کی پیدا ہو جاتی ہے اور بعض احادیث میں نظر و کانتر پیدا  
ہونا اور اوسکا علاج ارشاد ہوا ہے حالانکہ وہ کیفیت بھی جسم انسان میں ایسا اثر پیدا کرتی ہے  
کہ بیماری سے بدتر کر دیتی ہے اور صرف اوسے ہی شخص کا وجود خارجی معلوم ہوتا ہے جسکی وہ  
نظر ہے مگر نظر کے واسطے وجود خارجی ضرور نہیں ہے اسی طرح شیطان کا وجود خارجی ہے مگر  
اوسکے تسلط سے جو اثر پیدا ہوتا ہے وہ قابل انکار نہیں ہے اور بلا شک وہ اثر بدن میں  
ایسی سرایت کرتا ہے جیسے رگون میں خون جاری تو جس حدیث میں دوسو سو خرب شیطان  
ذکر ہے یا خلل آنداز ہونا نماز میں شیطان کا اور حضور قلب بصلے میں حجاب ہونا اوسکے  
کا مذکور ہے جبکہ حائل ہوا بے تکلف کہہ سکتے ہیں وہ ہرگز قوت ہیمیمہ پر دلالت نہیں کرتی  
ہے بلکہ وجود ابلیس میں تاثیر دیتی ہے اور اثر ابلیس کی بدن میں جا کر تسلط پیدا کرنا و نزل ہونا  
داخل جسم ہو جانا اور ہر اثر اپنا مانند سمیت وغیرہ کے پیدا کرنا ایسا اثر نہیں ہے جو خلاف عقل  
یا اوسپر جبری مجری الدم کی تشبیہ صادق نہ آوے تشبیہ اور تشبیہ یہ لینے شیطان اور خون ہر  
وجہ تشبیہ کی وہ بھی سرایت ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں ثواب حدیث ثانی بھی ہماری ہے

مؤید شریعت کی نہ حضرت مخاطب کو کیونکہ کسی حدیث میں قوت بہیمیہ کا ذکر بھی نہیں ہے  
 اور قہر ثبوت کلی اس امر کے کہ انہو اضملال و وسوسہ خاصہ ہے اسی البیس کا اور اس کے  
 جنود و ذریت کا جس کے واسطے عدد و فصل صاف فرمایا ہے تو اول احادیث کی بحیث ہائی  
 رہی جسمیں اسی قسم کی وسوس و اضملال شیطانی کا ذکر ہے کیونکہ بعد رفع ہو جائے بقدر  
 حقیقت و ضرورت مجاز کے وہ سب احادیث لکھا اعلینا سمجھ ہاتین گی کہما یعلم الخیر اور اسی  
 مقام پر ہم یہ بھی ذکر کر دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ جس طرح حقیقت ذات شیطان کی جیسے ثابت  
 کر دی کہ وہ جن کی نوع ہے اور بنی آدم کا دشمن بھی ہے اور مغوی اور غفل بھی ہے اس لیے  
 اوسکو کہیں البیس کہیں جن کہیں شیطان کہیں مغریت کہیں طاغوت کہیں خناس بھی لایا  
 ہے اسی طرح یہو کو جناب مخاطب یہاں ثابت کر دین کہ لغت میں یا اہل لسان کے محاورات  
 میں قوت بہیمیہ کو معنی حقیقی یا منقول عرفی یا شرعی میں البیس شیطان کہتے ہیں مثلاً جب  
 کہا جاوے کہ انسانین کہتے قوی ہیں تو جواب دیا جائیگا کہ شامہ و بآخرو و جس مشترک و وہم  
 و خیال و حافظہ و البیس و متخیلہ و عقل و علم و غیرہ سے انسان بنایا گیا ہے اور اگر حضرت صاحب  
 مجبور ہو کر فرما دیں کہ قرآن میں تشبیہ مراد ہے تو تشبیہ کے واسطے تشبہ و مرتبہ بہ چاہیے پہلے  
 اصلی شیطان کو مان لینا پڑیگا بعدہ باعتبار وجہ تشبہ و کسی انسان کی قوت کو شیطان کہہ سکتے ہیں  
 اور تشبیہ مراد لے سکتے ہیں ورنہ تشبہ اور تشبہ بہ واحد ہو جائیگی اور اگر استعارہ اور مجاز مراد ہے  
 تو کسی قاعدہ کے ساتھ تطبیق و تدریج کے ثبوت ہا و افہان ہے نہ سیات سبان سے کچھ مناسبت ہے  
 نہ متعارف و شائع ہے نہ معانی متعددہ میں سے کسی ایک اختیار کرنا ہے نہ قرآن میں کوئی  
 لفظ طرف اوس معنی مجازی کے اشارہ کرتا ہے نہ کسی مثل یا قول مشہور کے موافق ہے  
 جس سے معنی مجازی خاص فہم مخاطبین میں قائم ہو سکیں ان آیت میں جہاں تشبیہ دی گئی  
 ہے اکثر لفظ مثل یا ضرب المثل مثلاً یا کاف تشبیہ کا یا کوئی دوسرا اشارہ موجود ہے جیسے مثل نور  
 مشکوٰۃ شلم کثل الکلب ضرب المثل مثلاً و ضرب المثل و شلم کثل الذی استوقد ناراً ضرب المثل  
 رحلین الآتیه و غیر ذلک من الآیات کسی اور قسم کا مجاز بھی اگر لیا ہو تو محاورات اہل لسان و تبادر  
 ازبان کے خلاف کہیں نہیں ہے بخلاف آیات فقہ آدم کے کہ تمام و کمال انفا مراد مخاطب ہے

متنافر اور متفاخر میں اور یہ وہیہ کہ ارم جو یہ فرماتے ہیں کہ  
یا لہذا یز وینا کی طرف رغبت دے وہ ہمارے حقیقی شیطان ہے یا یوں کہتے ہیں کہ ہمارا غر  
جو دنیا طلبی میں بہک کر گنا چاہتا ہے وہ بھی ہمارا شیطان ہے اس سے حضرت مخاطب کو کہ  
فائدہ نہوگا کیونکہ وہ لوگ وجود حقیقی الہی کے منکرین ہیں نہ کسی قوت مسلک مخاطب کو شیطان  
بھڑاتے ہیں بلکہ شیطان کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں ہر چیز کو جو خدا کی یاد سے غافل کرے تو سب پرین  
میں محاسب اللہ آبادی کے قول کی سند پیش کرنا محض بیفائدہ ہے کیس جبکہ قوت بہیمہ الہی نہیں  
ٹھہری تو جو تفسیر آیات قرآنی کی اہل اسلام کرتے آتے ہیں وہی درست ٹھہری گی نہ طبع آزمائی و بجا  
حضرت مخاطب کی وہو المقصود بتنیہ۔ جناب مخاطب کا یہ دعویٰ ہے کہ بدن انسان میں  
ایک قوت بہیمہ ہے جو روح کے ساتھ عداوت رکھتی ہے اور روح کو اس کے ساتھ عداوت  
ہے بلکہ تین الکلام میں یہ بھی فرمایا ہے کہ قتل کسانے شجرہ ممنوعہ وہ عداوت بھلی آتی تھی  
اس دعوے پر دلائل پہلو عنایت فرماؤں کیونکہ کسی کتاب علم حکمت و یا شرع شریف میں ہم  
قول کی تصدیق نہیں پاتی ہیں جہاں تک پہلو معلوم ہے اسی قدر ہے کہ تمام قوای انسانی  
ظاہری و باطنی خادم نفس انسان کے ہیں روح کی تفریح و تقویت چاہتے ہیں کسی قوت کو  
عداوت ساتھ روح کے نہیں ہے کیونکہ روح ذاتی ہے اور قوی اور اعضاء بدن صفات  
و عرضیات اس کے ہیں ہر ایک قوت سے قوام بدن و بقای روح ہوتا ہے جب کوئی قوت  
بیکار ہو جاتی گا وہی قدر روح کو صدمہ پہنچتا ہے اور اس کے اعادہ کی خواہش کرتی ہے علاوہ  
اس کے کوئی قوت بہیمہ الہی نہیں ہے جس کوئی نفسا مثل انسان کامل کے علم و عقل نفع  
و ضرر کے سمجھنے کا حاصل ہو حال آنکہ عداوت کرنا اور دھوکا دینا منحصر ہے اس امر کے فہم و ادراک  
پر کہ روح کو صدمہ پہنچانا کس فعل سے ہو سکیگا اور وہ فعل کیونکہ ہر انجام باوجود اور اس کا کیا  
نتیجہ نکلیگا اور ایسا علم و عقل تسلیم کے لائق نہیں ہے جب تک ایک قوت کو جو ضمن نہیں آتی  
جاتی ہے مثل انسان کامل کے نہ سمجھا جاسے جو بالبدایت باطل ہے مثلاً قوت سانس کا  
خاصہ ہے کہ جب قدر آواز اچھی یا بری آوے اس کو قبول کرے اور باصرہ کا انسانی کام ہے کہ  
آنکھ کوئی اجاسے تو جو چیز اچھی یا بری سامنے آوے اس کا انعکاس قبول کرے اور حشمت کا

یہی ایسا ہی حال ہے کہ بذریعہ قوت باصرہ کے جو ماحصل ہو او سکون نگاہ رکھے اور دماغ  
 وغیرہ کا بھی ایسا ہی عمل ہے اور بعض اعضاء میں بعض قوت بھی خاص ہیں جیسے زبان میں  
 قوت ذائقہ اور اعضاء تناسل میں قوت مباشرت اور کان میں قوت سمع یاں قوت کا ہر کام  
 کہ جس قوت کا اقتضا مختلف مصلحت اور مخالف روح و مائع حالات وقت سمجھتی ہے اور  
 باز رکھنا چاہتی ہے اور روح انسانی عقل و علم کی بدولت استعمال میں قوت کا بعض اوقات  
 پسند نہیں کرتی ہے مثلاً جب عقل کے ذریعہ سے روح کو معلوم ہوتا ہے کہ زہر کھانا اگرچہ  
 طعام لذیذ ہیں ملامت مناسب نہیں ہے تو قوت ذائقہ و انتہائی طعام کو استعمال نہیں کرتی  
 یا جب معلوم ہوتا ہے کہ دیکھنا آفتاب کا ضعف بھریدا کرے گا تو قوت باصرہ کو اس کی طرف متوجہ  
 نہیں ہونے دیتی ایسی طرح ہر ایک قوت کا حال ہے ہاں جب ضعف عقل ہوتا ہے تو ہر  
 قوت سے ضرر پہنچ سکتا ہے اور وہی نقصان پہنچ جاتی ہے مثلاً جب عقل نے طعام زہر  
 کے کھانے سے نہ روکا تو قوت ذائقہ نے گولٹھ اوٹھایا مگر روح کو صدمہ پہنچا ایسی طرح حیوانی  
 چیز میں درد انگیز حکایتیں بذریعہ سامعہ کے سننے میں آویگی اور بذریعہ باصرہ کے صورت کو  
 میں آویگی اور بذریعہ قوت مباشرت کے زنا واقع ہوگا سارا دماغ عقل و علم پر ہے اسی کے کرا  
 سے ہر قوت سے نفع ہے اور اسی کے نقصان ہے ہر قوت سے نقصان ہے اور  
 اور قوت کا عقل کا کبھی توجہ لی ہوتا ہے اور کبھی سو فرج سے پیدا ہوتا ہے کبھی قلت علم  
 سے ہوتا ہے اور قوت عقل کی کثرت علم و صحت جسمانی و صحت صالحین و علماء وغیرہ  
 سے پیدا ہوتی ہے اور زیادت علم تحصیل سے متعلق ہے یا خدا وادبے احوال کوئی ماهر  
 قوت ایسی نہیں ہے جسکو خود یہ قابلیت ہو خدا و حاصل ہو کہ ہمیشہ روح کی اخلاوت پر قائم  
 اور روح او سکون اپنا دشمن جانتی ہو اگر قوت ہمیشہ نام رکھا ہے قوت شوقیہ و شہوانیہ کا  
 کہ وہ دشمن روح ہے اسی قوت کی بدولت کھانا لذیذ کھاتے ہیں اور زن منکوحہ سے  
 کرتے ہیں عیدہ اسباب کا استعمال کیا جاتا ہے نفیس چیزوں کا پاس رکھنا غریب ہونا ہے  
 روحانی کے واسطے اسی قوت سے کام لینے کا دستور ہے برعکس اسکے کدہ خیرین  
 سکادا اکتفا طعام وغیرہ خاتہ بہ روح کو صدمہ پہنچاتا ہے کوئی نہیں کہہ سکتا



قوت شہوانیہ شوق و شہن روح کی ہے یہاں ہی وہی قہر و کبر ہے اسل انسان کی اور قوی سے  
 نہیں کام لیتی موقع اور مصلحت و یکمیر پسند کرتی ہے اگر عقل میں نقصان ہو جاتا ہے یا علم کچھ کمی کر رہے  
 تو اس قوت سے ہی ضرر پہونچتا ہے جس طرح کہ اور قوتوں سے پہونچ سکتا ہے البتہ شیطان کا  
 ایسا وجود ہے جسکو نفع اور ضرر کا بخوبی علم ہے اور وہ بھی مثل انسان کے فہم کامل رکھتا ہے ورنہ  
 بدکارانہ تہمت سچ کہ عقل میں تصرف اس قسم کا کرتا ہے کہ وہ دہوکہ کھاتی ہے اور اپنا کام خداوت قدیر کا بھونچ  
 نکال لیتا ہے ویکو غصہ بھی ایسی قوت نہیں ہے جو ہر وقت ہمیشہ مذہوم ہو اور اسکو دشمن روح کا مان  
 لیا جائے مثلاً جب کوئی انسان زید کو دیکھے کہ وہ معاذ اللہ قرآن شریف کو بے ادبی کے ساتھ ہنس کر  
 اس فعل پر خوش ہو رہا ہے یا کسی مصلے کو نماز پڑھنے سے بچ رہا ہے تو اس وقت بہر حرکت زید کی  
 دیکھ کر اگر غصہ آوے اور اس حالت میں زید کو روکے اور سزا دے تو وہ غصہ عین حرارت ایمان  
 و درود نے میں داخل ہو گا الحاصل کوئی بھی قوت ایسی نہیں ہے جسکو محض عداوت ساتھ روح  
 ہو اور ہمیشہ دہوکہ دینے کا ارادہ کرے اور یہ سمجھتی ہو کہ ایسا طور میں لاؤں تب وہ کوہ صدمہ پہونچے  
 اور ایسا کام کر لیا جائے جس سے دوزخ میں داخل ہو سکے بلکہ جس وقت ذرا سا بھی صدمہ در روح کو  
 پہونچتا ہو عام قوی انسانی اوسے کے دفع کرنے میں متوجہ ہو جاتی ہیں اور روح کو بدن سے خارج  
 ہونے سے بچاتی ہیں اور ایسا کیون نہ کہین کی روح کے نکلنے ہی تمام قوسے خود غارت ہو جاتینگے  
 بخلاف شیطان کے کہ اسکا کیا کبھی گناہ خوب غاشا دیکھے گا اور یہ سوچنا چاہیے کہ اگر ہر ایک قوت کو  
 ثواب و عین سے بعض کو بغرض محال الباعلم و شعور مان لو کہ وہ عقل کی ہی جراثیم گل کرتی رہتا اور  
 خود علم و عقل ایسا کرتی ہے کہ انسان کامل اوس اپنے ہی ایک جزو سے عاجز آ جاتا ہے پھر ہی  
 ایسی ذمی عقل قوت اس سے غافل نہوگی کہ اگر سچ میرا اعتقاد کر لی اور کفر اختیار کر لی تو دوزخ  
 کے خذاب میں مبتلا ہوگی اور اس کے ساتھ مجھ کو بھی دوزخ میں جانا پڑے گا کیونکہ انسان کامل ساتھ  
 سب قوی کے ہوتا ہے اور جب وہ انسان کامل دوزخ میں پہونچے گا تو قوی کیونکہ نہ پہونچیں گی  
 بخلاف ابلیس کے کہ وہ خوب جان چکا ہے کہ اوسکی نجات نہیں ہے ضرور دوزخی ہے تو وہ خدا  
 سے چاہتا ہے کہ اوس کی طرح ہر ایک بن آدم سے دوزخ کا عذاب پاوے شاید اس مقام چار  
 جناب فلسفہ آب یہ فرماوین کہ ہم خسران کے کب قائل ہیں ہماری تہذیب الاخلاق میں ہر

کے بعض مدد  
 اسی اصطلاح سے  
 قوی سے اور  
 دوزخ کو کھانچو  
 دوزخ میں  
 غصہ میں  
 بہیمانہ تہمت  
 ہے جو عین  
 کے شہوانیہ  
 جسک بہر  
 انسان حیوان  
 کے عین  
 سلام داد  
 روحانی اختیار  
 قوی انسانی  
 کے مدد قوی  
 غافل کی قوت  
 غافل کا

دیکھا ہے کہ دوزخ کی حقیقت غلط ہے وہاں کوئی بیٹی آگ کی یا مولیٰ صاحب کے چولے کی  
 آگ نہیں ہے مفسر جہلا کے ڈرانے کے واسطے منازات کا بیان ہوا ہے بہر قوت جسمانی  
 کیونکہ دوزخ سے خوف کر گئی اسکے جواب میں تغیر عرض کر چکا کہ یہی قوت جسمانی ہی کا نقصان ہے  
 لینے اگر روح کو تباہ کر گئی اور روح جسم کو چھوڑ دیگی تو گو علم و عقل یا ادراک خاص قسم کا اسکے  
 ساتھ رہے مگر فوای بہیمہ تو معدوم ہو جائیگی جبکہ وجود منحصر ہے بقہای اعضاء جسمانی پر جس کے ہر  
 سارا کیل تماشا رہے گویا اسی میں آگ لگانی ہوگی روح کے ساتھ عداوت کرنی میں انجو ہی ساتھ  
 عداوت ہے اگر ہمارے جناب مخاطب مجبور ہو کر یہ فرما دیں کہ ہاں ایسی کوئی قوت علم و حکمت  
 یا کتاب و سنت میں لفظ خاص مذکور نہیں ہے مگر قوت شہوانیہ و غشیہ و شوقیہ پر انطباق تو  
 بہیمہ کا ممکن ہے لہذا ہم اوسکو بانظ قوت بہیمہ مجاز تعبیر کرتی ہیں جیسا کہ باقی قوی کو ملکیہ بیان  
 کرتی ہیں خاکسار عرض کر چکا کہ اس مجاز خانہ خراب نے تو عذاب میں جان ڈال ہے پہلے لفظ  
 ابلیس کا مجاز ہوا قوت انسانی سے اور دعویٰ کیا کہ ابلیس و شیطان سے وہی قوت بہیمہ راہ ہے  
 جو آدم کے بدن میں موجود تھی جب دس قوت کا ہی پتہ نہ پاتا تو اب اوسکا ہی مجاز بچکا کہ قوت  
 شہوانیہ یا غشیہ وغیرہ کو مجاز بہیمہ کہا گیا ہے خیر بہتوشن لیا مگر ارشاد فرماتے کہ بہیمہ کی نسبت  
 کیا ہے اور اوسکے واسطے جو نام تجویز ہوا ہے اور خطاب فرمایا ہے اوسکو سرکشی خدا تعالیٰ  
 کے ساتھ کرنے سے اور نافرمانی سے کیا علاقہ ہے آچہا یہ بھی جانے دو اتنا ہی جواب دو  
 کہ نام قوت کا بدلنا تو انکی خاص اصطلاح ٹھہرے گی بہر کیا ضرور ہے کہ وہ اصطلاح تمام اہل اسلام  
 مان لیں یہ بھی سہی مگر ارشاد کیجیے کہ نام بدل دینے سے کیا تعریف ہے بدل جاتیگی یہ تعریف تو  
 بہیمہ کی علم و حکمت اور شرع میں کہاں مذکور ہے کہ اوسکو ریح کے ساتھ عداوت ہے اور  
 روح اوس سے عداوت رکھتی ہے اور اوسکا صرف کام و وسوسہ ڈالنے کا ہے اگرچہ کتب  
 علم طبع فلسفیت و شریعت میں ایک ہی قوت ایسی نہیں مذکور ہے جیسے آپ کے بیان کے  
 مطابق تعریف صادق آتی ہو نہ قوت غشیہ کا یہ کام ہے نہ قوت شہوانیہ و شوقیہ کی وہ تعریف ہے  
 یتنون اقسام اصلی قوی کے اور اوسکے اصناف ملاحظہ فرمائیجیے کہ اوسکا مہر اور لازم و تعریف  
 کیا ہے اور وہ کب جو محسوسات میں حرارت غریبہ سے مرکب ہیں اور اوسکا کب یہ فعل ہے و نہ

روحانی  
نورانی  
نورانی  
نورانی  
نورانی

وہ نوب کی سب سے پہلی تالیف اور خدام میں اگر کوئی لکھتا تو روحانی پر غلبہ دلاتی ہیں تو ہی لکھتا  
روحانی ہرگز دشمنی روح میں داخل نہیں ہے بلکہ تقویت روح کو چاہتی ہیں اور غصہ کو اور ارواح  
جوانی طبعی و نفسانی کو قوت دیتی ہیں اور قوام بدن اور حس درست ہے نہ ہر قسم کے لذائذ معنوی  
فی الشیخ میں تو عداوت محضہ کے کیا مضامین بخلاف ابلیس کے کہ وہ محض عداوت و اضلال ہی  
کرنا ہے یہ کہ کوئی ایک تقریر کسی علم سے مطابق ہو سکتی ہے اب ہم باقی تقریر جناب مخاطب پر ہی  
خدا نجات بیان کرتے ہیں قولہ میرا نام آدم کو تھا قول اپنے تین الکلام میں سوای ابو البشر  
آدم کے ایک اور آدم کا وجود قائم کر کے اوسکے ثبوت میں یہ آیت پیش کی ہے اِذْ قَالَ  
سَرَّابُكَ الْمَسْكُوتُ كَقَرِئَةٍ جَاءَ عَلَى كَلْبٍ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً لِّكَ لَيْسَ ظَاهِرٌ بِكَ سَارًا  
قصہ خلیفہ بنانے کا اور ملک کے ساتھ سوال و جواب ہو نہکا اور تعلیم اس کا بیان جو کہ قرآن میں  
میں ہے اسی آیت سے شروع ہو کر ساتہ حرف عطف کے آخر تک چلا گیا ہے اور وہ ایسے آدم  
اول سے متعلق کیا جو ہم کو گونا گواذا اور حضرت حوا کا زوج نہیں تھا بلکہ ایک تین الکلام میں  
قول ہے کہ وہ آدم پہلا مرد و ماہ ساتہ پیدا ہوتے تھے اور انکی غذا نباتات زمین تھی انکی  
تھی اور اوسکے بعد کئی آدم پیدا ہوتے ہیں انک کہ حضرت ابو البشر پیدا ہوتے تو زمین  
تھی اور سپر کئی قسم نباتات کی تھی صرف شہنم روی زمین کو نہ کئی تھی کہ اب ہرگز نہ آدم میں آیت  
نور کو کہ حضرت ابو البشر کی شان میں تو اوردیکر اراشا ہوتا ہے کہ خدا نے انکو اپنا نائب زمین بنایا  
اور فرشتہ ظل مجاہتے رہے لہذا میری یہ عرض ہے کہ باب اول تو ریت کی تفسیر کو اور حال کی تقریر  
حضور مطابق کر دیکھ کہ وجہ اختلاف کی آپ ہی کی دونوں تالیفات میں کیا ہے اور یہ کیا علم  
یقین تفسیر قرآن کا ہے کہ جس وقت جیسا داہمہ پیدا ہوتا ہے ویسے ہی منہ آیات کے ارشاد  
ہوا کرتے ہیں اسکے بعد یہ ارشاد ہو کہ آدم اول جہا ذکر تین الکلام کی تفسیر باب اول میں ہے  
قرآن و حدیث سے آپ کو گونا گوت کرتے ہیں جو اس قدر کمذہب کہ خدا کے کلمات اور مخلوق پر  
ہیں واسطے ثبوت آدم اول کے کافی نہیں ہے لہذا لالہ للعالم علی الخاص بیان  
ثبوت ایک فرد خاص کے وجود کا چاہیے جسکے آپ معی ہیں اور تو ریت کی مطابقت ملت  
اسلامیہ سے کہ سب میں ہر کہ حضرت و الامتداد آدم کے وجود کو ماننے میں ہر آدم مجازی

جو واسطہ بیان کرتے تفسیر غلط آیات قرآن شریف کو آپ کے سامنے حاضر ہوا تھا کیونکہ جاننا کہ وہ  
حضرت ابو البشر تھے جیسا وہ سارا قصہ ملائکہ مسجد، جنت و آخرت و الہیوں نیز کا مجاہد ہے بنایا گیا ہے۔  
اصلی آدم ہی نہ تھا ہماری آدم اور مجازی قرآن اور مجازی خدایٰ ہمیں ہوگا اور خود خدا ہی ہمارے  
میں مجازی تھے تو یہ تحریر بھی نالبا وہی خیالات مجاہدین ہم سمجھتے تھے کہ آپ جتنی تفسیر جاری مسلم  
اور متبول قرآن شریف کے بیان کرتے تھے کہ یہ نو کوئی وہی آدم نام ٹھکانہ شیطان حاضر ہوا ہو کہ  
اپنے خالق کا نام ہی نہیں جانتا نہ پہچانتا تھا کہ مجھ کو کس نے پیدا کیا اور جب وہ پیدا ہوا تھا تو  
وہ ان ہی شعبہ کے سوا اور سپر کچھ تھا پھر وہ باغ عدن جس کو جنت ٹھرایا جاتا ہے کہاں سے آیا  
ہوگا شاید للو مالی اور کل کو کہاں اوی آدم خیالی کے ساتھ کیڑے مکوڑوں میں بہرے چلتے پرتے  
چند آدم گذشتہ کی نسل سے مل گئے ہونگے لاکھ پہر تعجب ہے کہ زمین تو سنسان تھی وہ کیڑے  
مکوڑے پرند پرند کہاں سے آئے ہونگے اور جنکی غذائیات ہے وہ کیا کھاتے ہونگے اور کیڑے  
جیسے ہونگے شاید للو کاو کے باغ کا سبز بیگانہ بھاتا ہوگا مگر وہ بھی کہاں تک در کس قدر ہوگا اور  
اور سپر وہ ہے کہ جب وہ آدم پیدا ہوا تو حضرت کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے وہ مفضل لطفہ  
جو درخت کے تخم کی طرح تھکے سے ہی باریک اور راتی کے دانے سے ہی چھوٹا تھا اوی ہیں  
نبوت اور خلافت ہی چھپی ہوئی تھی پھر یہ بات حضور کے معارف اور حقائق سے بصیرت  
معلوم نہ تھی کہ وہ لطفہ کسکے اعضا و تناسل سے نکلا تھا اور کسکے لطف میں ٹھہرتا شاید کچھ  
لطفہ ہوگا اور زمین میں گر پڑا ہوگا اور زمین میں غایت جم غوث کی پیدا ہوئی ہوگی اسی ہوگا اس کی طرح  
جما ہوگا مگر شکر ہے کہ جانوروں نے وہ گھاس نوش جان نہ کی حضرت آدم خیالی بچ گئے مگر پھر  
لطف یہ ہے کہ منجس میں نہ پھارہ کو وہ وہ پیٹے کو ملا ہوگا نہ کوئی سامان خدا کا ہوگا نہ خود اسی  
عقل نہی کہ سپین میں کوئی فکر غذا کی کر سکتے ہاں شاید للو کاو کی جوڑوان بھی ہوگی اور وہ  
پرورش کر لیا ہوگا اور اپنے باغ میں اوٹھا کر لیتے ہوں گے یا شاید کسی سوڑیا گئے یا پھر وہ  
جانور وحشی و زند کی ماویہ نے وہ پلایا ہوگا جو کہ حضور کی تحقیق ہوا و ماہی بی کو ذریعہ سے  
یا آدم مجازی کے معارف و حقائق میں ثابت کر لیا ہو لڑنا ہو جائے کہ اس بارک بنگے  
کی برائش میں بلوغ تک پورے پورے میں موافق قاعدہ خیر کے یا کسی آیت و حدیث کے کوئی

واقع ہوئی تھی چونکہ آدم وہی ہر وقت پیش نظر رہتا ہے ابلی بار اوس سے یہ سوال نہی کر لیا  
کہ داد ا جان خدا نے فرشتوں سے کیا کیا کہ آدم کو سجدہ کرنا اور یہی فرمایا ہے اِذَا تَخَفْتُمْ  
فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ اس سے معلوم ہوا کہ بعد نفع  
روح کے وہ سجدہ واقع ہوا اور ابلیس نے انکار کیا اور کوئی لفظ کسی آیت کا ایسا پایا نہیں جاتا  
ہے کہ بعد نفع روح کے مثلاً انا راہ برس تک سجدہ میں توقف ہوا تھا حرف اذ کے بعد  
تقصیب کی بھی موجود ہے مشرقی تعلیم یافتہ کٹھ ملا اور سخی ڈاڑھی اور اونچے پانچپے و عمامہ و سبیلے  
لوگ کہتے ہیں کہ بعد نفع روح کے کوئی زمانہ ابوالہ بشر کے بچپن کا قطعی ثابت نہیں ہوتا ہے بلکہ  
اونا کا قلب ایسا تیار کیا گیا تھا کہ نفع روح ہوتے ہی فرشتوں نے سجدہ کیا اور عالم اسما عقدا  
ہوا اور انکو حکم ہوا کہ جنت میں رہیں فرض کیا کہ اگر عرصہ قلیل تک وہ زمین میں ہی قبل داخل ہوئے  
جنت سے رہے ہوں مگر جو ان عاقل عالم فرشتوں کے اوستاد خدا کے خلیفہ تھے اپنے رزق کی  
آپ فکر کر سکتے ہونگے مگر ہنگامہ ایک کڑا جو بڑھتے بڑھتے سالہا سال میں جو ان ہوا اوسے کیونکہ  
اپنی پرورش آپ کر لی اور وہ کسکے بطن سے کسکے لطفہ سے پیدا ہوا تھا اور عالم اسباب میں  
داد ا جان جب آپ پیدا ہوتے تھے تو اوس روز حضور نے کس کا دم وہ پاتا تھا خداوند بزرگ  
آپ کی تربیت ہماری سمجھ میں نہ آتی ذرا پر بنا دیجیے اور کسی آیت قرآن سے ظاہر کیجیے اور جو کچھ آپ  
سے وہ حضور ارشاد فرمادیجیے اور اگر آپ کو داد ا جان مہربان ہوں تو ذرا اون سے اس آیت  
کے معنی بھی پوچھ دیجیے وَمِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى  
یہ تو ظاہر ہے کہ آدم سو سو م نے جنت حقیقی کی کیسی صورت ہی نہیں دیکھی جو کچھ حال گذرا ہے وہ  
بانج عدن ہی میں گذرا ہے تو وہ تینوں ناچن زمین سے پیدا ہونے کی اور پھر زمین میں جاوے  
کر نیکی اور پھر زمین ہی روز قیامت تک کی نہایت خوبصورتی سے بیان کرینگے ہم لوگ تو موسیٰ اور  
محمد صلعم کے زمانہ کے تعلیم یافتہ لوگوں کے اقوال سے سننا زیادہ کنوین میسین حال کو زمانی کی  
بچپنوں کی تحقیق پیدائش اور تربیت و غذا وغیرہ مایحتاج بچہ دور و زمانہ آدم کی کیا ہو  
اور اونکی حالت لطفہ میں برائی کے دانے سے بھی چھوٹے ہونے کی حالت میں کوئی صلب اور بزر  
متعین کر نیکی باسب میں کیا رہا ہے آخر تو وہاں پر تفسیر قرآن شری گئی ہے یہاں ہی کوئی

افادہ ناز و لطف بے اندازہ حاصل ہو گا فائدہ میں سے جو اس تفسیر میں بجا کہ کتاب  
تبین الکلام مولفہ حضرت مخاطب کے ایک دوسرے آدم بیان کیا ہے مناسب سمجھتا ہوں  
کہ انتخاب عبارات کتاب مذکور کا یہی لکھ دوں تاکہ ناظرین اس رسالہ کو تلاش کر سکیں  
جائی رہے تو رات کی کتاب پیدا اللہ میں یہ عبارت ترجمہ کی تھی اور کہ خدا نے بنا دین ہم  
آدم کو اپنی پرچہ تین سے باند اپنی شبیر کے اور غالب ہو چکیوں دریا پر اور پرند اسمانوں پر  
اور خوبیاؤں پر اور ساری زمین پر اور شب ریگنے والوں پر جو رینگتے ہیں زمین پر جناب  
مخاطب نے اسکی مطابقت ساتھ ملت اہل اسلام کے اس تفسیر کے ساتھ کی ہے  
مطابقت قرآن مجید اور حدیث سورۃ ۲۶ وَاذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ  
فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً اور جب کہا تیرے پروردگار نے فرشتوں کو مجھے بنا نا ہے زمین  
سے ایک نائب بلقظہ جب حوالہ آیت کا دے چکے تب جناب موصوف تفسیر تحقیق لفظ  
آدم پر متوجہ ہو کر فرماتے ہیں آدم یہاں یہ سوال ہے کہ یہ آدم جسکو خدا نے پیدا کیا وہی  
آدم ہے جسکا ذکر دوسرے باب کے ساتویں درس میں اپنے باب اور کوئی آدم نہا یہ سوال  
ایسا ہے کہ لوگ اسکے جواب کو دیکھ کر تعجب کر سکیں اور کہ وہ زمین کہ اسکو ایک نئی بات سمجھا  
مجھو ہی اسی طرح مجرم ٹھہراوین جن قلعہ کلیلیو کو زمین کی حرکت پر مجرم ٹھہرایا تھا مگر میں مجبور ہوں  
کیونکہ کتاب اقدس جس پر میں مضبوط اعتقاد رکھتا ہوں نبی ہدایت کرتی ہے کہ یہ آدم اور نہا  
اور وہ آدم ہمارا باب جسکا ذکر دوسرے باب کی ساتویں درس میں ہے اور نہا اور معلوم  
نہیں کہ اسکے درمیان میں اور کتنے آدم گذر گئے اور کتنی پشتیں حیوانات اور نباتات کی  
اس درمیان میں ہو گئیں سورہ کہف میں ہے لَوْ كُنَّا اِلٰهًا مَّا كُنَّا لَمْ يَكُنْ لَنَا اِلٰهٌ  
رَبِّیْ كَفَيْدَ الْجَحْرِ قَبْلَ اَنْ يَنْفُذَ كَلِمَاتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِ مَا كُنَّا  
اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی مخلوقات ہر دو حدی و یکواہل درس میں خدا نے  
اس آدم کا بنا نا چاہا اور ساتویں درس سے ظاہر ہے کہ اسکو پیدا کر دیا اور اسکو اکیلا نہیں  
بنایا بلکہ زوادی جوڑی کا جوڑا بنایا اسے قولہ یہاں خدا نے بنایا تھا وہ سب پہ چکا تھا کوئی  
بات اس میں ہونی باقی نہیں رہی تھی اب غور کرو کہ دوسرے باب کے ساتویں درس میں

ہمارے باب آدم کے بنانے کا ذکر ہے وہاں مذکور ہے کہ اب تک لیجئے ہمارے باب آدم کی پیدا  
 ہونے تک میدان کے سب نباتات زمین پر تھے اور میدان کی سب گھاس نہ او کی تھی اور درخت  
 پہلے آدم کے پیدا ہونے سے پہلے تمام نباتات او کی چلی تھی پہلے آدم کو سب نباتات کے پھل کھانگی  
 اجازت دی تھی اور اس ہمارے باب آدم کو سب رختوں کے پھل کھانے کی اجازت تھی اور اس کو  
 کو خدا نے جوڑا بنایا اور اس آدم کو اکیلا بغیر جوڑے کے بنا کر باغ عدن میں رکھا اور ہر اوستے پہلی  
 سی اور سکا جوڑا پیدا کیا اللہ بعدہ باب دوم میں آدم ثانی حضرت ابو البشر کی پیدائش میں جناب صوفی  
 لکھتے ہیں ۵ پہلے درسون سے علامتہ ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ تمام مخلوقات کی پیدائش کا بیان کرچکا  
 اور جو کچھ اوستہ کو پیدا کرنا تھا وہ پیدا کرچکا اب اس مقام پر جو پہر پیدائش کا ذکر شروع کیا ہے اسکی نسبت  
 یہودی اور عیسائی یہ بات کہتے ہیں کہ پہلے تمام چیزوں کی پیدائش سلسلہ وار مختصر بیان کی تھی آ  
 اوتھین میں سے بعض چیزوں کی خصوصاً جو آدم کی پیدائش کا مفصل حال بیان ہوتا ہے مگر  
 یہ بات ٹھیک نہیں معلوم ہوئی کیونکہ اوس درس میں بیان ہو کہ اب تک درخت بنتے اور گھاس  
 نہ او کی تھی اور خدا نے یمنہ نہ برسیا تھا اور آدم تھا کہ زمین کا کام کرے اس بیان سے صاف پایا جا  
 کہ جو کچھ کارخانہ اشجار و حیوان کا پہلے پیدا ہو چکا تھا وہ سب برباد ہو گیا تھا صرف آسمان و زمین بکٹی  
 تھی مگر اوسیر کے اشجار و حیوان مع انسان کے کچھ باقی نہیں رہا تھا اور زمین خالی اور سنسان تھی  
 پھر خدا نے اوستہ کو آباد کرنا چاہا اور ایک اور آدم کو پیدا کیا اور پھر زمین کو آباد کیا زمین اسباب  
 تھی مگر زمین خالی اور ویران پڑی تھی اور بنیم زمین کے منہ کو نہر کو تھی تھی بظہر حق اقول آتی  
 اوار کر چکے تھے کہ جب آدم ثانی پیدا ہوتے تھے تو زمین سنسان تھی نہ او نہ اشجار تھے نہ حیوان انسان  
 ایسے آدم ثانی کو پیدا کر کے آباد کیا گیا اب جو آدم خیالی نے بیان کیا کہ میں نے اپنے تین بیٹوں الیشی و یلیر  
 پایا مگر بنانا کہ کس طرح بنا اور کسے بنایا میں نے اور یہی بہت سے چرند اور پرند کر کے مکوڑے دیا  
 میں دیکھے ہیں سمجھا کہ جس طرح یہ بنے ہونگے اسی طرح میں ہی بنا ہونگا جب میں زمین سے نکلا  
 تو بال سے بھی باریک اور راتی کے دانہ سے بھی چوڑا نہنگا تھا اللہ فرماتے وہ سب کچھ کھان تھا اور  
 اگر اب یہ فرماویں کہ جس وقت سے آدم راتی کو دانے سے بھی چوڑے اور نہنگے سے بھی باریک پیدا  
 ہوئے اوسی وقت او کو باغ عدن میں ڈالا گیا تھا اور وہاں ہو کہ پیاس تھی تب بھی مشکل غلجی

کیونکہ جنت کو آپ باغ عدن و نیایشی کا کیون نہر اورین اور قول اشخاص ظاہر الخطاب ہی  
ایمان لا دین مگر معرفت کامل قلنا با اذہا استسکن انتہ و ذکر جاک الجنت صاف موجود ہے جس  
معلوم ہوتا ہے کہ بعد پیدا ہو چکے حضرت حوا کے اوس باغ عدن میں جانیکی اجازت ملی تھی  
اور اوس کی وہ تعریف سبحانک ان لا یفصح قہسا ولا تعری وانک لا یطعمونہا ولا یضیی  
لینہ نہ ہوگا ہوا دوسمین نہ شگاہہ پیاس لگے تجھ کو نہ وہوب اگرچہ یہ شان کسی باغ دنیا کی نہیں ہے  
اور جنت حقیقی پر الفاظ آیت کے دلالت کر رہے ہیں مگر اس کی بحث رہنے دو تب پیدا ہوئے  
اپنی جو روحا کے جوانی کی عمر میں اوس باغ میں گئی تھی تو اوس سے پہلے کیا صورت پرور  
ایک دن کے بچہ کی ہوتی تھی اسی اصل آدم جنابی نے انکو بڑا دھوکا دیا اولاً جو آیت پہلا آدم  
کی شان میں تھی وہ اپنی شانین جہادی دوسرے زمین الکلام کی تفسیر بھی انکو بھلا دی فتدبر  
قوله تمام قوتین حیوانی والنسانی و ملکی و شیطانی اوسمین تھیں اہم اقول اگرچہ  
قوی کی ہم اوپر لکھ چکے ہیں مگر اس مقام میں اتنا اور بھی لکھتے ہیں کہ تمام قوی میں قوت  
علم و عقل خیر و شر بھی ضرور داخل ہے اور آپ خود ہی فرماتے ہیں کہ لطفہ آدم میں سب سے  
تھے اور یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ جو کچھ ماکے ہیٹ سے لیکر لکھنا ہے وہ ضرور واقع ہوتا ہے پس  
قوت علم و عقل جو آدم کے لطفہ خواہ مادہ وجود میں تھی کیونکہ شجر ممنوعہ قرار پا دے گی لیکن  
حاصل تقریر تین الکلام و تحریرات جدیدہ کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ قوت عقل و علم خیر و شر کی آدم  
کے سامنے پیش کی گئی اور منع کیا گیا کہ اوس کوست قبول کر دے قبول کر لیا پس وہ علم شجر ممنوعہ  
ہے اور اوس کا قبول کرنا بار بابت کا اوشا ہے اور اوس کا استعمال شجرہ کا کتنا ہے حالانکہ تمام  
قوی کا پہلے سے آدم میں موجود ہونا اقرار کر لیا گیا اور قوت عقل ہی ضرور تمام قوی میں داخل  
سمجھی جاوے گی کیونکہ آپ تسلیم کرتے ہیں کہ شجرہ علم و عقل اس واسطے کہا جاتا ہے کہ علم کے واسطے  
عقل لازم ہے لامحالہ شروع پیدا ایش سے قوت علم و عقل آدم میں موجود تھیں اور آپ کا یہ بھی  
اقرار ہے کہ تمام قوتین آدم کی اطاعت کرتی تھیں مگر ایک قوت بہیمہ سرکشی کرتی تھی تو بہر پیش  
امانت کا اور منع کرنا آدم کو کہ علم و عقل مت لو اور گنہگار ہوئے آدم کا اوس قوت کے کام میں نہ  
ہے جو اوس کے خیر میں موجود تھے اور جس کو ملکوتی ہونے میں کلام نہیں ہے کیونکہ صبح شکر گناہ



سے کہ نجات انسان کی آپکی تفسیر میں مندرجہ استعمال تمام قوای ملکیت و شیطانیہ پر حیران و کربش سے لیکر نکال دینے والے جو اسکے لفظ میں چھپے ہوئے ہیں تو کیونکر خدا تعالیٰ حکم دنیا کو قوت علم و عقل کو استعمال نہ کرنا بلکہ ایسا ہی نہ پاسیے فافہم پہلے عبارت اپنی تمہین کلام کی ملاحظہ فرمائیے

اس تمام کلام کا جو الہام کی زبان سے نکلنا صرف استدلال ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اس میں جان و الیٰ تو انسان مثل اور جانور کے محض بے عقل تھا اور اس میں خود کسی بات کی بھلائی نہ تھی جیسے گا مادیہ نہ تھا جس قدر کہ خدا تعالیٰ بتاتا تھا اسی قدر جانتا تھا اور اس سے غیر مکلف اور محض بے گناہ تھا اور کسی قسم کی موت کا اور سکون اندیشہ نہ تھا کیونکہ جو کام آدمی نے وہ اپنی سمجھ سے نہ تھے خدا نے ماہیت پہچان بھلائی اور برائی کی اور اسکے سامنے ظاہر کی اور یہ بات جن آدمی کو اس کو موت اگر لوگ تو ایک قسم کی موت مر جاؤ گے یعنی ایک سخت مصیبت میں پڑو گے اور اپنے کام کے خود ذمہ دار ہو گے ہر ایک بات بھلی یا بُری خود تمکو سمجھ کر کرنی ہوگی اور پہلے کام کا بھلا اور بُرے کام کا بُرا پہلے پاؤ گے انسان نے خدا کی نصیحت کو نہ مانا اور علم خیر و شر کو حاصل کیا اور انسان نے اپنی نادانی و بیوقوفی سے خواہش کی کہ وہ صفت پہچان نیک و بد کی اور اس میں ڈالی جاوے بلکہ اب حال کی تحریر ملاحظہ ہو تمام قوین جو الیٰ اور انسانی ملکیت و شیطانی اور اس میں اطاعت و فرمانبرداری میں حاضر ہیں جس پر وہ ماسور ہیں اور انکو کڑی اور اپنے کام میں فرما رہی ہیں خطائیں کرتی ہیں مگر ایک قوت الہیہ کا حضور ایسا کہہ سکتے ہیں کہ تمام قویٰ میں قوت عقل جو لازماً علم ہے داخل نہیں ہے اور وہ خاص قوت عقل موافق عبارت تمہین کلام کو ایک خاص قوت سن بلیغ میں سامنے کی گئی اور لینے سے منع بھی کیا مگر آدمی نے لوئی حاشا و کلام اور اگر عموم و اختلاف اپنے الفاظ میں خیال نہ کر کے تطابق ہر دو تالیف کی خاطر سے ایسا ہی جواب ملیگا تو فقیر دوسری عبارت بھی ذہن میں حاضر کرتا ہے وہ پیش کر کے خاطر جمع کر دیگا

یعنی آپ نے خدا کے فضل سے یہ بھی اقرار کیا ہے کہ جس قوت کا نام شجرہ ہے اور جسکے پتوں سے آدمی ممنوع تھے وہ آدمی میں پہلے سے موجود تھی چنانچہ آپ نے فرمایا ہے تمام قوتیں مجھ میں ہیں تمہیں میرے کام میں آتی ہیں ایک قوت مجھ میں ہی مگر میرے کام میں نہیں اور سکون کام میں لانا تھا جب میں ہڑا ہوا اور میں نے شجرہ کو کھینچا اور اسی زمین قوت لہو قوت ہمدہ نے مجھ کو تباہ کیا اس سے

یہی کام ہے اہم تمام عبارت شروع رسالہ میں دیکھ لیجیے اتنوصاف ظاہر ہو گیا کہ عبارت لفظ  
 سابق و حال میں موافقت نہیں ہے ہر دم نیا خیال ہے اور حافظہ شریف کا یہ حال ہے غالباً  
 الہام سابق الہام جدید سے نسخ ہو گیا ہو گا جیسے قرآن کی آیات میں نسخ و نسخ ہونا ہے  
 قوبہ تو بہ حضرت مخالف کو میں نے سنا ہے نسخ و نسخ آیات کی بھی الحار ہے اترو سنت و سواہی  
 ہوئی قولہ مگر ایک قوت نہایت قوی و تشرکشی تھی وہ میری کوئی خاصیت نہیں  
 کرتی تھی حتیٰ حال میں نے جان لیا کہ وہ میری دشمن ہے اہم اقول قبیل الکلام  
 اور تخریر جدیدہ سے پایا جاتا ہے کہ قوت علم و عقل سے حضرت آدم قبل مرض امانت اور سن بلوغ  
 کے بے نصیب تھی اتنا فرق ہے کہ تین الکلام سے وجود ہے قوت کا منقود تھا اور تخریر جدیدہ  
 موجود تھا مگر استعمال او سکامعدوم ثابت ہوتا ہے ہر کیف علم و عقل جاسیے موجود ہو چاہے نہ ہو کلام  
 میں نہ اتنا تاہر آپ کے آدم خیالی نے قبل استعمال تخریر علم و عقل سے کیونکہ جان لیا تھا کہ وہ میری دشمن  
 ہے کیا دشمن و دوست کا پہچانا اور جاننا علم خیر و شر سے خارج ہے قولہ وہ بھی جاتی تھی کہ  
 میں تیری دشمن ہوں اقول او سو قوت آدم تو عقل اور جانورون کے محض ہے عقل  
 تھا کہانی تین الکلام میری قوت کس کو جاتی تھی اور محض ہے عقل سے کیونکہ سرسجائی تھی اور  
 کیونکہ کسی دوست کہی دشمن اسی جانور عقل کی سمجھ میں آتی تھی قولہ خدا نے مجھ کو  
 جگہ ڈال دیا الی قولہ نہ کپڑا پہننے کی حاجت ہوتی تھی اقول وہ جگہ قرآن حدیث  
 سے کہاں واقع ہوئی ثابت کر دو گے کس مقام میں ڈال دیا تھا اور لا تجوع ولا تعری کے معنی  
 خود ہی آپ بیان کر چکے ہیں کہ نہ ہو کہے رہو نہ تنگ رہو نہ کپڑا پہنے نہ تنگ رہتے تھے اور  
 دوسری میں ہے لَا يَفْتِنُكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَفْتَنَ ابْنَ مَرْيَمَ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْغَايِبِينَ  
 لَبَّاسَهُمْ لَكِبْرٌ مَّا كَانُوا فِيهِ آيَاتٍ لِّكُلِّ شَيْءٍ عَذَابٌ عَظِيمٌ اس کے ترجمہ میں خود حضور اعلیٰ تین الکلام میں لکھ چکے ہیں اب کہاں  
 تم کو شیطان جیسا نکالے گا تمہارے ما باپ کو باغ سے اور وادے سے اور کپڑے کو کپڑے سے اور کپڑے کو کپڑے سے اور  
 عیب او کی طرح سواۃ کا ترجمہ عورت نہیں کیا بلکہ خدہ قیصر میں ملاوہ اسی طرح لباس کا  
 ترجمہ تقویٰ نہیں کیا ہے بلکہ کپڑے کا لفظ لگا اس سے تو اب اپنے معنی تمہاری سے کیونکہ تبادر  
 کر کے بات بناتی جاتی ہے خوب ثابت ہوا کہ دم لباس پہنے تھے اور گناہ کر چکی تھیں اس سے

وہ حلقہ جنت بدن سے گریڑا اور برہنگی سے شرمانے لگے اور چون بسے جنت کو بدن کو چھپانے  
 لگے چنانچہ برہنگی اور چھپانا بدن کا تینوں سے آپ نے خود ہی تین الکلام میں مان لیا ہے مگر  
 جوڑنے لپٹے اور پتے جنت کے انکی عبارت میں موجود ہے ہر اگر وہ پہلے سے برہنگہ چوتھے تو  
 لباس اور لگا کیونکر چھپن لیا جاتا اور اگر ہمیشہ کے عادی برہنگی کے ہوتے تو جان لیتے کہ خدا نے  
 ایسا ہی رکھا ہے جس حالت کو خدا نے دیا ہے اوس میں کیا شرم تھی جنت کے تینوں سے بدن  
 چھپانے کی کیا ضرورت تھی مثلاً برہنگی اب ہی اپنی منکوچ بی بی کے روبرو شدہ عارضہ نہیں ہے اور  
 اویس طرح کو نڈی کے سامنے جو ملک میں ہوا و سو قہی ہی خیال ہوتا ہے کہ خدا نے اس برہنگی  
 سے منع نہیں کیا ہے ہر کیون شرم آدگی مگر غیر کے سامنے برہنگہ ہونا نہایت شرم میں داخل  
 ہے وہ اس کی وہی ہے کہ خدا کے حکم کے خلاف ہے اگر آدم و حوا قبول آدگی پہلے سے برہنگہ  
 ہوتے اور کوئی نہی اوس باب میں وارد ہوتی تو کیون شرماتے اور جب کہ وہ ان کو قی غیرت  
 اور خلوت میں برہنگہ ہونا اپنا ہی کبھی انسان کو باعث شرم نہیں ہوتا ہے تو ہر آدم جنت میں  
 کیون شرماتے مان پہلے سے جب حلقہ جنت پہناتا کبھی بدن سے جدا نہ ہوتا تھا کیفیت جنت  
 جو شرمای عصیان میں پیش آتی تو شرمانے کی جگہ نہی اور خلاف حادثہ مستمر جو حالت جمعیہ کی  
 تو چونکہ جو چکر بدن چھپانے لگے جیسا کہ قرآن شریف کے توافقی آیات سے پایا جاتا ہے پس  
 آدم خیالی کی تقریر محض و سوئے شیطانی ہے و گریچ قولہ وہ جاسٹے ستے کہ اوس سے  
 کام نہ لگا اقول ہرگز کوئی قوت عاقل اور عاقبت اندیش و عقل انسان سے ہی  
 بڑھ کر وہی علم و ذی شعور نہ تھی اس لیے دعویٰ کو برہان سے ثابت کیجیہ اور یہ حلقہ کی عبارت  
 کہ اوس قوت سے کام لینا کمال کا یہی سبب تھا اس لیے اوس دشمن قوت نے ہنگامہ الہی قابل  
 غور ہے کہ جب وہ قوت روح کی دشمن تھی تو کمال پیدا کر نیکی اسباب حاصل ہو نیکی ہرگز نہ  
 نہ کرتی کوئی دشمن اس لیے دشمن کو صاحب کمال دینی و دنیوی ہونا نہیں چاہتا ہے قولہ  
 میں نے جانا کہ اوس کے ساتھ بڑا قوی دشمن بھی لگا ہوا ہے اقول قبل اکل شجر  
 عام خیر شرم سے ہی آپ یہ مقولہ آدم کا لکھ چکے ہیں میں نے جان لیا کہ وہ میری دشمن ہے اوس  
 فتح یا نہ پیرا کام ہے اور وہ ہی جاتی تھی کہ میں تیری دشمنی کبھی نہیں چھوڑنے کی اہم نواہی

استعمال بجز علم عقل کے یہ کہنا کہ میں نے اپنے دشمن کو جانا قابل خود ہے قبل علم و بعد علم کا  
ایک ہی نتیجہ در باب علم شے غیر معلوم کے نکلتا ہے وہم لا یعلمون قولہ خدا فی اللہکارا اللہ  
اقول اولاً اللہکارا اور مطلق کا نام کرنا محاورہ میں متعارف کیفیت ہیں جبکہ قال ربک آسکے  
نزدیک سنائی شان ذات باری ہے لہذا مجازی ہو یا بیان کیا ہے تو اللہکارا جو خاص انسان کا  
کام ہے اس کا اطلاق ذات بے کیف پر کیونکر ہو سکتا ہے یہ تو لفظ اردو کا ہے محاورہ اور ذکر  
للہکارا بمعنی القاسی قلب اللہام کے نہیں آیا ہے نہ مجرورنا خوشی پر استعمال ہوتا ہے کوئی آواز  
شرط ہے ورنہ مجازی معنی بھی درست نہ ہونگے ورنہ دعویٰ فعلیہ البیان ثانیاً آپ کی یہ تقریر گزشتہ  
بدی کا یہ علاج سوچا کہ رہنا ظلمنا انفسنا لکما ذہن غور کے لائق ہے کیونکہ قبل استعمال قوت علم عقل  
سے آدم کو مانند جانوروں کے محض بے عقل و غیر فزی شعور تسلیم کیا ہے لامحالہ محض لا یعقل  
و جانور تکلف یا امور کسی امر وشی کے ساتھ نہیں ہو سکتا ہے ورنہ حالت بلوغ و قبل بلوغ ورنہ  
تکلیف وضع تکلیف میں کچھ فرق نہ رہیگا تو قبل استعمال قوت علم عقل کے آدم محض بگناہ  
سمجھے جاتینگے نہ تو گناہ شعری نہ عرفانی کچھ بھی صادق نہ آویگا بقی رہا عرض کرنا امانت کا لینے قوت  
علم و عقل کا وہ بھی اویسی زمانہ میں نہا جب آدم محض بے عقل جانور غیر تکلف نادان مطلق ناقص  
فہم و امر و نواہی کے تہ تو خدا کی مصلحت پر عمل کرنا نہ کرنا کسی طرح داخل پیمانی ہی یا گناہ صغیر یا بڑا کہ  
اولی کے بھی نہیں ہو سکتا بلکہ ایسے بے عقل جانور کے سامنے پیش کرنا قوت علم و عقل کا اول و سکر  
لینے اور نہ لینے کا اختیار دینا اور امتحان لینا وہ بھی فعل عبث ہوگا اور ہرگز قابل الزام و تخطیہ  
نہ تہا نہ حکیم مطلق کی شان کے موافق نہا خیر جو کچھ ہو سو ہوگا آدم کی خطا او سو قوت تک کوئی نہ تھی  
جب تک کہ قوت علم کو کام میں نہیں لایا تھا اور بعد کام میں لانے علم و عقل کے جب تکلف  
ہوا اور حیثیت نیک و بد و عذاب و ثواب و امر و نہی سمجھنے کی استعداد حاصل ہوتی تو کوئی گناہ نہ  
کیا اب فرمائیے کہ آپ فی حیل حصول پر تفسیر آیات قرآنی کی فرماتی ہے پہلی ہدیان کیا ٹھہریں گے  
واسطے عصی آدم ربہ فزی صادق کیسکا اور رہنا ظلمنا انفسا لکما ذہن کی ضرورت پر مکی اور اس  
اعتراف کا کیا جواب ہوگا کہ محض جانور بے عقل سے کیونکر فرمایا کہ اگر اس شجرہ کا پھل کھاؤ  
فکون من الظالمین غیر فزی العقول پر امر وشی اور اس کے ترک پر خابہ کہ جانا جنت سے



مگر ایک ذات واحد کسی قدر ملکِ حق تعالیٰ کی باقی رہی تھی کہ اس کی نسبت جو بڑی شاعت عقلی مریزا  
جو چاہے سو بوجھ پھر چاہے مگر صاف صاف کہنے کی حسرت باقی تھی سو ابھی بحثِ شیطان میں بڑا  
حوصلہ نکال لیا تقریرِ الزامی کا پردہ ڈال کر اپنے خیالاتِ طبعِ فرد کی بنیاد پر کسی تو خدا اور فرستے سے ہٹ کر  
بناتے گئے کسی ارشاد ہوتا ہے کہ سخنِ حق تعالیٰ عالمِ بالا معلوم شد حضرت کو پہلے کہ بولنے ہی نہیں آتی  
چراہی جدائی بل بظلم واہ حضرت ہماؤگ تو سمجھے تھے کہ تہذیبِ الاخلاق سکھاتی جاگی اور طرزِ تجویز  
عالمِ انہ بناتی جاگی یہ معلوم تھا کہ تہذیبِ الاخلاق سے مراد ہے سب دھرم اکابر دین کا بلکہ تہذیبِ عالم  
کا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم میں مجبور ہوں کہ مراد اب تجویزِ مانع ہے ورنہ تقریرِ الزامی و وعدہ  
کس کو نہیں آتی ہے اور جوابِ ترکی بہ ترکی لکھنے سے کسا قلم رک سکتا ہے بعد سب دھرم خدا  
رسول و صحابہ و ائمہ و ملائکہ کے پیارے مسلمان گو کہ شریف با عالم ہیں کیوں نہوں کس شمار  
قطار میں ہیں اب کس کی حضور سے شکایت کا موقع نہ رہا کہ خدا کا شکر ہے کہ خود ہی اقرار کر لیا کہ  
خدا نے آدم کو اپنا نائب بنایا اور فرشتے خل مچاتے رہے اور اب اس تقریر کا جو نتیجہ ہو خود ظاہر  
ہے کہ ایک جملہ جامع ہر تفصیل کا ہے کہ لا ینفی قولہ تمہارے اور تمام دنیا کی سمجھ میں  
آجائے کے لائق الخ اقول ہرگز تمثیلی زبان میں بیان کیا گیا ہے بلکہ ظاہر الفاظ سے ہی  
حقیقی پاتے جاتے ہیں ورنہ محکمات و مشابہات میں کیا فرق رہیگا اور تعریفِ ظاہر کی کج تہذیب  
اصول میں کسی ہے باطل ٹھہرے گی اور تمام محکمات قرآنی میں اسی قسم کی تشبیہات و استعارات  
و مجاز قائم کر کے دینِ اسلام سے دست برداری کرنی پڑیگی اور جو تفسیر کر اب حضور و اہل  
ایجاد کی ہے آخر وہ بھی احتمالی ہے نہ قطعی بوجہم یقین کسی ایک معنی پر نہ ہو سکا اور جب  
یہ فرمایا جاسیے کہ تمام دنیا کے سمجھانے کے واسطے خدا نے تمثیلی زبان میں یہ ماجرای بیان کیا  
ہے تو پہلے سب سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بعد صحابہ و تابعین بعد ائمہ فہم میں محمد بن  
معنی حقیقی سمجھ ہو گئے مگر افسوس ہے کہ کسی ایک ذہنی آپ کو موافق تفسیر آیات قرآنی کی نہ بنائی  
نہ کچھ ایسا دقیق مضمون تھا کہ حضور والا نے اس کے سوا بارہ سو برس تک کسی کو  
نہ سوچا سب کے نسب غلط تفسیر کرتے رہے اور رسول صلعم جیسا ان اور معنی ہی بولتے رہے  
قرآن سے بھی زیادہ شیطان کا وجود خارجہ و احادیث و سکھانا حلال آتا ہو بلکہ اگر حرام نہ سمجھ تو خواہ

صوابہ تو سمجھ سکتے تھے یہ کیا برا مشکل مسئلہ تھا کہ انسان میں ایک قوۃ البسی ہے جو اغوا کیا کرتی ہے باقی قوی و بسی نہیں ہیں اسی ایک قوۃ کو باقی رہا کر دو آدم ہی ذرا سی پیدا ہونے سے بعد جب جوان حاکم بالغ ہوتے تو خدا نے او کو بھی بھجا دیا تاکہ قوۃ منویہ سے ہوشیار رہیں۔  
 قصہ مختصر کو بیان کر دینے میں خدای تعالیٰ نے کیا دشواری سمجھی ہوگی اور رسول صلعم جناب  
 عمرہ حاکم و معارف بتاتے تھے کیا سخت مشکل میں پڑ جاتے خصوصاً ہمارے رسول صلعم کو  
 آپ نے اسی اس واسطے ٹھہرایا ہے کہ پتھر کے پائندہ تھے تو وہ ضرور اس مسئلہ کو حل کر دیتے اور ان کو  
 ہے کہ موسیٰ کے زمانہ سے آج تک آپ ہی ایک حکیم اور فلسفی ایسے پیدا ہوئے ہیں جنہوں  
 صحیح مینہ کلام الہی کے سمجھ پاتے ہیں تو خدا جانے پھر قرآن شریف کیوں کہ منجھو رکھو گا شاید قرآن  
 آئیکے نزدیک کسی سما کا نام ہے جو ہزاروں برس بعد کسی کو الہام کے ذریعہ سے حل ہو جائے  
 اور آپ یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے موافق کسی ور عالم و مفسر کا ہی قول ہے کیوں کہ او کی  
 ہدایت کی ہر گز یہاں آپ مدعی تفسیر جدید کے ہیں مجرد احتمال کافی نہیں ہے ہم تو اتفاق جہو  
 کا حقیقت وجود خارجی شیطان پر دکھائی ہیں آپ فرما ہجو سوائے مما الہی ربی کے کیا سند لائی  
 ہیں یہی صوفیہ زمانہ حال پر چار حرف سناتے ہیں قولہ ملک قوی کا نام فرشتہ دشمن کا  
 نام شیطان قوۃ علم و عقل کا نام شجرہ ممنوعہ حالت استعمال کا نام اکل شجرہ  
 ہے آقول قوی ہرگز ذی عقل و مختار اپنے افعال کے نہیں ہیں ہر ذہن کو یاد اور ہر ہوش کو  
 ہیں اور ملائکہ کا لفظ قرآن شریف میں معنی حقیقی پر محمول ہے کیونکہ **لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ**  
 ان کی شان ہے اور انہیں کا سوال جواب مذکور ہے جس کو آپ ہی فرماتے ہیں کہ فرشتے غل  
 مجایا ہے اور انہیں کے سامنے آدم کے اسماء تبارک سیکھ کر بیان کئے تھے اور وہی پکار  
 لگے **سُبْحَانَكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ** اللہ یہ سب باتیں کیونکہ قوۃ باصرہ  
 و سامعہ و ذائقہ و متخیلہ وغیرہ بشرطیکہ ہو سکتی ہیں اور یہی نہیں ہو سکتا کہ وہی لفظ ملائکہ کا معنی  
 حقیقی و مجازی میں ایک ہی جگہ استعمال ہو کوئی وجہ تقرر معنی حقیقی و تبدیل مراد لفظ واحد کی  
 نہیں ہے علاوہ اسکے آپ خود ہی اوپر کی نحو میں اقرار کر چکے ہیں کہ جب آدم رات کی کو دا  
 سو ہی چوٹے تھے تب ہی نام قوی ملک و شیطانی اوغین موجود نہیں اور قبل زمانہ بلوغ سے

ہی ایسا کام کر رہی تھیں ذرا ہی خطانہ کرنی تھیں صرف ایک قوت کام میں نہ تھی تو بہر اوستہ  
 قوی کو کس اسطے حکم دیا جانا کہ اطاعت آدم کی کرو اور جو قوت پہلے سے شیطان بنی ہوتی تھی  
 اوسکی نسبت آتی وہ اسنمبر حکم کے بعد فرمایا کہ چونکہ صحیح ہو سکتا ہے اور سب سے زیادہ بہت  
 انگیزہ امر ہے کہ تجربہ جدید میں آپ نے شجرہ و قوت علم عقل کو شہرہ باب سے نگرین البکلام میں سیدرہ  
 کو شجرہ علم جزو شہرہ تہاب ہے اور قاضی عیاض کے قول سے اور سکون زمین میں قائم کیا ہے اور شہرہ کی  
 جڑیں سے دوسریں چوٹی و دوسری آپ جاری ہونی تسلیم کر کے مطابقت قرآن کے ساتھ تو  
 کی کی ہے اور جب سیدرہ المقتنی شجرہ علم جزو شہرہ اور وہ زمین میں تھا تو وجود حقیقی ایک شجرہ علم  
 غیر و شجرہ کالام آیا و نہ دوسریں قوت اور زمین کس کے جڑیں سے نکلی ہیں اور دوسریں چوٹی  
 کہاں سے آئیں اسی رسالہ میں ہم عبارت اوس مقام کی تھیں البکلام سے نقل کر چکے ہیں  
 تو بعد تسلیم ایسے شجرہ حقیقی علم کے کیونکہ آپ فرما سکتے ہیں کہ معنی حقیقی شجرہ علم کے متذکرہ ہے لہذا  
 ہماری سے قوای انسانی مراد لیکتی اور کیا دلیل ہے کہ قوی ہی مراد ہوں کیونکہ غایت درجہ  
 ایک کوشش سے ایک لفظ مشابہہ شریک ہر ایک تاویل صحیح کیونکہ جو سکتی ہے لایعلم ناویلہ الا عند اللہ  
 یہ فرض محال اگر ایک لفظ کو ہم متشابہہ یا مشترک الہی مان لیں تب بھی البقیہ حضور کی قطعی  
 نہ ہوگی قندبر قولہ یہ آپ نے کیا فرمایا کہ خدا نے آدم و حوا کو پیدا کیا ہوا کو شہرہ  
 پر جواب ہی بنایا جو آپ تقد خلتا کم کم حضور نام قرآن میں ہے اور انسان لیلۃ  
 نہایت باریک بہنگے کے ماتر پیدا ہوتا ہے الخ اقول انہ تقریر سے جیسا آدم کا  
 لفظ سے پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے ویسا ہی حوا کا بھی واضح ہو گیا خیر آدم کی نسبت تو نہروسی  
 سوال ہے جو سابقہ گذارش کیا گیا کہ وہ لفظ کے صلیب نہایت کا تھا اور کسے رحم میں قرار  
 پایا تھا کہ حضرت حوا کی نسبت جو کچھ تھیں البکلام میں حضور نے ارشاد فرمایا تھا با و دلاتا ہوں

یعنی بات دوم میں لکھا ہے ۱۲ لغایت ۱۲ خدا تعالیٰ نے حوا کو مٹی سے پیدا نہیں کیا جسطرح  
 کہ آدم کو پیدا کیا تھا بلکہ آدم کی لیلیٰ میں سے پیدا کیا تاکہ اون دونوں میں زیادہ محبت ہو  
 یہ تقریر حضور کی بلا تکرار ہے اور دلالت کرتی ہے کہ حوا کا لفظ ہے کیا بلکہ مٹی سے پیدا ہونا  
 ہی ایسا انکار ہی تھا اب آدم خالی فرماتے ہیں کہ آدم و حوا پہلے لفظ میں رانی کے دانہ



چھوٹی اور بڑی کو سے ہی باریک بینی پہلے ان کا لطفہ میں وجود قائم کیا ہر صورت آدم و حوا کی بنی  
 جیسا کہ تمام ہی آدم کا حال یہ کہ چونکہ ایک سوال آدم و حوا کی نسبت تو مطابقت اب کی سول کہ اسے ضرور ہی اگر آدم کو  
 مستثنیٰ کرنا منظور نہ ہوتا تو صاف فرماؤ کہ میرا حال یہ اور جو اسی قاعدہ عام پر مستثنیٰ ہے بیٹا تمہارے سوال کا جواب  
 ایک قسم کا نہیں ہو سکتا یہ کہ میں نہیں فخر ترک کر دینا اپنی بات بنانے کی خاطر سے جائز ہے شاید اس مقام پر  
 جناب مخاطب یہ فرما دیں کہ ہم ایسی تحریر میں لکھ چکے ہیں کہ آدم کو ایک دن حوا کو اپنی پاس بیٹھا ہوا پایا اور  
 پوچھا کہ تو تم کون ہو وہ بولی یہانی میرا نام ہے اس میں نکلتا ہے کہ وہ جو ان پیدا ہوئی تھیں کہ چونکہ ان کو دیکھ کر آدم کو  
 ایسی ہستی آئی کہ او چلنے کو نہ لگتا تھا ان پر جانے لگے گیت گانے لگے گرا کا سارے عرض کیا  
 کہ جب آدم نے خود ہی لطفہ سے پیدا ہونا اور ہر صورت پر بنا اور جو ٹی سی بڑا ہونا اپنا اور حوا کا  
 موافق سوال کے مان لیا تو آخر جو کہی جانے ہوئی ہوگی بعد جانی کے یکایک آدم سے  
 ملاقات ہوئی ہوگی پس موافق قولین میں متعلق تحریر جدید کے موجود ہے اب کچھ چارہ نہیں ہے  
 کہ صاف ارشاد ہو جاوے کہ تینوں الکلام میں اور تالیف جدید میں مطابقت نہیں ہے  
 یا یوں کہو کہ تالیف جدید میں الکلام ثانی مانع الکلام اول کا ہے یا الفاظ سوال پر آدم کو  
 نے خیال نہیں کیا وہ تو آدم و حوا کی آواز کو کہتے ہیں اور تالیف بیان جانے اور مانجے کو دیکھتے ہیں  
 ہو رہے تھے اور میری طبیعت ہی وہی حالت کو کہنے میں موقوف نہی وجہاً نہ جیسے یہ مہذب علی صاحبہ کی تحریر  
 اقسام ممتازات میں میں نے دیکھی تو خود ہی خط میں لکھ چکا ہوں کہ آدم کی طرح میں بھی گنہگار  
 مگر مشکل یہ ہے کہ قبل سن بلوغ اور اکل شجر و علم سے حضور نے فرمایا ہے کہ آدم مثل جانور و غی  
 محض ہے عقل تیار ہو کر کوئی نگرانی نہ ہو اور کوئی ہی سوخت واجب الوجود کی حاصل ہو گئی اور اس  
 تالیف پر اگر ایسی دقت گیت گانے لگے اور ایسی مال کی تالیف بیان جانے لگے ابھی تو علم نہ  
 چھانے کا ہی اون کے واسطے حضور تسلیم نہیں کرتے ہیں چہ جائے علم انبی و اہل بیت ہونے  
 خدا کا قول کہ اگرچہ انسان ایک معجون مرکب تمام قوی سے ہے مگر ہر قوتہ اس پر  
 کام جدا جدا کر رہی ہے الخ قول سلیمان کہ انسان معجون مرکب ہے مگر بعد کہ کہیں معجون  
 کے اجزاء مفردہ علیحدہ علیحدہ ان میں کہ نہ ہیں نہ ہر اونسے بحث کیا جاتی ہے ہر قوتہ میں معجون  
 خاصیت اور راجع ہر ایک کو اپنی ہے کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ تریاق و ارقیہ میں ہر قوتہ ملائی ہے

وائل ہے وہ سمیت دکھانا رہتا ہے ہرگز نہیں بلکہ سمیت کو زائل کرنا ہے اسی طرح  
 اگر انسان سچوں مرکب ہے تو اب علحدہ علحدہ مفادات کے عمل اور خواص کو اس کے  
 قائم کیے جاتے ہیں فتنہ برآور اس مقام پر کئی سوال پیدا ہوتے ہیں اول آئینہ بین انہ  
 کا لفظ وارو ہوا ہے اور مرجع ضمیر کا نہیں ہے مگر انسان کامل اور انسان کامل نہیں ہے  
 مگر مرجع تمام قوی کے جنین قوت سرکش بھی شامل ہے تو رجوع ضمیر کا باعتبار عموم اور شمول کو  
 خود متکام کی طرف ہوا جانا ہے اور یہ سچ معنی ہو سکے گا تاخیر مگر دوم انسان مع انہ تمام قوی  
 کے اصل مادہ وجود میں مصداق خلقہ من طین کا ہے کیونکہ جو ہر وجود آدم طین سے ہے  
 اور نفع روح بعد طیارسی اوس قالب خاکی کے ہوا ہے اور قوت جسمانی عرصیات اونی لئی  
 کی ہیں جبکہ تحقیق اور تبات بخیرات کی متعذر ہے اور جب کل قوی و اعضا و جوارح کا نام  
 آدم ہے تو اتحادی الخفیۃ قابل تسلیم ہو گا پھر کوئی جزو اوس کل کا یا فرد اوس مجزئہ کا مستغاث  
 فی المادہ نہیں ہو سکتا تو مقتضی من نار و خلقہ من طین اوسی آدم کامل کی ایک جزو بدن کا  
 قول صحیح نہیں ہے کیا علم الفطین لہ جو سوم امر سجدہ کا کوئی وقت تو آپ کی تفسیر کے موافق ہم  
 جزم و یقین کے ساتھ میں نہیں کر سکتے کیونکہ ایک جگہ تبیین الکلام بدین ترجمہ آیہ قرآنی میں لکھا  
 ہے کہ سجدہ کر لو جو زمانہ مستقبل بعد وجود خلیفہ فہدیرا شاہ کرنا ہے دوسری جگہ طاعت آدم  
 کا نام سجدہ رکھا ہے جبکہ آخر جدید سے بھی پایا جاتا ہے اور وہ حالت میں باوجود آدم پر  
 منطبق فرماتی ہے اور ایک جگہ یہ بھی لکھ دیا ہے کہ سرکشی اور عدم اطاعت قوت شیطانی  
 کی پہلے سے علی آتی تھی خیر آپ ہی اپنے مطالب کو خوب سمجھو ہو سکے یہاں میرا اصل خدشہ  
 اور ہی کچھ ہے لینے امر و نہی جس پر جواب و خدشہ مترتب ہے اور لازمتہ تکلیف شمر عہد ہے کسی  
 قوت کیواسطے صحیح نہیں ہو سکتا چونکہ کوئی قوت انسانی فی حد ذاتہ مصلحت تکلیف کی منتہی  
 تھی تو امر و نہی خود ہی محتاج ہے برہان کا مگر بشرط تسلیم لازم آتا ہے کہ ایک قوت آدم کی جسم  
 اور طین ہونے پر کوئی قیامت ذمہ رہے کیونکہ حکم ہو چکا ہے انک من المنظرین الی بولم قوت  
 المعام اور حضرت آدم کی وفات کو کسی برابر برس گذر گئے مگر ضرور ہے کہ وعدہ الہی پورا ہو  
 لازماً آپا کہ قوت موجود فی الخارج باقی رہے اور ناقصا نہ فنا نہ ہو کہ آدم کا خاصہ قوت

کا نام وہ ابلیس کہنا گیا ہے جبکہ واسطے فنا قیامت نہیں ہے تو اب ضرور یہ کہ وجود خارجی کیسے  
 بلکہ زنا و رہنایا ابلیس یعنی قوت آدم کا مان لیجئے چہاں ابلیس نام قوت انسانی کا ہوا اور وہ قطعاً  
 مخلوق فی النار ہے اور ملائکہ نام ہے قوی مطیعہ کا جنکی شان میں آپ خود ہی یہ کہہ چکے ہیں لا یطعنون  
 اللہ العزیز و لعلیون بالیومرون ثواب و سوال سے خالی نہیں باوجود ملائکہ حقیقی ہی ملائکہ قوی کے ساتھ  
 نامور و سجدہ و تہی پائے توحیق اول میں لازم آتا ہے کہ ایک لفظ ملائکہ کی ایک ہی مقام میں معنی حقیقی ہی  
 ہوں اور مجازی ہی ہو کہ تسمی اور توحیق نامی میں جو حضور والا ہمیں الکلام میں مطابقت و رسائی را  
 کی اسلئے یہ سے کہ جبکہ ہیں اوقات ربک ملائکہ انی خالق بشر اسن صلصال من حمار سنون فانی  
 ہو یہ دفعہ فہم میں وحی فقہورہ ساجدین اور ترجمہ او سکا چون کہ اسے ہے جب کہ تیسرے پروردگار  
 نے فرشتوں کو بنائوں گا ایک ہی مٹی گوند ہی ہوتی ہے بہر حال ہیک بنا چکوں او سکا اور ہر  
 او میں اپنی روح گر پڑے واسطے اس کے سجدہ کرتی فقط ظاہر ہے کہ عرضیامت کا وجود قبل وجود  
 ذاتی سے نہ تھا صاحب قوی کے اور کے وقت بعد وہ مطلق تھا تو قوی کیوں کہ ملائکہ سے  
 مراد ہوگی اور کیونکہ تطبیق نورات کی اور توحین الکلام کی اور تحریر جدید کی ہو سکیگی اور یہ بھی اشارہ  
 ہو جاتے کہ شیطان کے وجود سے تو آپ نے اس واسطے انکار کیا کہ وجود خارجی ثابت نہیں ہے  
 مگر ملائکہ کے معنی حقیقی ارادہ کرنے میں کیا قدر واقع ہوا آیا او کا بھی وجود غیر مسلم ہے اور جنرل  
 کی جگہ ہی وحی لانے والی کوئی قوت انسانی بنائی گئی یا حضرت داؤد کے پاس جو دو فرشتہ تھے  
 و مدعا علیہ بلکہ آئے تھے اور حضرت ابراہیم کے کہ فرشتے آئے اور گئی میں ملا ہوا پھر انسانی  
 سے انکار کیا تھا اور یہ حضرت لوط کے پاس پہنچے اور انکی قوم فرستانا چاہا کیا یہ سب قصص  
 مجازی ہیں بہر کیا وجہ ہے کہ ملائکہ کے معنی قوی انسانی پہنچا ضروری بھی گئی ہیں بہر کیف  
 جب ملائکہ سے مراد حقیقی ہوگی تو لازم آئے گا کہ قوت بہیہ شیطان نہ ہو بلکہ وہی ابلیس ہو جو ملائکہ  
 حقیقی بن شامل بناتا کیونکہ اس قوت کا شمول زمرہ ملائکہ حقیقی میں منعذر ہے اور اگر آپ کسی  
 نہ مانیں اور ملائکہ سے مراد فوہی آدم ہی ٹھہرا دیں اور اپنی بات پر بلا وجہ ہی اڑے رہیں تب  
 یہ قباحت پیدا ہوگی کہ جس قدر آیات قرآنی میں مومنین و کافرین کی واسطے وعدہ جنت و نار کا  
 ہوا ہے وہ سب مجازی ہو جائیگا کیونکہ ہر انسان کی قومی ملکی کے باب میں ملائکہ کا حکم جاری

میرا پاپا ہے یعنی وہ دوزخ سے محفوظ رہیں گے یعنی قوی ملکی خواہ جنت کو جاوین گے خواہ  
 بحال رہیں گے مگر ایک قوت شیطانی خواہ مخواہ دوزخ کو جاسکی اتن اللہ لا یخلف الیاد او  
 باقی ابن آدم کے جو کچھ اجڑا ہی بدنی بیج رہے کہ وہ ترو دنیا بھر کے دیکھا چاہیے دوزخ میں مبتلا  
 یا جنت میں اور اگر آپ دوزخ و جنت سے بھی منکر تین تو ختم و تغذیب و حالی شاید نئے ہو گے  
 اور اسکی کیفیت بیان کرنی آپ کے ذمہ ہے اس صورت میں ہی ایک انسان کامل کی تین  
 اقسام ہو کر معاد کے احکام پورے ہو گے وہو کا تیری نجم اگر تفرق اتصال آپ کو نزدیک بہت  
 نہو اور انفکاک قوی کا صاحب قوی سے خلاف قرآن کے ہو زمین زمین خلافت پر کے اور  
 علم و دہ علم و تعلیم و تغذیب سے گریز کریں تو او سو قوت یہ خبر ملی کہ الیاس محروم سی جنت  
 اور خواہ مخواہ کوئی نہ کوئی ابن آدم متحق جنت کا ٹھہر گیا اور شیطان بھی کہ خبر لا ینفک و سکا ہے  
 لیس بھی اخل جنت کا علی بذالقیاس تو نے ملکی جو حصوم و تنقیر بہن دوزخیوں کو ساتھ داخل  
 یار ہو گے و فیہ بانیہ آوریہ بھی ہو سکتا ہے بلکہ ضروری اور لازمی ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدی  
 چو را کہ ہے اور سرگزشتیطان کو کسی طرح جنت میں نہ جانے دے جو کہ انفکاک و سکا پر قدر  
 سے مستدر ہے لا حال ہر انسان غفلت فی النار ہو لغو و بالید منہا آب خاکسار آپ سے بریان طلب  
 کرتا ہے اس دعویٰ پر کہ معنی سجدہ کے اپنے اپنے کام کا بجا لا یا قوی انسانی کا اور اطاعت  
 انیسان میں رہنا قوی کا کس مل لسان کے مجاورہ ہے احد کے ہیں اور کس نسبت کی کتاب  
 میں دیکھتے ہیں اور قیاس فی اللہ کب جائز ہے علاوہ اسکے حکم سجدہ کا نہ تھا مگر وقت واحد  
 و وہی واحد کے واسطے کہ اسی پر جیم ہونا الیاس کا اور مقبول ہونا حدیث ملائکہ کا بہتر اگر قوی  
 ملکی بقول آپ کے آدم کے روز ولادت وقت و آخرہ سے بار و زوایا اطاعت میں رہے  
 بہن اور قوت بہن سرکشی بہن سرکشی ہی ہو کہ وہ سجدہ جو قرآن میں مذکور ہے بیان طلب  
 ہو سکتا ہے علی بذالقیاس فاخرج منہا کے معنی فوج حضرت نے تراشے ہیں کہ قوت کا کرش ہونا  
 مراد ہے وہ قوت تو پہلے ہی سے سرکشی نہی فاخرج منہا عجیب حکم ہے اور سرکشی کے معنی  
 سرکشی کے ہی قابل تماشا اہل علم میں واقعی تفسیر ذاتی کے قطع نظر علم لغت میں بھی حضرت  
 سیدنا اہل ہے سرکشی کی تفسیر کا متوجہ ہے کہ جب آدم سن بلوغ کو پہنچے تو قوت علم و عقل و

سائنسے پیش کی تھی اور یہ کہ کیا کر کے منت لو کر آدم سے نہ مانا خدا کی صلاح دینو چل نہ کیا اور علم  
 عقل کو لے لیا اسی علم کا نام شجر ممنوعہ ہے اور خدا کی صلاح نہ ماننے کا نام کناہ و عرفانی ہے اور  
 علم عقل پر عمل کرنا کناہ اکل شجر ہے تو ضرور ہے کہ مجرب و پیش ہونے علم کے قبول کرنا نہ کرنا و  
 ہونا ہو کیونکہ آپ نے کہیں یہ افادہ نہیں کیا ہے کہ پہلے ہی آدم سے کہی کیا گیا تھا کہ قوت علم کو  
 ہم پیش کریں تو مست لہجہ لامحالہ حکم قبول کرنے شجر ممنوعہ کا وقت پیش کر سیکے ہوا تھا اور آدم کو  
 جواب میں لینا ہی قبول کیا کوئی عہد کرنا لینے کا کسی وقت میں مذکور نہیں ہے اور یہی نہیں  
 ہو سکتا کہ شکار زید کے سناٹے عمر و ایکٹ کناہ پیش کر کے پوچھے کہ لوگ یا نہیں گنہ لینا چاہیے  
 اور عمر و جواب دے کہ ہاں لوگ اور اسی وقت عمر و ان واحد میں بھول ہی جاسے کہ زید نے  
 کیا ہے کہ نہ لینا چاہیے اس طرح کا بھولنا اگر محال عقلی نہیں ہے تو مرد صحیح المزاج عالم لاساؤ کو  
 الحافظہ کے محالات علامہ بین ضرور داخل ہے لہذا ارشاد فرمائیے کہ معنی اس آیت کے کیونکہ  
 آپ کی نفسیر جدید سے صحیح قرار پایا تو فرمایا کہ آدم سے قبل فکری و کلمہ فیکر لہ عزہ ما  
 اس آیت سے پایا جاتا ہے کہ پہلے سے آدم کو منع کیا گیا تھا اکل شجر سے اور کہہ دیا گیا تھا  
 فتکو ناکم فی الظالمین کا مگر آدم بھول گیا اور اس میں عذاب قائم نہ رہا ہم مسئلہ انوکھا یہ قول ہے کہ جب  
 داخل ہونا آدم و حوا کا بہشت میں قرار پایا اسی وقت حکم ہوا تھا کہ اسی آدم و حوا کو بہشت اختیار  
 کرو بہشت میں اور کناہ و جہان سے چاہو مگر ایک رخت کے پاس ہی نہ جانا بعد از آدم  
 میں ہے جس قدر بہشت تک خدا نے جایا آخر کار ابلیس نے وہو سم و الا کہ اس درخت کو  
 کھانے سے ہمیشہ زندہ رہو گئے اور گویا فرشتہ ہو جاؤ گے خدا کی قسم میں تمہارے جہنم نیک  
 صلاح دیتا ہوں چونکہ زمانہ کثیر گذشتہ آدم کو یہ بات یاد نہ رہی کہ رخت نمی کھانے شجر کو یہی ضرور  
 ہے بلکہ فتکو ناکم فی الظالمین ہی فرمایا گیا تھا ایسی نسیان نے ان کو جرأت دی کہ نہی تنہی جو  
 کیو عتاب نہوگا اور اکل شجرہ کا اتفاق ہو گیا بعد واقع ہوا جو واقع ہوا اور انبیاء و خلق اللہ کا  
 قیاس عوام الناس کے ساتھ مع الفائق ہے لہذا انہوں نے نسیان پر ہی وہاں تک کہ اب فصل  
 ممنوعہ کا باعث عتاب کر آخر بخش دیا گیا چونکہ حضرت مخاطب جنت میں ہونا آدم کا تسلیم نہیں  
 کرتے ہیں نہ کوئی شجرہ کا ہونا وہاں ماننے میں وہی سوال و جواب قوت علم عقل کا قصہ

بنا ہے جن کو تطبیق انفسی کا مشغور ہے کیا لایحیٰ قولہ بعضی روایتوں میں جو یہ بیان  
 ہوا ہے کہ رحم میں فرشتہ انسان کی صورت بناتا ہے اس سے بھی وہی قول  
 منصورہ مراد ہے اہم قول مرثیٰ فرما کر اس روایت کا نشان دیکھیں جس میں  
 ہو کہ رحم میں فرشتہ انسان کی صورت بناتا ہے اور آپ نے کس حدیث سے یہ مطلب  
 اخذ کر کے قوہ منصورہ کو بجای فرشتہ کے قائم کیا ہے ہاتھ ابرہہ ان کنتم صادقین ان ایک  
 حدیث مشکوٰۃ شریف میں متفق علیہ بخاری و مسلم کے اس وقت میرے خیال میں بگڑا ہو  
 بھی فرشتہ کا صورت بنانا نہیں آیا ہے بلکہ چار امور متعلق تقدیر کے مذکور ہیں وہ حدیث ہے  
 عن ابن مسعود قال حدثنا رسول الله صلعم وهو الصادق والمصدق ان خلق الله  
 يجمع في بطن امه اربعين يومًا نطفة ثم يكون غلقة ثم يخلق ذلك ثم يكون مضغًا ثم  
 ذلك ثم يبعث الله اليه ملكًا بأربع كلمات فيكتب عمله وأجله ووزقه ونسبه وسبعه ثم  
 ينفخ فيه الروح فوالذي لا اله غيره ان احلكم ليعمل عمل اهل الجنة حتى ما يكون  
 ببيت وسبعه كما الادراع فيسبق عليها الكتاب فيعمل عمل اهل النار فيه خلها وان احلكم ليعمل عمل  
 اهل النار حتى ما يكون بينه وبينها الادراع فيسبق عليه الكتاب فيعمل عمل اهل الجنة فيدخل فيها  
 متفق عليه یعنی ہمارے منبر صادق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے  
 کہ ماں کے پیٹ میں چالیس دن نشوونما رہتا ہے اور پھر چالیس دن خون جاسوار رہتا ہے  
 اور پھر چالیس دن گوشت کا ٹکڑا رہتا ہے پھر تیسرا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف فرشتہ کو  
 چار چیزوں کے پر لکھتا ہے وہ فرشتہ عمل اوس کا اور موت اوس کی اور روزی اوس کی اور  
 شقی اور سعید ہونا پھر ہوئی جاتی ہے اوس میں روح وحده لا شریک کی قسم ہے بعض انسان  
 عمل کرتا ہے اہل جنت کے سے اور گویا ہاتھ بر خیزت اوس سے روہ جاتی ہے کہ سبقت  
 لیجاتی ہے اوس پر سرگزشت اوس کی اور کام و دوزخیوں کے کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں  
 داخل ہوتا ہے اسی طرح بعض انسان عمل اہل نار کے کرتا ہے یہاں تک کہ دوزخ اور سر  
 ہاتھ برہ جاتی ہے پھر سبقت لیجاتی ہے اوس پر کتاب اور کرنے لگتا ہے عمل اہل جنت کے  
 اور داخل ہوتا ہے جنت میں فقط اس حدیث میں صورت بنانا فرشتہ کا رحم من مذکور

نہیں ہے مگر تقدیر کا بیان صاف ہے جناب اعفیت سے جو کام میں لائے یہ تمام نور کو  
 باز نہایت و عذاب کا رکنا ہے کیا اچھا ہوگا کہ اس کی سزا لکھ دیتے اور اس حدیث سے  
 ہی توافق کر دیتی خیر اب سچی اور بفرض تسلیم اس حدیث کی جو حضرت ثابت کرینگے کیا  
 قیامت ہے کہ قوت مفورہ سے عمل کرنا اور اس کو موزو دینا اس فرشتہ کے سپرد ہو  
 انکار کیا جاتا ہے اکثر امور عالم اسباب میں علل ظاہری سے دفع میں آتے ہیں مگر خدا  
 کے ملائک بھی اوستے متعلق ہیں لکن انہما قولہ جس قوہ کو ہم تحریر کا پتہ دینا چاہتے ہو  
 فی الشور تحریر میں آتی ہے مگر قوت سرکش نافرمان پرور ہے اسی کا  
 نام انکار سجدہ ہے اقول تمام قوی پر کیا ان اختیار انسان کا ہے کوئی بھی قوت  
 ایسی نہیں ہے جو مستثنیٰ نہ رہتی جاتی ہے فرض کیا کہ بعض افعال کو انسان بنا جسٹا  
 پر ہی کرتا ہے مگر یہ بھی کہ نقصان عقل کے باعث سے ہوتا ہے و لیکن بعض مرتبہ  
 ایسا ہی اتفاق ہوتا ہے کہ انسان کسی کام کو برا سمجھ کر کرتا ہے مگر وہ واقع میں اچھا  
 ہوتا ہے اور اس کو فائدہ پہونچتا ہے و کذا لکنا حکمہ نویر سب غلطی اور نقصان عقل  
 سے سمجھا چاہو اور اسباب میں تمام قوی کا ایک ہی حال پر قوت خاص غیر اختیار ی نہ  
 میں نہیں ہے ورنہ ہر اس کو قوت بدنی کنایہ غلط ہوگا بلکہ ایک شے خارجی ہوگی  
 جو عقل کو دشمنی سے ہمیشہ دھوکا دیا کرے گی قوت کی تعریف اس پر کسی صادق نہ آتی  
 گی کیونکہ وہ قوت داخل کرنے والی سلامتی جسم کی ہو جائیگی اور دشمن و مخالف قرار  
 روح کے قوی کا ہونا ممکن نہیں ہے و من ادعی فعلیہ البیان مان اگر قوت ہی مجازی  
 سمجھی ہو جیسا سارا طور مجاز کا کل رہا ہے تو ہر سلطان کو حقیقی اور قوت کو مجازی  
 ہی کہہ دیے سب قصہ ختم ہی ہو جائے قولہ فیما ان غوثینے سے یہ مراد ہے کہ وہ سر  
 قوت خود خدا نے بنائی ہے اور اس سرکشی کی قوت اس میں رکھی ہے  
 یہی اس کا بہکانا ہے وہ قوت مطیع ہو ہی نہیں سکتی یہی نافرمانی ہے  
 اقول سبحان العذاب تو قوت کی قوت بنائی جاتی ہے اور ہی حکمت ایجاد ہو رہی ہے  
 بہتر ہوگا کہ خود ہی قوت کے اور اس کی تعریف بیان کر کے حکمت سے ثابت کر دوں

اگر ایک قوت یا بعض دون بعض خود بھی جہاں ہی ہنزلہ زاریاں کے ہیں اور ان میں سے ایک یا بعض کی عرضیات ہیں جن میں سے ایک قوت ایسی ہے کہ اس کا کوئی کام ایسا نہیں ہے جس میں سرکشی اور دشمنی صاحب قوی سے نہ ہو اور خود انسان بھی وہ دشمن ہو اور یہ بھی کہ اس قوت سرکش میں سرکشی کی قوت علاحدہ مثال انسان کے ہے باقی رہا پیدا ہونا قوت سرکش کا وہ تو ہرگز اغویں سے کام صدق نہیں ہے کیونکہ قوی ملکی کو بھی خدا نے ہی پیدا کیا ہے اور اگر جناب مخاطبات کی پرورش نہ چوڑیں اور خواہ مخواہ فرمائے جاویں کہ قوت سرکش کا وجود ہے اور قوت کے ہی قوسے ہیں تو ہم یہ عرض کہ نیکے کہ بد و پیدائش آدم سے وہ قوت سرکش و شیطنت کرتے تھے جیسا کہ باوجود آپکا اقرار ہو چکا ہے پس وہ اغویں کہنے کی سن بلوغ میں عرض علم کے وقت کچھ بھی نہیں ہے سچ تو یہ ہے کہ حضور والا اب تک قوی کے معنی اور تعریف غالباً نہیں جانتے ہیں یا بجا بل کر ہی ہیں تب تو بعض قوی کا اختیار انسان سے خارج ہونا اور دشمن روح قرار دینا یقینی صحیح سمجھ لیا ہے اور اسی مقام پر چک رہے ہیں بیان کہ شیکا موقع ملا ہے کہ جناب مخاطب ایک قوت سرکش ہونا تسلیم کر کے اس کو ابلیس ٹھہراتے ہیں چنانچہ شروع بحث میں فرماتے ہیں مگر ایک قوت نہایت قوی اور سرکش تھی اگر مگر حجب یہ پوچھا جائے کہ ہر جنود ابلیس اور فریت ابلیس سے کیا مراد ہے تو ہم میں الکلام میں ایک جگہ صغہ

وہم ایمین یہ عبارت پاؤں ہیں قوای بھی جو انسان کو برائی اور شرارت کی طرف ترغیب دیتی ہیں اور کانام تبسوع میں شیطان رکھا گیا ہے بلقظہ دوسری جگہ اوسے تبسوع میں صفحہ ۱۵۱ میں یہ عبارت موجود ہے اسی واسطے کہی اوس کے اثرات کو بطور وجود دے کے تعبیر کیا جائے اور جو انتظام کہ ان اثرات میں ہے اور بطور ایک لشکر کے بیان کیا جاتا ہے بلقظہ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر قوای بھی متعدد ہیں اور اس واسطے صغہ جمع کا اختیار کیا ہے تو لازم آتا ہے کہ تبسوع ابلیس کا ذکر انکار سجدہ میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ متعدد و کثیر حضرت آدم کے جسم میں تھے ہوں حالانکہ کوئی لفظ قرآن شریف کا اسل جہاں پر شہادت نہیں دیتا ہے ہوں اوئی فعلیہ البیان اور اگر اثرات ایک قوت کے جنود ابلیس ہوں



اور اس کے انتظام کو ایک لشکر قرار دیا جاوے تب ہی توازن کائنات خدائی کا تصور ہے۔ یہی کہ اکثر  
 عین موثر نہیں ہو سکتا ہے وہ تو موثر کے فعل کا نتیجہ اور حاصل ہوتا ہے جیسے آگ کا اثر ہے جلنا  
 تو کوئی نہیں کہ آگ ایک صاحب لشکر ہے اور جلانا کسی انسان کا یہی اس کے لشکر کا ایک سوار  
 یا پیدل ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ انھوں ہی قوت موبومہ مخاطب سے جو بنی آدم گناہ کرے وہ گناہ  
 ہی انھوں کا نہیں ہے حالانکہ جنود و ذریت ابلیس کا اصل کام داخل اور متحد ہے یعنی سب اغوا اور جلا  
 بنی آدم کہتے ہیں کہ چونکہ اثرات پر اطلاق لشکر ابلیس کا ہو سکتا ہے اور یہ کس علم کو افق باقی  
 رہا انتظام اگرچہ وہ بھی ایک معما ہے اور اس کی کیفیت و تعریف محتاج ثبوت ہے مگر جب کوئی  
 اثر خود ہی لشکر کا سوار یا پیدل نہیں ہے تو اس کا انتظام کیوں کر لشکر شریک الاحوال و نون تقریر  
 مختلف سے تفسیر صحیح مجازی کی ہی نہ بن پڑی آب مہربانی و فکر معنی جنود و ذریت ابلیس کے  
 الفاظ قرآنی سے پیدا کر کے ساتھ دلیل فارع عن الاحتمال کی بیان کر کے اپنے دعویٰ کو ثابت  
 فرما دین اور یہ کو یہی بنادین کہ تمام آیتہ و اسٹنڈرڈ مَن اسْتَطَعْتَ مِنْهُ بِصَوْتِكَ وَأَنْتَ  
 عَلَيْهِمْ مُّجِيبٌ وَرِجْلُكَ وَشَارِكُكُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَذُرِّيَّتِهِمْ وَذُرِّيَّتُهُمْ وَذُرِّيَّتُهُمْ وَذُرِّيَّتُهُمْ وَذُرِّيَّتُهُمْ  
 آفِئْتَهُمْ وَذُرِّيَّتُهُمْ وَذُرِّيَّتُهُمْ وَذُرِّيَّتُهُمْ وَذُرِّيَّتُهُمْ وَذُرِّيَّتُهُمْ وَذُرِّيَّتُهُمْ وَذُرِّيَّتُهُمْ  
 الاماء ثم بیچتر علیہ السلام اپنی تفسیر جدید سے کیونکہ سلطانیت رکھتی ہے و وہ خطر القنا و قول تم ہمارے  
 قوی کی ترکیب میں ایک قسم کی حرارت ہے جسکو حرارت غریزی کہتے  
 ہیں اس تمام حرارت کا سرچونش وہ قوت سرکش ہے وہ سب سے اور  
 باقی قوتیں اس کے پچھلے ہیں یعنی حلقہ میں باوجود حلقہ میں طبع کے مگر ویسا کہ چوڑے  
 کی آگ مزا نہیں اقول پتلا اس دعویٰ کا ثبوت دیکھو کہ اس قدر ملکی اور تشدد شیطانی ہیں  
 کیونکہ شیطانی کوئی قوت نہیں ہے اور بعض علما نے جو ملکیت و ہیبت لکھی ہیں وہ آپ کے خیالات  
 موافق نہیں ہیں اور ہیبت میں بھی کوئی خاص قوت کہنے ایسی نہیں بیان کی ہے جس کا  
 کام صرف اغوا اور معاوضہ ساتھ روح کے ہو جس پر تعریف اندر عدو حاصل نہیں کی صاوق ہو  
 اور اطاعت سے باہر ہستی ہو اور یہی ارشاد ہو کہ وہ قوی جسمانی کس قسم کے مرکب استہیزا  
 اور ان کی ترکیب میں ایک قسم کی حرارت کیا ہے دوسرے کیا علم حکمت کی اصول پر آپ کے

پاس کوئی دلیل ہے کہ قوی جسمانی صرف حرارت غریزی سے مرکب ہیں تیسرے علاوہ  
 حرارت غریزی کے واسطے فقط ان ترکیب جسمانی قوی مہموہر کی برودت غریزی وغیرہ  
 شامل ہیں یا نہیں اگر ہین تو صرف ایک حرارت جدیدہ فرضیہ ہے اصل غریزی کو اصل مادہ  
 وجود قوی کا مان لیا کہیں دلیل سے صحیح ہے جو ہے اگر قوی ترکیبی ذاتیات کی طور پر  
 تو اوپر تعریفہ جسم کی کسو اسطے صادق نہیں آتی ہے پانچویں ماہی قوی بلکہ شیطانی اجزاء  
 حضور والا کی جسم حوت آدم کا جعفریاتی را اوسمیں ہی وہ ہی ترکیب حرارت غریزی کی موجود  
 یا نہیں اگر ہے کہ غیر قوی کے جسم کیوں نہ جاسے مگر یہ انبیاء میں الجسم والقوی کیونکہ کچھ ہے  
 اور یہ قول قوی کا کسو اسطے صادق نہ آتا کیونکہ خلقہ میں طین خلقہ میں طین خلقہ میں طین خلقہ میں  
 وہ سر جوش حرارت غریزی کا کیا چیز ہے اور کس کتاب علم حکمت میں سر جوش دس حرارت کا  
 بیان کیا گیا ہے اور کیا برہان آپ کہ پاس ہے پہلے تو مہربانی کر کے حرارت غریزی میں حد  
 ثابت کر دیجیے جسکی وجہ سے جوش کہا سکتی ہے اوسکے بعد سر جوش بتائیے یہ ثابت کیجیے کہ  
 قوی حرارت غریزی سے مرکب ہو کر تہی ہین افسوس ہے کہ آپ حرارت غریزی کی تعریف  
 ہی شافعیہ نہیں جانتے نہ قوی کی اقسام و تعریف سے خبر ہے جو ہین آتا ہے بے حلف ارشاد  
 ہوتا چلا جاتا ہے کاش کسی طب کی کتاب میں تو حرارت غریزی اور قوی کی دیکھ لینی سناؤں کیا ذکر  
 ہے کہ بشرط تسلیم سر جوش کی ایک قوت اوس سے مرکب ہے نہ کوئی دوسری قوت ہی اوس  
 کس فی لیل سے آپ نے ثابت کیا کہ قوت شیطانی سب قوی سے اوپر رہتی ہے اور اوسکے  
 نیچے باقی قوی ارتہی ہین برتخت و فوق باعتبار محل و مقام کی ہے یا مجازی ہے اگر مجازی ہے  
 تو باعتبار غلبہ کے تمام قوی پر ہے یا باعتبار فضیلت مادہ وجود کی ہے شق اول خود ہی باطل  
 ہے لاسلم کہ قوت عقل و علم ہی مغلوب ہے یا قوت باصرہ و سامعہ و ذائقہ وغیرہ مغلوب ہیں و  
 نکالیت شرعیہ باقی زمین نہ قوت شیطانی کا کچھ علاج ممکن ہو اور شق ثانی ہی بیکار ہے کیونکہ ہم  
 اب تک کوئی برہان نہیں دیا ہین قوت علم عقل و قوت باصرہ و سامعہ و ذائقہ و قوت ہین اور قوت  
 شیطانی افضل ہے نہیں معلوم کہ آدم و نوح نے کیا کیا و سناؤں میں مبتلا کر دیا ہین تو ہین  
 تو فرمایا تھا کہ آدم کو صرف علم اسماء کا عنایت ہوا ہے حقائق موجودات کا مگر حقائق ذاتیات

پہلے تمام سے ایکو کہاں سے سکھاتے شاید اسی وجہ سے غلط اور بے اصل

دسویں آپ نے یہ نہیں لکھا ہے کہ نازقہ جی کی سرچش سے فوت ہیمینہ جی ہے بلکہ ایک قسم کی  
حرارت یعنی مجازی قرار دی ہے حالانکہ طین کا لفظ معنی جھنپی پر محمول ہے تو اس کے مقابل میں  
نازجہ جی بلکہ ایک قسم کی حرارت مجازی تسلیم کرنا کیا موقع ہے ذرا غور کر کے معنی قرآن  
کے بیان کیجے کیا ربوین مولوی صاحب کو چلے کی آگ ہوئی تو غیبت نہا کیونکہ حقیقت ہمارے  
خارج نہ سمجھی جاتی آخر طین آدم کی بھی زمین سے لی گئی تھی جیسا کہ تین الکلام سے ظاہر ہے تو  
نازینا سے مادہ وجود جن واپلیس بھی طیار ہونا کچھ بعید نہا مگر جو ایک قسم کی حرارت حضور والا  
پیدا کی ہے کیا وہ نازقہ جی سے خارج ہے جو قوا حدیچہ فلاسفہ جدیدہ کے ذریعہ سے خرمن  
اسلام کو خاک سیاہ کر لگی بہر کیف مجازی اور محتاج دلیل اور محض توہمی ہے مولوی صاحب کی بلا  
کوئی حرارت لائی یا چولے میں جاو یا اپنی گرمی دکھائی موافق منطق و ظاہر الفاظ کے مولوی صاحب  
تو اتفاق جہو اہل اسلام کو اور مطابق احادیث سید الانام صلعم کے معنی قرآن شریف کے بیان  
کرینگے ہر طبق و سناس آدم وہمی کی آپ کو خدا جانے علماء دین سے کیا نفرت پڑ گئی ہے کہ  
ہر موقع پر چوٹ کرنے میں خیر تو آپ کی لطائف و ظرائف کھلاتے ہیں اور تہذیب و اخلاق  
سکھلاتے ہیں آپ یہ ارشاد فرماتے کہ سرکش ہو مافوت کا مراء ٹھراتی گئی ہے کلمہ فاضح منہا  
تو پورا سبک کر کے کیا معنی لینے جائینگے جو سرکشی و غور بردال ہے لینے اب یہ معنی آیت کے قبول  
آئیے ہونگے فاضح منہا سرکشی کی اون ملائکہ میں واسکبر اور غور کیا یہ دونوں معنی صیغہ ماضی کر  
ہو جائینگے نہ اور کے حالانکہ فاضح اور کا صیغہ ہے تو کیا خدا نے خود فرمایا کہ سرکشی کر ذرا سوچ کر فہم  
بنیان فرمائی قولہ سوال و ادا جان یہ تو بڑی مشکل پیش آتی اسلئے کہ اگر انسان کا تین بنو  
اور عقل و تمیز کو ہو تو بچا ایک ضروری اور لازمی بات ہے پھر خدا کا اس وقت  
کے کہانے سے منع کرنا اور انسان کا اس کے کہانے سے نافرمانی کر کر  
گنہگار ہونا کیونکر جائز ہوگا جواب جو تم نے کہا ہے سچ ہے مگر بیان مسئلہ خیر  
قدر کا نہایت خوبی سے حل کیا گیا ہے اقول سوال تو آپ کا واقعی سچ ہے مگر  
جواب آدم وہمی کا محض غلط ہے کیونکہ سوال کا جواب یہ دیا کہ اپنے قوی کا انسان اور خدا مالک

وہ منتظر رہے اور ان کو کام میں نہ لاسکتا ہے پس خدا کا منع کرنا اور انسان کا نہ ماننا بتایا گیا ہے اور چونکہ اس حالت تک پہنچنا اور عقل و تمیز حاصل کرنا گناہ ہونے کا سبب ہے لہذا فرمایا کہ آدم اس حالت پر پہنچنے کے بعد گنہگار ہو اور ان انصاف کر کے ملاحظہ فرمائیے کہ یہ جواب اس سوال کا کیوں کر صحیح ہے کہ نتیجہ سوال کا تو یہ تھا کہ منع کرنا ہی صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر انسان پر منع ہے واسطے پہنچنے حالت بلوغ کے تو کیا خدا ایسا حکم دیتا کہ ہمیشہ منقرض میں رہو یا بود ہے ہو جاوے مگر پھر پانچ بنی رہو حالانکہ قوت علم و عقل ہی مان کے پیٹ سے لیکر نکالتا اور تمام قوی قبل بلوغ ہی اپنا اپنا کام کر رہی تھیں اور اطاعت آدم میں جلی آتی تھیں اور جس کو خود خدا نے اشرف المخلوقات بنایا تھا اور اپنا نائب کیا تھا اور وجہ افضلیت کی اور اسکے حق میں تمام حیوانات پر وہی علم و عقل تھا جو اور کسی مخلوق میں نہ تھا تو پھر خود ہی اس علم و عقل کا پیش کرنا اور منع یہی کر دینا کہ ان کو مت لینا کیسی لغویات ہے اور کیونکہ قابل تسلیم ہو سکتی ہے کہ گنہگار ہو گیا کیسا رضوان الہی کا موقع تھا تو پھر کیونکہ ہم مان لین کہ وہ ادا جان آپ کی تفسیر صحیح ہے اور کس طرح شجرہ ممنوعہ سے مراد علم و عقل ہو سکتا ہے آب غور کیجئے کہ آدم نے اس شکل سوال کا یہ جواب دیا ہے کہ انسان اپنی قوی پر قادر نہ تھا لہذا اس بلوغ میں اون کو منع کیا کر کے گنہگار ہو گیا سبحان اللہ سوال دیگر جواب دیگر ہو چا تو یہ جاتا ہے کہ کیونکہ منع کیا اور خاصہ و لازمہ انسانی سے کہ اس واسطے روکا گیا اور اس کے عمل کرنے پر کیونکہ گناہ کا اعلان نہ ہو سکتا ہے اور جو عقل پہلے سے موجود تھا اس کا پھر لینا دینا اور منع کرنا کیونکہ ہو گا جواب یہ ہے کہ آدم نے قوی کا استعمال کیا اور جو ان ہو تا تب گنہگار ہو گیا کوئی پوچھے کہ وہ جو ان کیونکہ نہ دیا اور کس طرح اپنی قوی کا کام میں نہ لانا کیا مثل شجرہ جو جس کے رہنا اور ہمیشہ تکلیف مالا یطاق میں گرفتار رہا تھا عقل حیران ہے کہ آدم وہی کو سوال کا حاصل اور نتیجہ سمجھنے کا شعور نہ تھا تیر میرا رف و حقانی سکھانے کو تشریف لاتے اور جبر و قدر کے مسئلہ کو حل کرنے بیٹھے خبر آدم خیالی تو مجبور ہوئے مگر وہ دیکھتے کہ جناب مخاطب اوس کے من کی شمع کرنے پر آمادہ ہو کر مسئلہ جبر و قدر میں اپنی ایجاد کیا دیکھتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں السعد من سعد فی لیلن امہ السیف من شتی فی لیلن امہ تھا صحیح اور سچا قول ہے الخ اقول

قول رسول صلعم کا مروی ہے تو اہلین الفاظ کے ساتھ صحیح حدیث نہ کر کے اس بات کی تائید  
 باب نے ضرور سمجھ لی ہوگی تب تو ضرور یہ فرما لیں کہ نہایت صحیح اور سچا قول ہے  
 میں ہی ہشتاف ہوں کہ اس پوری حدیث کے سبب الفاظ کو نہایت صحیح ثابت کر دیجئے اگر  
 ذریعہ سے ہو کہ وہی ایک فائدہ حاصل ہو جائیگا الا اگر یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ مستحکم  
 لیکر نوٹری شرم کی بات ہے کہ اسکو نہایت صحیح فرما دیا غالباً موضوعات ابن جوزی و  
 تحفجات شرح عقاید وغیرہ کتب موضوعات حدیث نوجاب عالی نے ضرور دیکھی ہوں گی اور  
 حال کسل جا یگا فافہم ولائکن میں بعض اہلین بحث الفاظ تمام حدیث سے قطع نظر  
 کر کے اور صحت بالمعنی حدیث مذکور کی بھی تسلیم کر کے میں یہ عرض کرنا ہوں کہ حاصل فقرہ  
 حضور والا کا نہایت مشکل ہے جو کچھ ہمہ میں آتا ہے وہ ہرگز معنی حدیث سے مطابقت  
 نہیں رکھتا ہے نہ اپنی تقریر شروع سے آخر تک کسی ایک اصول پر قائم رہتی ہے نہ شرم  
 تقریر میں آپکا غالباً یہ مطلب ہے کہ قول بنی الجہود الاختیار تو محض سنسنے کے لائق ہے اور  
 اوستکی یہ مثال دی ہے کہ جیسے ایک شکاری نے چھکی کو خشت بتا یا تھا لاچار بنی الجہود  
 سے حضور والا کو انکار ہو گا اب رہ گیا جبر محض یا اختیار محض اسقدر عبارت  
 سے پایا جاتا ہے لیکن جو کچھ اسوقت تم انسان کی حالت دیکھتے ہو اچھی یا بُری یہاں تک  
 بنیوں کی نبوت اور عابدوں کی عبادت زائد و نکاز پر محض تو نکاح حسن عاشقوں کا عشق  
 شاعروں کی شاعری فاسقوں کا فسق کافروں کا کفر سب وہ اپنے مان کے سپید ہیں سے  
 لیکر شکر ہیں وہ سب باتیں اون سب کے واسطے لازمی ہیں اور سبے ہو گئے رہ نہیں سکتی ہیں  
 مگر نہ عابد کی نجات عبادت پر ہے نہ فاسق کی حرکات اور سکے فسق پر الخ انتہی محض اس بات  
 جملہ حضور کی تقریر سے اختیار محض نکلتا ہے لیکن انسان اپنی تمام قوی پر قادر ہے اور  
 نجات کا منحصر ہونا اپنی تمام قوای بدنی کے کام میں لانے پر قادر ہے پس ظاہر ہوا  
 کہ اپنے قوی کا کام میں لانا اختیار محض ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں انسان کی نجات صرف  
 اس پر ہے کہ جو قوی خدا تعالیٰ سے اوس میں رکھے ہیں اور حضور رکھے ہیں اول سب کو قوی  
 اپنی طاقت کے کام میں لانا ہے اگر قوی اچھے اور سب غائب ہیں اور قوای اچھے کفر و زندقہ

کہ زور قوی کو بخور سے اور کمزوری کا مین لانا سب سے ہی گناہوں کا علاج اور توبہ اور کفارہ  
 ہے اس کا جو فیوض کی خدمت میں کئی التماس ہیں اولاً قول امین البر و الاختیار کو آپ سے مخفی  
 نہ کر اور وہ دوسرا ہے کہ خود بدولت ہی اسی قول کے موافق سابق میں ہو چکے ہیں تو  
 جس آدم و ہی کا نالیان بجا اور ناپا گامیاں کیا سب سے اوسکی تعلیم پر عبث افتخار ہے کیونکہ  
 عقیدہ میں البر و الاختیار کو مخفی سے تشبیہ بجاتی ہے ورا زمانہ سابق اپنا توبہ و کعبہ اور  
 تعینات قدیمہ کو ہاتھ میں لیجیے چنانچہ حسین الکلام کے صفحہ ۷۷ میں یہ عبارت ہے مگر ہم  
 مسلمان یہ کہتے ہیں کہ انسان کا ہر فعل اسوجہ سے کہ وہ خدا کے علم سے خارج نہیں ہے  
 اور نیز انسان کے ارادہ پر خود خدا اوس فعل کا سر انجام کر نہ والا ہے خدا کی طرف نسبت  
 ہو سکتا ہے انتہی بلفظہ ارشاد فرماتے کہ میں البر و الاختیار اور کس کا نام ہے صرف کرنا تو  
 ارادہ کا انسان کی طرف اور خلق کرنا فعل کا خدا کی طرف نسبت کر کے انسان کو کا سب  
 اور خدا کو خالق الکی تقریر پر مذکور سے مان لینا پریگا قدر بر تانا آپ نے افرار کر لیا ہے  
 کہ جو کچھ ظہور میں آتا ہے خواہ نیک یا بد خواہ ایمان خواہ کفر ہر انسان اپنے مان کے پیٹ سے  
 لیکر نکلا ہے اور اوس کا ظہور اور وقوع لازمی و ضروری ہے لامحالہ تمام قوی کا کام میں لانا  
 یا نہ لانا ہی مان کے پیٹ سے لایگا پھر اوس کو کیا اختیار ہے کہ کام میں لاوے یا نہ لاوے  
 ایمان یا کفر عبادت و زہاد خواہ عصیان و فسق سب کچھ سنا لیکر نکلا ہے اور ویسا ہی ضروری  
 و لازمی ہے تو کیا کوئی انسان ضروری و لازمی کے دفع کرنے پر قادر ہے حاشا و کلام  
 جبلی کا فریبی رہیگا اور میں جبلی مومن ہی رہیگا و لائیکس کیف لا خود حضور والا نے  
 جب معارف و حقائق آدم و ہی سے سیکو تو ارشاد فرمایا کہ ہم ہی ان حقائق و معارف کا  
 ایک زبان مبارک سے فہمنا اپنی مان کے پیٹ سے لیکر نکلتے تھے بلقیلہ حیث یہ حال ہی  
 کہ کسی سے ہم کلام ہونا وہم و خیال میں ہی لیکن مادر میں مقدر ہو گیا تھا اور اوس کا ظہور  
 لازمی تھا تو پھر قواسمہ برنی کا کلیتہ کام میں لانا نہ لانا کیوں نہ نہ لانا لایا نہ ہو گا اور ایسے مجبور کو  
 کس طرح مختار نہ لایا جائیگا اور کیونکہ اپنی نجات کی آپ ہی تدبیر کر سکتا ہے اور زور قوی پر  
 اختیار و احاطہ سے کسی نہ دراصل نہات سگ لا محالہ اور لامحالہ و لا محالہ و لا محالہ و لا محالہ و لا محالہ

حاصل چہ ہم میں سے جو کہ نجات بخشے نام قوی کے استعمال پر اسے وکینا  
 چاہیے کہ تمام قوی کا استعمال کیا تو بزرگ قوت شیطانیہ کا جو قوت پر استعمال کرے گا تو کافر مطلق  
 اور تمام کیا تر کا قریب ہوگا اور جب سنا سہی اوسکی قوای ملکیت کا استعمال پر اگر گناہ مومن کا مل  
 اور زائد و عاید بنی ہوگا پس ایک ہی انسان کی دو حالت متفاوت ہوتی رہیں گی اور ممکن ہے  
 کہ وہ قوتوں کا ایک ہی وقت میں استعمال کرنا چاہے تو بیچ بین الافعال و مان لینتی پڑے گی و ہر گاہ  
 اور آپ نہیں کر سکتے کہ ایک ہی وقت میں قوتوں قوی متضادہ کے استعمال پر قادر نہیں ہے کیونکہ  
 شرح بحث میں بغیر کسی استثناء و بقدر تخصیص کی یہ نقطہ عام اختیار کریں کہ قوای انسان کو دہی  
 گئی ہیں وہ خود اوسکا مالک مختار ہے اور لون سبکو خود کام میں لاسکتا ہے جس قدر قوی ہیں  
 وہی کام کرتے ہیں جسکے لیے مخلوق ہیں فافہم انما جب نجات و درکات ایمان و کفر و بد و نسی  
 آپکے اصول پر نہیں ہے تو ہر قوای ملکیت شیطانیہ کا کام میں لانا ہی عبت ہے کیونکہ غایت و تہ تو  
 ملکیت کے ذریعہ سے مومن و زائد ہو جائیگا اور قوی ہیہیہ کے اغواء سے کافر و فاسق ہوگا مگر یہ کیا حال  
 وہ دونوں کفر و ایمان نہ مسلم و ثواب و عقاب میں نہ اختیار کریں انسان کی میں خاصا آب و قوت  
 ہیں کہ قوی ہیہیہ اگر غالب ہوں اور ملکیت مغلوب ہوں تو اس قدر کافی ہے کہ ان مغلوب سے  
 ہی کام لیتا ہے تب نجات ہوگی اب فرمائیے کہ اگر قوای ہیہیہ کے استعمال سے کافر مطلق ہو  
 اور قوی مغلوب ملکیت و ولت صرف اس قدر ہو کہ کوئی فعل حسن ظہور میں نہ لیا یہ فعل میں فوج و  
 بچا لیا اور نجات دلاو گیا اور یہی آپ نہیں کر سکتے کہ قوت ہیہیہ صرف فاسق و فاجر پر ہی آتی ہے  
 مگر کفر و شرک تک نہیں پہنچاتی ہے کیونکہ جب آپ نے اوسکو شیطان مان لیا تو شیطان کا بہلا حلال  
 یہی ہے کہ نبی آدم کو بیکام شرک بناوے اور ان شریف میں صاف وارہ ہے ان الله لا  
 یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء فیستأذن فی قوی ملکیت و کفر کا استعمال  
 سے فائدہ ہر سبب آپ نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ شفی و سعید ہی بطین و ادور میں ہو چکا ہے اور اختیار  
 فرماتے ہیں کہ انہی آدم بین الماء و الطین سعدایون کہتے ہیں اناسید آدم بین الماء و الطین  
 استقبایہ قول ہے ان شفی و آدم بین الماء و الطین ہمایہ قول ہے اناسید و آدم بین الماء  
 و الطین بلغظہ تو جنتی و نارکی ہلے ہی اہر گناہ ہے اور وہ لازمی و ضروری جو فی ہوسہ رہے ہی ہر گاہ

پہرے حال قوی سے کیا بحث رہیگی الحاصل ایسا دلچ کا کچھ ہی نتیجہ نکلا وہ ہی بحث جبر و قدر  
 اپنے حال پر باقی رہی جسکو مشکلیں لگتے آئے ہیں اور عام مسائل میں مشکل سمجھنے نہ رہے ہیں  
 جان استدر ہوا کرو چار اعراض انکی بدولت اور وارد ہو گئے وگرنہ جب کسی طرف سے نجات  
 نہ ملے گی تو آخر حضور کو وہ ہی کسنا پڑے گا جو ہم لوگ کہتے ہیں مگر گردن کے پیچھے سے ہاتھ لاکر ناک تک  
 پہنچانے کا البتہ اختیار ہے کیونکہ مسئلہ جبر و قدر کا نہایت آکسانی سے طے کر نیکی پر وہ بین آدم  
 وہی کا جواب جو حضور نے مان لیا تھا وہ تو غلط تھا اور اعراض بدستور بنارہا اور بعد اوسکے تمام  
 تفسیر مدیدہ خود بخود ہی اصل ٹسر گئی اپنی ہی اقرار سے حضرت سلامت کو ساکت ہو نایزا اور الحمد للہ  
 علی ذلک تنبیہ ہمارے جناب مخاطب اگر یہ قراءین کہ ہم نے لفظ ایمان و کفر کا عدم نجات کا نتیجہ  
 نہیں کہا ہے بلکہ صرف عبادت و فسق کا لفظ لکھا ہے لہذا ہلکا وہی سر اوٹھانے کی جگہ باقی رہی  
 تو خاکسار عرض کرتا ہے کہ گو اپنی زبان سے ایک مقام خاص لفظ ایمان و کفر کا ٹھیک مگر میں جانت  
 کہ چکا ہوں کہ آپ نے شقی و سعید و مومن و کافر اور جملہ افعال پر قسم کے بالعموم والا شترانی چلی  
 اور راز راہ اور لازم و موقع قبول کیے ہیں تو کچھ تخصیص عبادت یا فسق کی باقی نہ رہی گی بلکہ ایمان و کفر  
 بھی وہی اصل کے دو قسم ہیں اور یہی بیان کہ چکا ہوں کہ قوت شیطانیہ کا صرف فسق پر نہیں  
 لانا ہی کام نہیں ہے بلکہ کفر سے پہلے اوسکا انتشار ہو گا بعد استعمال کامل اوس قوت کی جو نہ وہاں کو  
 ہے تو آپ کی زبان ظلم ہو اگر لفظ فسق مطلق کا نکل گیا اور کفر کا کلمہ چھوڑ دیا کچھ فائدہ کیونہ نہ چکا اور  
 مفکر لکھا اور جب ہم نے جبر عرض ہی ایک فقرہ سے ثابت کر دیا تو اب یہ فرمانا حضور کا کہ موافق مری  
 صل لکھا کہ چاقوی کا استعمال کرنا چاہیے مگر حکم ہی وہ استعمال ہی کرنا مگر نامان کے پیٹ سے  
 لیکر نکلا ہے اور پہلے سے انا سعید و ناشقی پکارتا تھا اور یہ گزشتہ آدم کا سنتا ہی مان کے پیٹ سے  
 لیکر نکلتا تھا قاتل وہ ہو کہ اصل مسئلہ جبر و قدر کی بحث صرف اس واسطے لکھی گئی کہ مخاطب الامر اس  
 سے کہ بنائیاں بنا کر دعویٰ کیا تھا کہ وہ مسئلہ نہایت پہلے طریقہ سے حل ہو گیا حالانکہ اور یہی راز راہ  
 مشکل کر ڈالا ہے لہذا ہم اس مسئلہ سے قطع نظر کہ نتیجہ میں اوسکی بحث موافق عقائد اہل اسلام  
 کہنے کا موقع نہیں اس رسالہ مختصر میں ہی بقدر ضرورت ہماری گفتگو لازمی ہی قند پر قول آدم  
 کا ماتپ ہونا اور فرشتوں کی تکرار اور تعلیم خطایات کا قسم سے ہے لہذا



فرشتے کیسی تکرار جقدر قوی ہیں ہمیشہ وہی کام کر رہے ہیں جسکے لیے مقرر  
 ہیں لَا یُعْصُونَ اللہَ مَا أَمَرَهُمْ وَیَعْمَلُونَ مَا یُؤْمَرُونَ اور تعلیم انہار سے مراد ملک  
 علم ہے جو انسان میں ولایت کیا ہے الخ اقول انتظام کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے  
 کہ جو کلام اللہ سے ہی شاید حضرت کو انکار ہے یہ لفظ کہ کیسے فرشتے اس شخص کی زبان سے نکلے  
 جو فرشتوں کے وجود کا قائل ہو گا کیونکہ کیسے فرشتے کے جواب میں خود ہی سوچ بچ رہے کہ اللہ فرشتے  
 جیسے قرآن میں مذکور ہیں اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِیْ الْاَرْضِ خَلِیْفَةً لِّکُمْ  
 اور یہ فرید فیہ ہے کہ وہ آیت جو خاص فرشتوں کی شان میں ہے یعنی لَا یُعْصُونَ اللہَ  
 مَا أَمَرَهُمْ وَیَعْمَلُونَ مَا یُؤْمَرُونَ کو ہی ظاہر سے صرف کر کے قوای انسان پر جمادیا اور قوی کیا تاکہ  
 حقیقی ہی شہرہ یا کبریا پر ہم بھی دیکھتے ہیں کہ کہیں کہیں اصلی فرشتوں کا وجود ہی خود بدولت کی توفیق  
 سے نکلتا ہے مثلاً فرما ہے میں کہ انسان ایسے اعلیٰ درجہ تک ترقی کر سکتا ہے کہ جہاں فرشتوں

بھی مقدر نہیں کیونکہ وہ تین شریقی کی توفیق نہیں ہے قَالُوا اَسْجِدْ لَّکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْنَا  
 اتوا خاکسار نہایت حیران ہے کہ مراد جناب غالی کی کیا ہے قرآن میں تو ایک ہی جگہ سلسلہ  
 کو ساتھ نہ مذکور ہے اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً لِّکُمْ قَالُوا اَجْعَلْ فِیْہَا اِلٰہًا اِغْوٰی  
 قَالُوا اَسْجِدْ لِّلْاٰدَمِ لَآ اَلْہَمَّ سَوَالِ جَوَابِ شُبُو کما ستا خدائے اور علم اسرار کا عنایت ہونا آدم کو اوٹیں کیا جانا  
 اشیاء کا روبرو ملائک کے اور عاجز آنا فرشتوں کا اور یہ کہنا سہانک لا علم لنا سب کا سب اصلی  
 ملائکہ سے متعلق ہے نہ قوای انسانی سے پر آخر آیت کا ایک جملہ ملائکہ حقیقی پر محمول کرنا اور دوسرے  
 آیت کا مضمون قوی مطیع کے ساتھ چسپان کرنا کف دروایات سے اور کیونکہ یقین آدے کہ جناب  
 مخاطب کی ایسی مراد ہوگی اور اگر یہ مراد نہیں ہے تو ہر کیسے فرشتے کیوں فرماتے ہیں اور قوای انسانی  
 پر کس واسطے جانتے ہیں اور سب سے زیادہ حیرت انگیز یہ ہے کہ خود ہی فرماتے ہیں کہ خدا را اذ کو اہل  
 کردیا اور فرشتے غل جھاتے رہے الحاصل آدم وہی کے مجذوبوں کی سی بڑگو خود ہی حضرت سے ہوا  
 ہوئے اور جب مجرد دعویٰ ہر قسم کا بلا دلیل بیان ہوتا جلا جانا ہے تو ہم کیا پوچھیں اور کس سے  
 گفتگو کریں نہ ظاہر الفاظ و منطق آیات و مساق و مساق سے کچھ عرض رکھی ہے نہ اپنی قول کی  
 کوئی حدیث یا قول صحیح اکابر دین کا گتے ہیں نہ لغت یا اصطلاح سے سند لاسے نہ میں محض حکم کا



بغیر علم سے کہ کیونکر مراد ہو سکتا ہے اور مسمیٰ کا موجود ہونا اگر غلط ہے تو نعمتہم علی الذکر لکھ  
 اور انہو فی باسماء ہوگا کہ کیا معنی ہیں اور پراس حیلہ کی کیا مراد ہے یا اذ ملانہم یا کسما اجم  
 یہ زمین کسلی طرف راجع ہیں اور اگر وجود مسمیٰ کا متحقق ہے تو علم بغیر معلوم کر کے حقیقت  
 اشیا کی کیونکر مان لیا ہو کیا وہ سب مسائلہ الشیسی اور مجازی تھا اور اگر یہ مقصود ہے کہ بقدر ضرورت  
 حقیقت اشیا کی معلوم ہوئی تھی گو یہ نہ معلوم ہو کہ تمام موجودات کا اصل مادہ وجود کیا ہے تو علم  
 محیط تفصیلی مثل خالق اشیا کے نہونا سخن غیب سے خارج ہے لا ینظر علی غیبہ اور الامن  
 ارضی من سول اور لا یحیطون بشی من علیہ الا انشاء صحیح ہے اور سم اگر یہی تسلیم کر لیں کہ  
 حقیقت اشیا کی نہیں بتائی تھی تب بھی سہار کی لفظ و لکھ علم مراد لینا کس دلیل سے صحیح  
 ہوگا کیا یہ معنی لغوی ہیں یا اصطلاحی اور کس جگہ ایسا استعمال ہوا ہے اور اس سے کیا فائدہ  
 حاصل ہوتا ہے بلکہ آپ کے مطلب کے خلاف ہوگا کہ آپ تو حقیقت ذاتی ہی قوی  
 کی بیان کر رہے ہیں اور خدا کسی کی تائید نہ لانا کا لفظ جو لکھا ہے اور ظرافت خدا کی ذات کو  
 سامتہ کی ہے یہ تو آپ ہی کا کام ہے اس خوش بیانی کو ہمارا اسلام ہے نہ ہمارا ایسا کلام ہے  
 نہ ہم پر الزام ہے قولہ خدا نے قصہ آدم کا جو بیان کیا ہے وہ اصلی حالت فطر  
 انسانی کا بیان ہے جسکو منہر کہتے ہیں انہ انقول آپ تو بالکل اولیٰ تقریر کر رہے  
 ہیں اگر خدا کو قوی انسانی کا بیان قاعدہ منہر کے طور پر منظور ہوتا تو کیا مشکل مسئلہ نہا جسکو آدم  
 وہی بیان کر کے اپکو سمجھا سکتے مگر خدا تعالیٰ آیات بنیات میں ظاہر کر سکے خدا جاننے آپ  
 ہر مقام میں منہر کیا پکارا کرتے ہیں اور جو کہ معنی حقیقی آیات قرآنی کی جہور اہل اسلام نے  
 انک خیار کی ہیں وہ کیونکہ قانون فطرت کو خلاف سمجھی گئی ہیں اور کس بخیر است کا قول  
 آپ کے موافق ہے ورا حالہ تو دیکھ قولہ قرآن میں شیطان کا نام آیا ہے مگر اسکی حقیقت  
 وناہیت کو بیان نہیں ہوئی انقول حص غلط ہے اسکی حقیقت صاف بیان ہوئی  
 ہے کہ وہ اباب نوع سے جن کی اور مادہ وجود اسکا غرض اس سے کہ مراد انقول کہ یہ صفات  
 اس کے قرآن اور حدیث سے پائی جاتی ہیں ثبوتی صفت ہے کہ وہ مذہبی  
 آدم سے کہا تھا ان السعد تعالیٰ فیہ یرک لا یخوہم جمیع انقول بان ہی صفت

اور اسکی ہے اور انہم سے افضل ہیں سے دشمنی ہی اسکی ساتھ ہی آدم کے ثابت ہے اور یہی  
 آدم ہی دشمن شیطان کے ہیں جو عباد خالصین اور مؤمنین میں داخل ہیں اور احادیث میں  
 سب کچھ حالات اسکی بیان ہوئے ہیں چنانچہ کسی قدر شرح رسالہ میں ہم لکھ چکے ہیں  
 قولہ میں ہی اور صفات حمیدہ اوس بزرگ ذات کے ہیں اَلَمْ اَقُولْ اِن اَیْہِی  
 صفات مذکور ہیں اور علاوہ انکے بہت سے حالات موجود ہیں کہ اعتراف سابقہ ان  
 صفات کے ساتھ حضور کو اختیار ہے خواہ بزرگ ذات سمجھ کر صحت انسان قرار دیکے خواہ ذات  
 سمجھ کر لاجل یہیہ کر شق ثانی متعذر ہوگی کیونکہ عین ذات انسان مان لیا ہے تو بزرگی محال  
 ہے قولہ اب ان صفات شیطان کا ہم اپنے میں اپنے پاتے ہیں مگر کسی وجود خارجی  
 کو محسوس نہیں پاتے اَلَمْ اَقُولْ میں نے مانا کہ حضور والا صفات شیطان کا  
 اپنے میں اثر بیشک پائی ہیں مگر انکار وجود خارجی صحیح نہیں ہے وجود خارجی  
 سے اگر جسم اوسکا مثل اجسام ہی آدم یا حجر و شجر مراد ہے تو ممکن غلطی ہے کیونکہ مادہ و  
 ابلیس کا مار سے ہے نہ خاک سے اور مولوی محمد علی صاحب آپکو صاف بتا چکے ہیں  
 کہ وجود خارجی کے واسطے ہمیشہ وجود جسمانی ہی مراد نہیں لیا جاتا ہے پس وجود ماری ہر مادہ  
 اور اسکی تاثیرات کا پایا جانا کافی ہے ورنہ وجود خارجی ملائکہ و جن سے بھی انکار کرنا ہر یکا معلوم  
 نہیں ہے کہ آپ وجود خارجی کسکو کہتے ہیں آیا یہی کہ ذہنی و خیالی ہو ملکہ عنصری ہو یا کوئی  
 وجود محسوس البتہ خواہ خواہ درکار ہے شق اول تو ہم خود ثابت کر چکے ہیں اور شق ثانی میں  
 آپکا دعویٰ بلا دلیل ہے ہاں اسقدر ہم اور ہی بیان کرتے ہیں کہ شیاطین و جن کو صورت  
 انسان و حیوان وغیرہ کی بنالینے پر ہی خدا نے قدرت دی ہے اور اسی طرح خشت و نگوہی  
 وہ ہی قدرت پائی جاتی ہے لہذا صورت میں آدمی کی جن اور ملائکہ اور شیاطین کا آنا  
 اور دیکھنا جانا ہی ثابت ہوا ہے کہ امر سابقہ قولہ ہم میں ایک قوت ہے جو ہر کسی سے  
 رستے سے پہر نی ہے شیطان سمجھ کر اسکی دائرہ ہی بکڑ لیتی ہیں اَلَمْ اَقُولْ  
 اوس قوت کے متعلق ہم بخوبی جواب دے چکے فلا فیئہ اور شیطان کی جائزہ پانچویں  
 کی دائرہ ہی سفید آجاتی ہے اور اوسکے کال کے بدلے آپ ہی کا موندہ محل ہو جاتا ہے اسکا کچھ

تعجب نہیں ہے کیونکہ آپ قوت انسانی کو سلطان شہرستے ہیں تو عین جزو انسان قرار پاؤ گی ہر انسانی  
 دائرہ اگر ایسا نہیں آوے بالکل اصل ہو جائی تو آپ کے اصول پر کچھ عید نہیں ہے نہ ہمارے اصول  
 کہ ہم اس کو جتنی شہرستے ہیں فافہم قولہ میرے پیارے ہمدی بین ایکو ہمیشہ کہا کرتا ہوں  
 کہ جو خراب اثر مشرقی تعلیم کا آپ کے دل اور طبیعت پر ہوا ہے اس سے  
 کہی انہیں زمین آپ سمجھتے ہیں کہ نبی صلعم کو امی محض رکھنے میں کیا حکمت  
 تھی اہم اقول آپ بیٹھے تو ہیں بنارس میں مگر لندن سے حساب مشرق و مغرب کا کر رہے ہیں  
 مشرقی علوم جو قرآن و حدیث و تفسیر و اصول و فقہ و کلام و عقائد اہل اسلام ہیں ان سے انکو  
 نفرت ہو کر ساری خدائی کے مسلمان نوا و سلوک کمال دین سمجھتے ہیں خدا نکرے کہ اسکا  
 اثر دل سے جاتا رہے اوسے اس کے حاصل نکرے کی وجہ سے آپ اس خرابی میں پڑے ہیں  
 کہ نہ تو واقعی اہل اسلام کے کسی مسئلہ کی تحقیق بن پڑی نہ ہی نہ علوم جدیدہ کی تحصیل کی ہے  
 جو حکیمانہ و فلسفیانہ کوئی بات عمدہ کھلی اپنا جی تو چار دن طرف آپ دوسرے ہیں قرآن و حدیث  
 کو بھی فلسفیت مویہی سے ملاتے ہیں مگر ہر مقام پر ٹھوکر کھاتے ہیں کسی ایک قوم کے علوم پر  
 بھی پوری استعداد ہوتی تو کچھ کر دکھائی بغض مختصر کہ یہی تفصیل کہ کچھ باتوں میں اختیار کی جائیے  
 کی طرف بھی جیسے کہا تھا اسباب کی بھی مدد لی مگر ایک کوئی طرفہ ٹھیک نہو امیری خطا سعادت جو حضور  
 عقائد اہل اسلام لکھو شروع کیے لوگ خوش ہوئے کہ افادات جدیدہ سے لطف اوشاہنگے  
 مگر دوسرے عقیدہ کی تغیر و دیکھو یہی علماء فقہہ ماسکر ہنس پڑے اور کم استعداد شک میں پڑ گئے  
 کہ شرک باری کے امتناع پر اگر یہی دلیل ہے تو ہماری ایسی مشکلیں پر افسوس ہے جسے پہلے  
 تو آپ نے فرمایا کہ بغیر سمجھ بوجھ خدا کو واحد مان لینا واجب نہیں ہے اور یہ مسئلہ عقلی ہے بعدہ  
 دلیل عقلی نہایت ضد حق کے ساتھ بیان کر کے خود ہی ایک احتمال نقل کیا یعنی فرمایا ہاں بیشک  
 ایک شبہہ اس پر وارد ہوتا ہے کہ اس تمام کارخانہ قدرت سے جو ہم دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں خیال  
 مرث نہیں سکتا کہ کیا عجب ہے کہ مثل اس کارخانہ قدرت کے کوئی اور کارخانہ قدرت ہو اور  
 کوئی صلاح اور علت العلل اور موجود بالذات ازلی وابدی ہوا انحصار اس شبہہ کے ہو کر  
 اپنے کچھ ہی قدرت نہ پائی اور یہ جواب دیا کہ ہم اس شبہہ کو تسلیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

یہ ایک خیالی شہید ہے جو رفع یمین ہو سکا مگر اسلام اور ایمان کی بنیاد و جہاں پر یمنین ہے غرض  
 اور عقلمند مباحث کو جو حالت غیر وجود سے ہوتی ہیں یقین سے اور ایمان سے کہ مناسبت  
 نہیں ہے مولانا رحمہ فرماتے ہیں کہ حق میں نہایت خوب فرمایا ہے شعر مای استدلانیان چوین  
 بود و پای چوین سخت فی یقین بود و یقین کے لیے ضرور ہے کہ حق میں اول اسات کا بغیر  
 ولا ہے کہ وہ حقیقت الہیاتی و دہر کا زمانہ قدرت موجود ہے اور اس وقت کہ کہ خدا کی  
 توحید ثابت نہیں مگر وہی و فرضی باتوں سے خدا کے متعدد ہونے کا ثبوت نہیں ہو سکتا  
 ائمہ بالظہر مختصر خاکسار عرض کرتا ہے کہ پہلے تو آپ نے خود ہی مان لیا تھا کہ مسئلہ عقل سے  
 اور چارچا پنج اور علوم جدیدہ و فلسفیت پر مدار مذہب ثابت ہونا چاہتا ہے منقول تو کوئی  
 چیز بھی نہیں رہی ہی منقول سی منقول پکارا جاتے تھے کہ جب ایک شہید حکیمانہ  
 وارد ہوا تو کس واسطے فرماتے لگے کہ دین و ایمان و مذہب اسلام سے عقلمند فلسفہ و دلیل  
 سے کچھ حلقہ نہیں ہے مولوی روم صاحب کے خیوں پر جاگئے اگر ایسا ہی کرنا تو نہ مناف  
 کہ دیا ہوتا کہ قل ہوا بعد احد کافی ہے یا باہن شور آشوری یا باہن سے علی اس اپنی انگریز کو جو  
 آخر بحث میں لگی ہے ذرا یاد رکھنا کہ آپ ہمیشہ دلائل عقلیہ سے دین و ایمان کے متعلق روئے  
 کیا کرتے ہیں اب میں بھی کہنا چاہتا ہوں کہ خود فرمایا ہے خبر تو آپ کی معلومات علم کلام  
 کا ذکر ثبوت تہا اب میں پوچھتا ہوں کہ معرض ممکن ہونا شریک الہی کی بیان کرنا ہے اور  
 اپنے اس مکان عقلی کو تسلیم کر لیا اور اس سے ثبوت موجود ہونے کا مطلب کیا ہے  
 اس جوابی کے ساتھ کہ حضور کو اگر نہ دیکھا دے تو جو مانا ہو جائے فرماتے آپ فرمیں الکلام میں  
 اقرار کیا ہے یا نہیں کہ بہت سے مخلوقات ایسے تھے اور ہو چکے ہیں جسکا انکار نہیں ہو سکتا  
 کیونکہ میں فرماتا ہوں کہ اگر خدا ممکن ہو تو جو ایک کا خواہ عبت ہونا و وسر کا خواہ دونوں کا  
 ناقص ہونا اپنے تئیں کلمات میں خواہ معلوم ہو سکتا مخلوق ایک خدا کا دو سر کی قدرت سے  
 خواہ اجتماع متضادین کا خواہ ناقص ہونا علم و قدرت دونوں کا یا ایک کا لازم آتا ہے اس  
 اجمال کی بہت بڑی تفصیل در کا ہے کہ اعلیٰ من کہ وجدان سلیم و عقل متقیم حضور والا نے  
 جو عالم موجود کو گور کھنڈا اور گہری سے مشابہت دیکر مان لیا کہ ضرور ہے کہ اسکا صانع و

عجیب قدر ہے جانتے کہ ایک اکڑی کے پرزے متعدد کاریگر ملکر بنا دیں اور صنعت میں  
 سب برابر ہوں قدر برعترض تو متنع عقلی ہونا شریک باری کا رد کرنا اور مکن الوجود ثابت  
 کرنا تاسوا میں قدر اپنے خوشی سے تسلیم کر لیا ہے جو کچھ بحث کی وہی منقول و معادروہ علی  
 پر عام ہو گئی کیا کوئی جواب لیا کہ شہد معرض عقلا باطل ہو جائی نہیں ہو سکتا تھا جواب اس قدر  
 مضطر ہو کر اس قدر قناہ کرنے لگے کہ یہ رسالہ مختصر اس قابل نہیں ہے کہ اشعار شریک باری  
 کی دلائل مشرقی تعلیم یافتہ متکلمین کے اقوال سے ہم گلدین اور اصل مقصود سے بعد واقعہ  
 ہوتا ہے لہذا اس قدر پر قناعت کی جاتی ہے افسوس ہے کہ آپ مشرقی تعلیم کو خراب اور  
 اوسکے اثر کو باعث فساد سمجھتے ہیں اور اوسکے دفع کرنے پر کوشش کرتے ہیں جب  
 ہم مسلمانوں کا عالم تفسیر و حدیث و فقہ و اصول دنیا سے جا رہا اور ہم نچرل اسٹڈی خدا شہاد  
 ہو گئی تو پھر اسے خاصے منکر معجزات و معاد ہو جائیگی جس وقت کوئی آیت و حدیث کا ذکر  
 ہو کر لگیا جنہیں معاد یا معجزات کا ذکر ہو گا اور اوسکا ظاہر نشان نچرل بین علیگا تو مغربی  
 تعلیم یافتہ کو کون سے پوچھتے ہیں سیکے وہ فرما دیں گے کہ یہ سب خلاف پھر ہے تو بھلوگ خدا  
 جانے کس مدرسہ کون تین میں گر پڑینگے فرمائیے اگر آج مشرقی تعلیم کا اثر ہوتا تو آپ کھیا  
 بے اصل کا جواب کہاں سے لکھا جاتا اگر یہی پھر ہے تو انبیاء ہی ایک حکیم نچرل اسٹ  
 مٹرنینگے نہ صاحب معجزہ نہ صاحب وحی کیونکہ قانون قدرت و فلسفیت سے جبریل کا  
 آنا کیونکہ محسوسات ظاہری کے موافق ہو گا اور کون مانے گا کہ خلاف قواعد انتظام عالم کی  
 شق و الفرواق ہو سکے یا وہ بالکل صحیح ہوں جو خاصیت انبیاء و علم طبعی کے ساتھ موافقت  
 نہیں رکھتی ہیں مثلاً قاعدہ قدرت ہے کہ ایک پیالہ برکمانے سے ہزار آدمی سیر ہو کر  
 نہیں کما سکتے ہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ کما نہ بدستور موجود رہے یا جس بکری نے  
 اسی پھر نہیں دیا ہے وہ دودھ دیکھے یا جانور انسان کا سا کلام کر سکیں یا ملک مارنے میں  
 بلقیس کا تخت حضرت سلیمان کے پاس حاضر ہو جائے یا پھر سے ناقہ پیدا ہو یا سوا  
 کسی انسان کی مسخر ہو جائے یا لکڑی کا سانپ بن جائے وغیر ذلک من المعجزات پھر  
 معلوم ہے سب کچھ کیونکہ پھر سے موافق ہو گا اگرچہ آپ صاف صاف نہیں فرماتے ہیں

ابھی مسلمانوں کو نہیں پھر کاتے ہیں اور حتی المقدور مذاہلات رکبیک کر کے قرآن کو پیڑ سے  
 ملائے ہیں اور اقوال اکابر دین سے نفرت دلائے ہیں تاکہ نیچر کی طرف آہستہ آہستہ لوگ  
 رجوع لائیں درپردہ تو آپ سب کچھ کر رہے ہیں اسنے دوست سید محمدی کو نیچر کی طرف کھینچ  
 بولا ہے ہیں اور بنی امی پر نیچر کی پابندی جھٹلاتے ہیں تاہم اعرصہ نگذریگا کہ جو لوگ آزادی طبع کی  
 حرص جو ایمان گرفتار ہیں قید نماز و روزہ و پابندی حکام شریعہ منقولی میں عقیدات کو بدل  
 دینا پسند کرتے ہیں معلوم مشرقیہ سے نیز اس پر کہ مکی منکر شریعت برحق و ہنگے خصوصاً جس وقت  
 کتب میں و ایمان کی جگہ نیچر یون کے اقوال پر عقیدہ جانے کی شہرے گی تو کوئی دہریہ کوئی  
 ماحر ہو گا کیا عجب ہے کہ ہمارا دین اسلام ہی اسلام کر کے زحمت ہو معاذ اللہ ہمارے  
 رسول مقبول کیون حکیم نیچرل اسٹ ہو گئے کسی ایک حدیث میں فرمایا کہ قوی ملکی شیطانی  
 کا قصہ قرآن میں مراد ہے نہ حقیقی ابلیس کا اور آدمی ہونا تو حضرت کا اس واسطے ایک سچہ  
 کہ الہامی کتاب آسمانی کی طرف دعوت کرنے تھے اور بر ملا قانون البورقہ من شملہ بکارتے سنی  
 سامعین جبران تھے کہ جو شخص خود اُمتی ہے کسی سے تعلیم نہیں پاتی وہ کہاں سے رکنا  
 لایا اور کس طرح ایسا کلام بلاغت نظام سنایا ضرور ہے کہ وحی آسمانی و تعلیم ربانی ہوا اور اگر  
 نیچرل اسٹ ہوتا کوئی بُری تعریف کی بات ہے نیز یون نیچرل اسٹ گذرے ہیں اور  
 ہوا جا کر دین خاتم النبیین کا اطلاق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر کیونکہ ہو سکے گا  
 ہر ایک حکیم نیچرل اسٹ نبوت کا مصداق ہو جاوے گا خدا نکرے کہ مولوی محمدی علی صاحب نیچر  
 حیرتہ کا بانی ہیں چہ جای جاری رکھنے کی ہم تو بدعا کرتے ہیں کہ خدا ایسا متغلب القلوب ہے  
 کہ انکو بھی خیالات نیچر سے بچا دے اور جماع امت کی طرف لاوے آمین یا ارحم الراحمین آو جس  
 علم کی نسبت آپ حجاب الابرک کا لفظ کہتے ہیں معاذ اللہ وہ علم قرآن و حدیث و فقہ و اصول ہرگز  
 نہیں ہو سکتا ہے ہاں اسکا خلاف حجاب الابرک ہو گا تو کہ لفظ شیطان سے اگر کوئی جو  
 حاسر مبنی الانسان مراد لیجاسے تو ضرور قرآن مجید کو نفوذ بان غلط یا خلاف  
 واقع ماننا پڑیگا الخ اول ابھی کیا ہے آئندہ ارشاد ہو گا کہ احکام معاذ و عزات انبیاء  
 پر محمول ہوں تو چونکہ خلاف قانون فطرت ہیں قرآن میں حقیقت مراد نہیں ہے تمثیل نہ پڑے



سمجھایا گیا ہے ورنہ قرآن غلط و خلاف واقع ٹھہر گیا اپنے آئینہ ثابت نہیں کیا ہے کہ ایسا  
 قوت بدن انسان میں ایسی ہے جو اطاعت روح کی نہیں کتنی سب سے بلکہ روح کے ساتھ  
 مساوات واقع ہے نہ اپنے اسکا ثبوت دیا ہے کہ حرارت غریزی سے کوئی قوت خاص تر  
 پاکر مخلوق ہوتی ہے نہ منطوق آیات سے یا اتفاق جمہور امت سے یا احادیث صحیحہ سے  
 گئے ثابت کیا ہے کہ قوت انساں کا نام ابلیس ہے پر کیا فائدہ کہ اپنے خیالات و توہمات پر  
 ایکو خرم و یقین جو کچھ ہو جائے وہ مان لیا جائے اپنے دعویٰ میں آپ ہی معنی ہیں اسکی  
 برہان کوئی نہیں ہے ہم تو اپنے دعویٰ کا ثبوت قرآن و حدیث و اتفاق جمہور اہل ملت سے  
 قیے ہیں اور نظائر الفاظ و منطوق آیات سے تا تیرہ ہونچتی ہے پر آپ کے فقرات کو صرف نام  
 کہہ دینا تو غنیمت تسلیم کرنا چاہیے تھا کہ انکار نصوص قرآنی کا ہے ہم نہیں تسلیم کر دینا  
 کہ ہر حکم تا دل مرفوع القلم ہے مثلاً اگر کوئی کہے کہ صلوٰۃ و زکوٰۃ و حج و ہجرت سے معنی لغوی مراد  
 ہیں نہ صلیح شرعیہ یا خبر سے مراد ہے کہ اسقدر پتیا ہو جو عقل کو زائل کر دے مگر خبر طویل و معجز  
 عقل پیدا نہ کرے جہرام نہیں ہے تو وہ شخص کیا معذور کر جائیگا حاشا و کلا ظاہر ہے کہ اسقدر  
 اور میں آیات قرآنی نصوص قطعیہ ہیں کہ جن بمقابلہ انس کے ایک مخلوق ناری ہے اور  
 ساتھ ایمان کے ہے اور باجماع قرآن شریف میں جو لفظ جن و انس کا وارد ہوا ہے انس سے  
 مراد اولاد آدم ہے جن سے مراد بنی جان ہیں اور جن کی ایک قسم وہ ابلیس ہے جسے سجدہ  
 نہ کیا اور تاقیامت زندہ رہیگا اور وہ مع اپنے تمام جنود و قبیلہ و ذریت کر دشمن اور منوی اور  
 اور موسوس بنی آدم کا ہے اور سجدہ سے مراد سجدہ قطعی ہے نہ قوامی بدنی کی اطاعت پر  
 کیونکہ اسکے خلاف کا نام انکار نصوص قطعیہ قرآنی نہ ہوگا ورنہ لازم آتا ہے کہ وجود خارجی  
 ملائکہ میں بھی کوئی آیت نص نہ ٹھہری بلکہ آدم کا وجود بھی غیر مخصوص ہو کیونکہ تمام تصور آدم  
 کی اور ساری تفصیل انکی قرآن میں کتب مذکور نہ ہوتی ہے اور ملائکہ کی تصریح تمام و کمال کیا  
 موجود ہے اور نماز کی پوری ترکیب اور زکوٰۃ کی تفصیل اور بالکل احکام صوم و رمضان کے  
 اور تمام مسائل مناسک حج کے کس آیت میں موجود ہیں یہاں تک کہ ابصر احت تمام  
 اوقات پنجگانہ نماز کے بھی مذکور نہیں ہیں تو کیا نماز بھی مخصوص نہ ہوگی اور انکا مآول

و منکر معذ و بر سجما جاوید گناہیست کماستہ اجتماع اہمیت کو لیا کر دیکھئے اور اولیٰ شریعہ سے  
 چشم پوشی نہ کیجئے ورنہ سارا قرآن متشابہات میں داخل ہوگا کہ کوئی آیت ممکن نہ رہے گی کہ کو  
 لفظ بجز اپنے ظاہر کی صادق آوے گی قول پہلی بسم اللہ قرآن مجید بن لفظ قال کا بابت خدا اور  
 فرستون اور شیطان کو آتا ہے وہ پھر معنی حقیقی میں متعل نہیں ہے الا قول حقیقت کلام  
 کی باعتبار حقیقت ہر ایک ذات کو صحیح ہو خود حضور معلیٰ فہمین الکلام کے معنی ۶۶ میں  
 فرمایا ہے ہم مسلمان اس درس کی یوں تفسیر کرتے ہیں کہ یہ آواز خود اوستی خدا کی تھی  
 جو اپنی ثبات میں اور اپنی صفات میں سب طرح پر واحد حقیقی ہے اور خود ہی بخیر کی  
 معرفت کے ہم کلام ہوا اور وہ آواز خود اوستی کی آواز تھی نہ کسی دوسرے کی ہم مسلمان  
 یہ اعتقاد کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی تمام صفات جیسے سننا اور جاننا اور بولنا اور پکارنا  
 سنانا اور جاننا اور بولنا اور پکارنا نہیں ہے پھر نسبت اسی کے اور کسی طرح کی نسبت  
 نہیں ہے وہ بولتا ہے مگر نہ بذریعہ کسی بولنے والی چیز کے وہ آپ ہی آواز ہے اور  
 آپ ہی اپنی آواز سننا ہے الہم مختصر آخر فرماتے کہ جب وہ خود ہی آواز ہے اور اسکی آواز  
 اور ذات حقیقی ہے اور خود ہی ہم کلام ہوا تو حقیقت قال ربک میں کیا شک ہے کیا مان لیتے  
 آلات شکم کے نہیں بولتا ہے مگر اوستی سے نفی حقیقت کلام کی کیونکہ مرد ہوگی اور مجاز  
 کس اسطے ٹھہرے گا اور کیا فرماتین گے جناب عالی قرآن شریف کے باب میں آیا وہ کلام اللہ  
 حقیقی ہے یا نہیں حالانکہ خود ہی ہمیں کلام کی جلد اول کے صفحہ ۱۰۱ میں لکھ چکے ہیں کہ  
 ہمارے پیغمبر صلعم پر جو وحی نازل ہوئی اوسمیں بالذات ایک درجہ فصاحت کا بھی  
 تھا اسلیئے ضرور ہوا کہ وہ وہی لفظ نازل ہوتا کہ اوستی ہی فصاحت انسان سے نہیں ہے  
 چنانچہ قرآن مجید اسی طرح لفظ نازل ہوا اور وہی لفظ بلفظ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو کو لکھو پڑہنا یا اس سبب ہم مسلمانوں اپنی اصطلاح میں کلام الہی کو ایک خاص  
 معنوں میں سمجھا ہے یعنی وہ وحی کہ جسکی لفظ ہی خدا سے ہے ہوں اور ایسی وحی کو ہم  
 کہتے ہیں وحی متلو یا کلام الہی انتہی بل لفظ ہا فی رہا کلام فرشتہ کا اوستی ہی حقیقت آپ ہی  
 ہمیں کلام سے ہم نشان دیتے ہیں صفحہ ۱۰۱ پر لکھا ہے دوسرے یہ کہ فرشتہ خدا کا وحی

کی صورت میں بنکر اوسے اور خدا کا پیغام پہنچا دے اور اس قول کی تائید میں آنا فرشتہ نہ کا اور  
 کلام کرنا حضرت مریم کے ساتھ آیت قرآنی سے لگھا ہے انصاف کیجیے کہ کلام فرشتوں کا کیونکر  
 حقیقی ہوگا اور شیطان کا کلام ہی باعتبار اوسکی ذات کی حقیقی ہے کیونکہ جن کا کلام کرنا قابل نکار  
 نہیں ہے اور شیطان ہی آیت قسم ہے جن کی اور آدم کا کلام ہی باعتبار ذات آدم کے حقیقی  
 ہے نہ مجازی اگر حضور والا کے نزدیک حقیقت کا اطلاق بغیر ثبوت اجسام کے نہیں ہے  
 تو وجود واجب الوجود کو بھی غالباً مجازی سمجھئے ہونگے اور لفظ شجرہ کا بھی معنی مجازی پر محمول  
 نہیں ہے جتنے نام کہ بقول جناب کے لالو کلو کا لگایا ہوا نہ تھا مگر لالو کلو کے خالق کا پیدا کیا ہوا  
 جب کہ خود آپ ہی اقرار کر چکے ہیں کہ طَیْقًا لِّخَضِرٍ فَاَنْ عَلِمْتُمْ مَعْنٰی رَیْقٍ الْجَنَّةِ سے مراد یہی ہے  
 کہ جنت کے تین سے بدن کو چھپانے لگے تو وہ تپے کمان سے آتے فرض کیا کہ آدم  
 بقول حضور کے باغ دنیا میں تھے مگر اوس میں درخت ہی تھے جسکے پتوں سے بدن چھپایا  
 پہر کیا وجہ ہے کہ وہ درخت تو حقیقی ہوں اور ایک درخت مجازی ہو اور واسطے وجود حقیقی  
 درخت کے لفظ شجرہ کا دلالت مطالبی رکھتا ہے اور کوئی وجہ صرف حقیقت کی نہیں ہے  
 پہر بغیر تفسیر حقیقت کے منطوق الفاظ سے گریز کر چکی کوئی وجہ نہیں ہے اس مقام پر یہی  
 لکھا ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ الفاظ آیت قرآنی صرف وجود شجرہ کی واسطے لفظ ہیں مگر قرآن  
 میں یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ اوس شجرہ کا فہرہ کیا تھا اور شجرہ دنیا میں اوسکو سنبلا یا عنب وغیرہ  
 کس کے ساتھ مماثلت تھی اور اوس شجرہ کے خواص کیا کیا تھے جانتے ہیں کہ اوسکی خاصیت  
 یا فراج یا فہرہ مماثل گندم کا ہو اور ہم لوگ اوسکا شجرہ گندم نام رکھیں یا انکو گرسا ہو اور شجرہ  
 نام لیں یا اوسی شجرہ میں ایسے خواص ہوں کہ انواع اقسام کے نیک و بد فرسے دیتا ہو اور  
 چونکہ قبل اکل شجرہ سے حضرت آدم کو علم اوس قسم کے نیک و بد عذر دکانہ تھا اور تجربہ جدید  
 سے انکو علم اوسکا حاصل ہوا شجرہ علم کما جاسے یا اس اعتبار سے شجرہ علم کما جاسے  
 کہ اوسکی خاصیت فراہمی ایسی تھی کہ قوت علم کو بڑھاتی تھی ہر کیفیت نام رکھنا کسی موجود حقیقی کا  
 باعتبار مناسبت صورت و تاثیر و نوعیت کے ہوتا ہے مگر اوس سے نفی وجود حقیقی کی نہیں  
 مراد ہوتی ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ بعض نباتات کے نام باعتبار محاورہ ہر ایک ملک کو

اکثر مختلف ہوتے ہیں اور خواص ہی ایسے پائے جاتے ہیں کہ بعض نباتات سے تقویت  
اعضا و رئیسہ و قوی بطنی کی بالخصوص ہوتی ہے اسی اعتبار سے حکمای قدیم و جدید نام  
بھی رکھ دیتے ہیں مثلاً اسطوخودوس کہ اسکو دماغ کے صاف کرنے کی غذا نے خاصیت  
دی ہے لہذا جارب و ب دماغ نام ہو گیا مگر اختلاف اسماء سے اصلیت و حقیقت شجرہ کا انکار  
کرنا بالبدانہ بالکل ہے اس صورت میں مفسرین نے اگر نام اس شجرہ کا یا تو اسکی خاصیت  
کے لحاظ سے خواہ دوسرے قسم کی مماثلت و مناسبت سے درخت گندم یا درخت غلب  
یا درخت انجیر یا درخت گافور یا درخت علم استعمال کیا تو بھی حقیقت اصل شجرہ سے کچھ واسطہ  
نہیں ہے اور ایسا ہی جال حور و قصور و حوض کوثر و انار و سدرة المنتہی اور شجرہ طہور و غیرہ کا  
ہے اور یہاں نہیں معلوم ہے کہ یہ قاعدہ حضور نے کہاں ہے پایا ہے کہ بالفرض اگر کسی  
آئمہ میں بعض الفاظ مجازی معنی پر ہی محمول ہوں تو ہر سارے معنی آتے کے مجازی ہی  
شمار آتی جاوےں علاوہ اسکے جو تفسیر آپ نے لکھی ہے وہ تو الفاظ آتہ سے کب طرح مطابقت  
نہیں رکھتی ہے کیونکہ قرآن مجید میں تشریف حالات آدم و حوا و ملائکہ و ابلیس سے آخر تک  
ابلیس کا مردود ہونا اور اوسیکا آدم و حوا و فون کے ولین و ستونہ و ان مذکور ہے اسی طرح  
حال تمام ابلیس کا البیغہ واحد اور آدم و حوا کا البیغہ تثنیہ ہر جگہ مذکور ہوا ہے اور اسی سے  
ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ہی ابلیس تھا جسے بعد سے انکار کیا اور قیامت تک زندہ رہے گا اور  
اوسکی کافل ہے کہ دونوں کو اغوا کیا اب ذرا انصاف کیجیے کہ حضور نے جب قدر تفریق کی ہے  
وہ قوت بہیمہ آدم سے متعلق ہے نہ قوت حواسی بلکہ حوا کا صغیرن سے جو ان حائل بالغ  
ہونا اور اس کے سامنے ہی شجرہ علم و قتل کا پیش کیا جانا اور اسکو اوکا منظور کرنا اور پورا واقعہ  
برگزیان نہیں کیا ہے تو کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ قوت آدم نے وجود خارجی پیدا کیا اور حوا کو  
بھی اغوا کیا البتہ نہیں بلکہ حکام سے ایسا پایا جاتا ہے کہ حوا کی تحریک سے آدم نے شجرہ ممنوعہ  
کرنا یا تھا حالانکہ حضور کا تفسیر جدید میں یہ قول ہے کہ آدم ہی کی قوت بہیمہ نے آدم کو اغوا کیا  
توضیح ہے کہ کسی ایک کی قوت کا وجود خارجی واسطے اغوا دوسرے کے بان لےجے اور اس  
کے وجود خارجی سے انکار کر کے قوای جسمانی کا وجود خارجی تسلیم فرماتے یا یوں فرماتے

کہ مراد بلکہ اس نے سجدہ سے انکار کیا کہ وہ سجدہ بھی بشرطہ حضور ہی کیوں نہ ہو جس مسئلہ میں ضعیف  
 واحد کی کچھ ہی تاویل نہیں بن پڑیگی اور کیونکہ کوئی دلیل کم ہو سکتا ہے کہ ایک ہی آیت میں جس جگہ  
 مراد ہے وہاں ضعیف واحد کا استعمال ہو اور جس جگہ مراد ہے وہاں ضعیف متینہ کا اور سب پر ہی اتنی  
 خلاف اور سکے مراد پر جاوین اتنی طرح شجرہ کا لفظ یہ ضعیف واحد آیا ہے کہیں بشرطہ جامع کی نہیں  
 آتی ہے اگر تین بلوغ تک ہو چکا آدم کو کم کھنکار ہونا و شجرہ سے مراد وہ قوت و علم و عقل کی شہادت جی  
 تو وہ شجرہ کا استعمال تسلیم کرنا پڑیگا حالانکہ ظاہر الفاظ آیت کے خلاف ہے اور یہ تاویل خلیل جعفر  
 کے ارشاد سے نکلتی ہے کہ شجرہ واحد اس واسطے صحیح ہوگا کہ علم کو اس واسطے عقل لازم ہے اور حالت  
 بلوغ میں عقل حاصل ہوتی لہذا شجرہ علم و عقل کا پیش کیا جاوے و ربوبی آدم کے مراد ہوگا اسکی  
 نسبت خاکسار عرض کرتا ہے کہ جو کہ دفع و خل و مقدرات کی تفسیر سے پایا جاتا ہے اور کمال احوال  
 کے ساتھ آپ نے لکھا ہے وہ ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ علم کے واسطے کچھ عقل ہی لازم نہیں  
 ہے بلکہ بہت سی قوتیں لازم و ملزوم ہیں اور یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اگر شل قوت و اسہ و حافظہ وغیرہ  
 بیکار ہوں تو مجرد قوت عقل واسطے علم کے کافی ہے بلکہ ترکیب انسانی اس قسم کی واقع ہوتی  
 کہ بعض قوتوں کے فقدان سے عقل ہی قائم نہیں رہ سکتی ہے تو عقل کے واسطے بہت کچھ لازم  
 و ملزوم ضرورتاً ہے پڑیگی اور لازم کا لازم ہی لازم ہوگا ہر کوئی وجہ تخصیص عقل کی نہیں رہتی  
 صرف اسی خیال سے یہ تفسیر بنائی ہے کہ اس بلوغ میں عاقل و بالغ ہونا نشاء و عطیان و حاکم  
 اور شجرہ علم کو ساتھ عقل کے جہان کر دیا جاوے اگر نہ شجرہ علم مراد لیجاتی تو تفسیر شجرہ میں فقور  
 واقع ہوتا نہ اسی واسطے عقل کو دخل دیا اور ترکیب الفاظ قرآنی پر نظر نہ رہی کہ لفظ عقلی علی اولی  
 قولہ کیا صحیح ہے یقین کرتے ہیں کہ لفظ قبضہ لکھا سو اہم سے حضرت آدم کی لہنی یعنی گول  
 گول چیز و گمانی دیتی مراد ہے یا حضرت عوا کی شہر گاہ و گمانی دینو لگی الخ اقول خود جناب متنا  
 تاب نے تیسرے الکلام کے صفحہ ۱۲۵ میں لکھا ہے قرآن مجید میں بیان ہوا ہے کہ جب آدم  
 و حوا اس درخت میں سے کھانا کھاؤں گی برہنگی ظاہر ہوتی اس سے ظاہر ہے کہ کھانے سے  
 منع کیا گیا کیونکہ اگر پاس جانے سے بھی منع ہوتا تو مجبور پاس جاسکتے کھانے سے پہلے اوکی  
 برہنگی ظاہر ہو جاتی انتہی بلفظ اب خاکسار نہایت ادب سے سوال کرتا ہے کہ جو الفاظ عش

اور پھر خانات تہذیب و اخلاق کے حضور والائے زبان سے نکالے ہیں اور اب محمد  
 عالمائے دیکھا یا ہے شاید مولیٰ افشین اسی کا نام ہے جب حضرت آدم و حوا اولیٰ کبریا و جلالہ  
 تعالیٰ کی نسبت فحش اور شتم سے حضور والا کو دریغ نہیں ہے تو ایک پرچہ میں جو بہشت کو  
 چمکے اور جہنم کو گھبراہٹ دے اور اسوہ حسنہ کو جاہل کی نحوائیں اپنے کسی دوست کے نام سے  
 چھپوایا ہے کس حساب و کتاب میں ہو گا بڑی شرم کا مقام ہے کہ جس قول میں خود بدلت  
 ہی پہلے شریک ہوں اوس سے غافل بن کر فقر الزامی قائم کریں اور حضرت اول الانبیاء  
 علیہ السلام اور جناب حوا رحمہ اللہ عنما کی شان میں فحش کلام لکھ کر خودی از سر پر افتخار کیا جا  
 اور سرین اہل اسلام پر طنز و تعریض کا حوصلہ پیدا ہو خیر یہ پکا بیولنا حضور ہی کو مبارک رہے  
 اصل بحث کی طرف ہم رجوع کرتے ہیں کہ تفسیر کبریٰ کی جس عبارت آپ نے نشان دیا ہے  
 وہ متعلق مہنی و مراد و لذت سوا تھا کے نہیں ہے بلکہ اصل عبارت یہ ہے البتہ التانی  
 فرج الرجل والمرءہ وذلک لان نامورہ لیسور الانسان قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
 کا تھا قد الیسا تو ابیستر عورت تھا فلما عصیانہا لہ عنہا ذلک لثوب فذلک قولہ تعالیٰ فلما ذلک  
 بدت لہما سواتہما انتہی بلنظہر ابوہریرہ و فاش ہو گیا کہ تفسیر کبریٰ کے مستند کہ جناب میں بھی سواہ سے  
 مراد عورت ہے ہاں مراد اغوا سے ابلیس کی یہی کہ آدم و حوا کو ذلت و نقص منزلت و  
 زوال منصب لاحق حال ہو جاوے اور کچھ تخصیص امام رازی یا دیگر مفسرین کی نہیں ہے  
 بلکہ جاری ہے یہی اپنی صحیح میں جو تفسیر اپنے اسناد سے لکھی ہے اوس کے یہ الفاظ ہیں یونان  
 الوریق و یخفیان بعضہ لہی بعضہ سواتہما کما تہ عن فرجہا و متاع الی عین ہنالی یوم القبا  
 الہم اور عبارت تفسیر کبریٰ سے وہ شبہ یہی حضور کا رفع ہو گیا جو فرمایا ہے کہ کجا گئے ہوں کمانا و کجا  
 برہنہ ہونا ظاہر ہو گیا کہ برہنگی بہ سبب عصیان کے ہوئی کہ خاکہ جنت بدن سے اتر گئے تو کیا  
 سبب و باقی رہ گیا جس پر تفتہ اوڑھے جاتے ہیں فلیضکوا فلیلا و لیکوا اکثر اور بالفرض حالتہ  
 ہی مراد لہا ہے تب بھی مجازی معنی کو اسے پہنچنے کے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہاں یہ معنی حقیقی ہر  
 اور مراد یہ ہے کہ کس گئے عیب آدم کے اور وجہ کس جاتے عیب کی و نہی کیا تھ سے  
 ہم مطابق کردینے لینے عصیان واقع ہونے سے برہنہ ہونا اور پتھون سے بدن کا جھاننا

طافنا فیہ فیضان علیہ ما فیہ منہ فی الخیر و غیرہ سے بھی ثابت ہو چکا ہے جس پر غیب کا برہان ثابت ہوا  
 اور غیب و غیبیان کا بھی خود محتاج ثبوت نہیں ہے جس کے واسطے غیب آدم ربہ نقوی وارو  
 ہے پر نہیں معلوم کہ مجازی معنی آپ کے مذاق پر بھی کس طرح صادق ہو سکتی ہو نہ برہان فیہ  
 سورہ بین آیا ہے یا نبی آدم قد انزلنا علیک لکلاما لاتیا وریا نبی آدم کہ لا تقفتم الشیطان کا آخر  
 ابولک لاتیہ الم اقول و دون انہ چون ہمارے ہی قول کی تائید موجود ہے اور آپ کی مراد حال  
 نہیں ہوتی تفسیر عالم التشریل میں پہلی آیت کی شان نزول یہ لکھی ہے کہ ایام جاہلیت میں بنہ  
 ہو کر لوگ طوائف کعبہ کا کیا کرنے لگے اور کہتے تھے کہ طواف فی تباب عیننا اللہ فیہ لکعبہ  
 طواف نہ کرینگے پھر دن کے ساتھ جنہوں نے نافرمانی کی ہے خدا کی اس نعم کو خدا تعالیٰ نے منع فرمایا  
 اور اپنا احسان چاہا اور خلق حسن سکھایا کہ جیسے لباس پیدا کیا ہے تاکہ تم اپنی عورت کو چھپا  
 اور مال و زینت بھی دبا گیا ہے اور سب سے اچھا لباس نقوی کا ہے الغرض سوائے اس  
 کوئی دوسرے معنی موافق مذاق جناب مخاطب کے ثابت نہیں ہوتے ہیں پھر اس آیت کا  
 تذکرہ بھی غیبت تھا باقی رہی بحث متعلق دوسری آیت کے وہ تو بالکل جاری ہی دلیل ہے  
 لینے خدا تعالیٰ جو تباب لکھایا اولاد آدم کہیں نہ گمراہ نہ کر دے شیطان جیسا کہ ہمارے  
 مان باب کو بہشت سے نکالا اور اتروائے اوس کے بدن کے کپڑے تاکہ کھل جاوین ان کی  
 عورت چنانچہ نفسیہ عالم میں ہے ایسی ہی کھلی حالت کا اور اگر صاحب معالک کا اعتبار نہ تو  
 خود ہی حضور اپنا اعتبار قائم رکھیں لینے تبیین الکلام میں برہان کا آپ ہی لفظ لکھ چکے ہیں  
 کما مر سابقاً تو یہ طویل کلام سے کیا فائدہ ہوگا مع ذلک اگر کھل جانا غیب کا بھی مراد ہو تب  
 بھی مجاز کیونکر ہوگا حالانکہ لفظ مشترک المعنی ہے اور اوس کے متعلق آیت اوس میں ہم تفسیر  
 لکھ چکے ہیں قولہ اگر قرآن کے یہ معنی لیے جاوین تو بھیجیو سی کسنا پڑیگا سخن نہیں عالم بالا مستحکم  
 حضرت کو پھر کہہ دوئی بھی نہیں آئی چاہی خدای الم اقول اب تو ہمارے جناب عالی حامی امتیہ پیر  
 خوب ہی کھل کیا صاف صاف خدا تعالیٰ کی شان میں اپنے مکتوبات خاطر کو لکھنے لگے اور سب  
 و شتم کے شہر نے لگی واہ ربہ تہذیب الاخلاق اور کیا کتا ہے اس رسول الرشید و عالم مغربہ  
 رکشی جہاد کا کیا اچھی ہدایت تومی ہو رہی ہے بھلا اور کون سی ہو پھر کون سے تو آپ کی نفی کے

لوگ بیکہ جاوینگے حیرت آج پامین احکم الحاکمین کو خدائی کے لائق نہ ٹھہراوین چاہیں نہیں سزا  
 نے بہرہ بہا وین ہمارا تو وہی حد ہے اوسیکو ہم ملک جن والہں سمجھتے ہیں اوسے کے کلام ٹھیک  
 نظام کی تفسیر بیان کرنا ہمارا کام ہے کہ حلقہ ہشت کا اور جانا لبیب نافرونی کے واقعہ ہوا تھا  
 عبارت تفسیر کیر سے واضح ہے بعد ظہور نافرونی کے جب حکم جنت سے بچنے کا اور دینان  
 اوترنے کا ہوا تو جاہ ہشتی کیونکہ سائرہ سلکنا تانہ یہ امر نفی ٹھہرے اور اٹانے کا ہے نہ خدا کو فائز بنانے کا  
 ہے تفسیر دانی حضور کی معلوم ہو گئی ہے چاہا اجتہاد و ایجاد دین قولہ جب زیادہ حقیقت جنت و آدم  
 وغیرہ کی بیان نہیں کی گئی تو یہ آیات کو نفوس کسنا چاہیے اقول حضور ہی ارشاد فرماوین کہ  
 وجود آدم کا منصوص ہے یا نہیں اگر ہے تو جو جنت و ملائکہ و ابلیس ہی منصوص ہے ہاں اگر  
 نص کے واسطے یہی ضرور ہے کہ فو کو گراف سے تصویر یہی لی گئی ہو اور ایل ہم بین رکھدی جاوے  
 تو بیشک نص نہیں ہے مگر یہی حضور سے یہ پوچھا جائیگا کہ دربابہ قوای انسانی کے نص نہ  
 مان لی گئی ہے ہاں میں بھول گیا مالاہسنی ربی کے ذریعے سے تفسیر ہو گئی ہے قولہ  
 یہ سب مضامین نیچر بہرین روحانی تربیت حاصل ہوتی ہے جس طرح شیطان کا و خود خارجی  
 کوئی شخص خیال کرے ایک لبنی نسخ شل شیطان کی دم کے لیکر لاجول پڑے اور سی طرح ایک رانا  
 نیچر اسٹ اوس حقیقت کو خیال کر کے سمجھے کہ وہ سب نیچر انسان کا بیان ہے دونوں کو قرآن  
 سے فائدہ برابر ہو چکیگا اقول الحمد للہ کہ ہم مسلمان قرآن سے فائدہ اوٹھاتے ہیں تو بقول  
 حضور کے نیچر اسٹ صاحبون کے برابر ہیں تو اب ہم کو اپنی فقرات و مسلمات کے ترک  
 کرنے کی کوئی وجہ نہ رہی مگر جناب نیچر اسٹ کو اپنی خبر لبنی چاہیے اور ثابت کیجے کہ نیچر اسٹ  
 بطلان معنی قرآن شریف کی کیونکہ صحیح ہوگی مہربانی کر کے کتب نیچر اسٹ سے قصہ پیدا ہونے  
 آدم کا اور اسکے تمام حالات کا مجھ کو بتا دیجیے ورنہ مجھ پر یہ کسٹیر لگا کہ حضور رات تک اپنے وین  
 ہی ناواقف ہیں چہ جای مذہب اسلام اور مجھ کو کمال حیرت ہے کہ اہل اسلام کی تسبیح کو شیطان  
 کی دم سے کیا سمجھ کر آپ نے شبہ یہی ہے کیونکہ باقرہ ص ۲۸ کے لاجول پڑنا شیطان پر حیم پر پڑنا  
 تسبیح کے معمول اہل اسلام کا ہے اور لاجول سے شیطان کو صدمہ پہونچتا ہے تو ہماری تسبیح  
 شیطان کے واسطے ہرگز نفعیاب یا نہی کی بہانسی ہوگی مگر غالباً جناب عالی کو یاد نہ کیا کہ تسبیح



کے معجزہ خدا میں فرمایا ہے ہم خود ہی شیطان ہیں اور ہم خود ہی رحمان ہیں بلقطفہ اور افادت  
 بدیدہ میں جو کچھ ارشاد ہوا ہے اوسکا یہ مضمون ہے کہ شیطان کی جگہ اپنی ہی دائرہ سیفید و ست  
 مبارک میں آجاتی ہے اور اپنا ہی کمال لال ہو جاتا ہے جب حضور انبی ریش سفید کو ایسی  
 تشبیہات سے یاد فرماتے ہیں تو شیخ اہل اسلام کی کس شمار میں ہے ہاں حقیقت اور محاکا  
 فرق ہے کیونکہ ہلوگ شیطان کو عین انسان حقیقی نہیں سمجھتے ہیں مگر حضور شیطان کو انسان کا  
 جزو لازم تھا جانتے ہیں لطفہ جب ہمارے جناب مخاطب نے شیطان کی دم سے تسبیح گوئی  
 دی تو وجود شبہ اور شبہ بہ کاسح وجہ شبہ ہی ضروری ہو لہذا حال وجود خارجی شیطان کا لطائف  
 ظائف میں ہی ثابت ہو گیا اور تقریر الزامی کا لطف سب کو معلوم ہو گیا فانہم قولہ اگر اسکا نام بد  
 ہے تو بدایت کسکا نام ہے الخ اقول سر الامور محدثا تا کا نام بدعت ہے اور کتاب سنت  
 کا نام بدایت ہے اب حضور والا اپنی تفسیر پیچیدہ کو خودی مطابق کر لیں کہ بدعت ہے نابت  
 لوگوں سے پوچھنے کی کیا حاجت ہے قولہ علمای سابقین نے مصداق یہ ہر اظہار نہیں کیا  
 اقول یہ شہادت علی النفی و تصدیق امر محدود غالباً ممالک الہی ربی میں داخل ہوگی یا شایست  
 پیچیدہ کی کسی فتاویٰ میں اس قسم کا ارشاد جابر ہو گا خیر علمای سابقین کی سند تو آپ دیجے  
 مگر اپنی بھی بالغات سابق کی خبر لیجیے کہ ہم آپ ہی کا قول تبیین الکلام کے صفحہ ۱۵ میں لکھا  
 میں یعنی آپ فرماتے ہیں رونا بچہ کا بروقت پیدا ہونے کے بڑا ہے بسبب تحریک قوا  
 بہیمیہ کے جسکو اس جگہ شیطان کے جوہر سے تعبیر کیا گیا ہے حضرت فریم و حضرت شیخ علیہ  
 کو اس بات سے ایسا مستثنیٰ کیا ہے کہ قوای بہیمیہ غالب تر قوت ہو انسان میں ہے اور جو  
 اوسکی عفت اور خلعت میں خلل ڈالتی ہے اوس سے اونکا پاک ہونا ہر طرح سے ثابت  
 کیا جائے انتہی بلقطفہ اس تقریر سے ثابت ہوا کہ قوای بہیمیہ سے حضرت مسیح ہر طرح سے  
 پاک تھے اونمیں وہ قوت ہی تھی جسکو شیطانہ قرار دیا گیا ہے اور ذرا آگے چلکر صفحہ ۱۷ میں  
 جو لکھا ہے اوسکو بھی ملاحظہ فرمائیے حضرت مسیح نے ہی شیطان کا سر کیا جبکہ وہ چالیس دن  
 اور رات امتحان میں ڈالے گئے بلقطفہ اب تو کچھ شبہ نہ رہا کہ شیطان قوت بہیمیہ تھی جسکا وجود  
 مقصود نہ تھا تو امتحان میں ڈالنے والا شیطان وہ ہو گا جسکے وجود خارجی کے انکار سر جناب علی

مستعد ہوئے ہیں اور اپنے ہی کلام سے سادگی و سادگی سے زیادہ کیا محبت پیش کی گئی  
 الحمد للہ احسانہ قول اب وقت فرصت عیسائیوں کی گردن فروری فروری کی نسبت نہ لکھا  
 الخ قول اب خود بخود اشتہار میں تو حرام و ملال و فخر و شرف کی قید کو مگر ہوگی جو چیز عقلاً منہجہ  
 انسانی اور باعث سرور و تقویت ہو نہ سبب خیر کے موافق جائز نہ ہرے کی بعد اختیار کرے  
 نہ سبب خیر کے قید کی ضرورت کافی رہتی ہے اور تفسیریں و تہذیب اہل کتاب کی بھی عبت پر  
 کیسی حدیث سنائی و داؤد کی اور کسان کی آیت قرآن مجید کی خیرل اشتہار صاحبوں کو فدا  
 پر عمل ہوگا پھر مرغی کی کیا حقیقت ہے حضور تو بڑے بڑے جانور ملال کر سکتے ہیں + کچھ اور  
 امر وہی تو اتنا نہیں مگر یہ زائد جسے حرام کہے وہ جاہل ہے تبعیہ ہمارے جناب مخاطب کو دستور  
 و معمولات اس قابل ہیں کہ ان کا ذکر کرنا میرے نزدیک ضرور ہے اول تمام مبالغات سے  
 ظاہر ہوتا ہے کہ جب خود کسی خیال کو تقویت دینا چاہتے ہیں تو اپنے ہی اصول سے اپنی  
 کنارا کرتے ہیں یعنی دعویٰ تو یہ ہے کہ جو اقوال محدثین و مفسرین و علمای دین و اہل ہرے کے  
 ہیں تھے کہ اجماع انہ و اقوال صحابہ و تابعین بھی ہم نہ مین گئے اور کسی کی تقلید نہ کرینگے جیسا کہ  
 رسالہ تہذیب الاسلام وغیرہ سے پایا جاتا ہے باقی رہی حدیث وہ بھی جب تک اپنے واسطے  
 یقین نہ ہو قابل تسلیم نہ لگے خواہ صحاح ستہ کی ہو خواہ غیر صحاح ستہ کی اور مفسرین نے جو  
 لکھے ہیں تو یہودیوں سے سن سنا کر لکھے ہیں یا اپنے جی سے جوڑے ہیں یا زور و طاقت اور  
 محل کر لیا ہے اور سیرت کی کتاب میں تو یہاں بہارت اور الفت لیلہ سے زیادہ نہیں ہیں اسی واسطے  
 ہم مسلمان جب حوالہ مجرد اقوال علمای دین کا دیتی ہیں یا اخبار صحیح الاسناد کو بھی پیش کرنا ہرگز  
 تو ارشاد ہوتا ہے کہ تقلید ائمہ اربعہ و اشخاص جائزہ لفظ محض اندامین اور ممالک اور ظلمات اور  
 پیروی رسوم اور تعصب کی ہے الی غیر ذلک من التشیہات مگر خود بدولت کی یہ کیفیت ہے  
 کہ جب تو سیرت کا مطالبہ کرنا ملتا اسلام سے منظور ہو اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کتب سنی و  
 سابق پر ہمارا مضبوط اعتقاد ہے تو تفسیر الکلام میں تمام اقوال مفسرین ہر قسم کے ساتھ تحریف  
 کی بلکہ تحریف و غیر متفقین کے بھی اقوال اپنی سند میں پیش کیے اور اکثر جگہ لکھا کہ ہم  
 مسلمان کذا و کذا کہتے ہیں اور ظلال لشب کے اس قول میں طرفدار ہیں اور بعض مثلاً

میں حوالہ تک نہیں دیا تھا۔ ہمیں ان کلام اسی عنوان سے مرتب ہوئے اور جب ہم یہ عرض کرنا  
 کہ اپنے ہی مقبولہ مستند عبارات کتب و احادیث کے تمام مضمون کو تسلیم کرنا چاہیے تو وہ کہتے  
 کہ کیا اعتراض کرینگے شگاہ ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ تنبیہ کلام کی جلد دوم کے صفحہ ۱۹ میں ایک  
 مستند اور مقبول عبارت تفسیر سے وجود خارجی شیطان کا ثابت ہے لیکن آپ نے لکھا ہے  
 اسکی صحت پر ہمارے یہاں کی کتابوں کے بموجب ایک بہ دلیل ہی لاتی جاسکتی ہے کہ قابل نے  
 بعد اس واقعہ کی آگ کی پیش کش اختیار کی جو ایک قدیم پرستش اہل فارس کی ہے اسلئے میں نے  
 بردہ زمین فارس کے کتابوں تفسیر کبریٰ میں لکھا ہے کہ جب قابل نے اپنے بہائی کو مار ڈالا تو وہ  
 بہانہ کیا عدل کی طرف زمین میں جو پڑا اور اسکے پاس شیطان اور کہا کہ بائبل کی قربانی جو آگ  
 لگا گئی اور سبب یہ تھا کہ وہ آگ کی خدمت اور پرستش کرتا تھا ائمہ فاضلہ اہل انصاف خود فراموش  
 کہ اس سے زیادہ کیا اقرار وجود خارجی شیطان کا ہوگا مگر دیکھو کہ حضرت اعلیٰ اسکی تاویل میں  
 کیسی کیسی حق ریزی کرینگے اور ہرگز یہ نفی و نیکے کہ ان عبارت تفسیر کبریٰ کی ہماری مقبولہ ہے  
 اور شیطان کا آنا اور کلام کرنا وجود خارجی پر بخوبی دلالت کرتا ہے بہر کیف یہ حال ہمارے خواب  
 مخاطب کا ہے کہ اپنے واسطے ایسی وسعت دینی رکھی ہے کہ اگر کسی حدیث کی صحت بھی ملی  
 جو و قول کسی شاعر کا بھی ہو تو او بسکو ہی ہے تکلف قبول کر کے حوالہ دیتے ہیں مگر ہم مسلمانوں  
 کی زبان بند کر دینے کیواسطے کیسی کیسی ناکیدین ترک تقلید وغیرہ کی ہوتی ہیں مگر مذہب نیک  
 رواج ہو کر ملت اسلامیہ مستغفرمید ہو گیا ناظرین تہذیب الاخلاق بھول گئے ہونگے کہ جب  
 عالمی نے ایک بڑے مجمع اہل اسلام میں خطبہ تبلیغ سنایا اور اس میں ارشاد فرمایا کہ تو غیر وان  
 جو ایک گٹھ پرست بادشاہ مگر عادل اور سکے عہد میں ہونے سے رسول مقبول صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے ہی اپنی خوشی و خوشنودی ظاہر فرمائی ہے بلطفہ آب کوئی بوجہ کہ اس حدیث  
 کی تنقید تو آپ کر چکے ہونگے ورنہ کس موندہ سے دعویٰ اجتہاد ہوئے و ترک تقلید و اتباع  
 اشخاص جائزہ نظر پرطن شیعہ کا حوصلہ کیوں پیدا ہوا ہے وراہرہائی کہ جس کے ہر ایک اپنی حدیث معتبر  
 کی سند عنایت کیجیے اور قاعدہ محمدین سے نصح کر دیجئے اگر پیدا خواستہ بھلوگ اہل ایمان کرنے  
 تو ہر دیکھتے کہ کسی کسی الزام اقرار و کفر کے دکھائے جاتے اور حدیث میں کذب علی صحت

دلتیگو ائمہ قدس سرہ اللہ عنہم زور و شور سے حضرت ارشاد فرماتے مگر اپنے واسطے سب کچھ  
 درست سمجھا کرتے ہیں۔ ائمہ کبار علیہم السلام کو دیکھا کسی نے تہذیب الاخلاق میں فہم و کما  
 ہوگا کہ مورخین نصاریٰ کے اقوال کو کیا بے تکلف قبول فرماتے ہیں جسے کہ ایک مورخ  
 نے مذہب عیسوی کو حق اور مذہب اسلام کو باطل لکھا تھا اس کے قول کو بھی ابتدا میں  
 میں مان لیا اور حالات اہل اسلام پر طعن و تشنیع کر کے اس کو مطابق کر دیا حالانکہ یہ جواب پسند  
 تھے کہ مورخ عیسائی مذہب اہل اسلام کو ناحق باطل قرار دیتا ہے اگر تہذیب حالات بعض  
 اہل اسلام کے اس کو ایسا خیال ہوا ہے تو افعال نا مشروع و محال عقائد اسلام خود اسلام  
 سے بے علافہ ہیں مذہب و سکنا نامہ نہیں ہے مثلاً اہل اسلام شراب کو حرام سمجھتے ہیں  
 گوشت امت احمال سے اس کے مرتکب ہوں تو مذہب اسلام کیون خدا کی مرضی کو خلاف  
 یا باطل قرار پائیگا قطع نظر اس کے جس قدر قول مورخ عیسائی کا نفل کیا ہے اس میں ہرگز  
 حالات موجودہ جہلای اہل اسلام و فساد و فجار و بدعت و فرقہ خالیہ سے بحث منتہی بلکہ  
 ذکر ہی نہ تھا حضرت نے خود ہی دین اسلام سے مطابقت کر دی اور مذہب حق سے  
 شرمانے لگے اور اوپر طرفہ بہتے کہ نام ناک مورخ کا نہ لکھا اور نہ اس کی کتاب کا حوالہ  
 دیا اور جھڑپت کو یہ خطہ ہوا کہ لوگ جہاں بھی مجتہد سمجھا رہے ہیں اس کے ہی اقوال سے تقلید ہماری  
 باطل اور باعت ضلالت مہر آیتین کے توشیحہ امامیہ کے مذہب کی طرف رجوع لاتے  
 اور ضرورت ایک مجتہد کی ہر عصر میں بیان کی اور پھر شاہ ولی اللہ صاحب کے قول سے  
 استدلال کو تمام کیا اگر اسے اصول پر قائم تھے تو کس واسطے نفس سے مستلذذ کورہ کو ثابت  
 کیا اب مہرانی فرما کہ جن لوگوں کے اقوال کا حوالہ کتاب انتہاء میں ہے ان کی کتب ہی کا  
 جبارت نقل کر کے ایسا استخراج صحیح کر دیں چہ جامی نفس قطعی آو جس حدیث کا ذکر ہو گا  
 صاف ضرورت اجتہاد مذکور نہیں ہے نہ حضور کے اصول پر وہ حدیث مفید یقین ہے  
 چونکہ شاہ ولی اللہ صاحب کی مدح تہذیب الاخلاق میں اکثر دیکھی جاتی ہے لہذا انہیں کی  
 کتاب حجۃ الہدی لکھنے سے ہم ثابت کرنے ہیں کہ شیطان کو خدا نے نوعیت اس قسم کی جو  
 نہ وہ صورتیں بھی بدل لیتا ہے اور غاصان با گاہ ایزدی کو نظر ہی آجانی ہیں ایسا سستے سستے

مسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان اوستے ہاتھ سے کہتا ہے وغیرہ لوگ من الہامیہ عبارت  
 حجۃ الہدٰی کی یہ ہے واعلم ان من قولہ لعلہ الشیطان یاکل لہما لہ فی لہما لہما لہما لہما  
 الی الشیاطین علی ما فیہ من تبارک وتعالی ان الشیاطین قد اقدارہ اللہ تعالیٰ علی ان یشکلوا فی مالنا  
 ولا یصلوا فی القیظہ بالشیطان قطعہا من حوالہ طارئہ علیہ فی وقت التفتک من علی الہدٰی السیول  
 بلطفہ اور کیا کسی نے گردن مرقوی مرغی کی باب میں اور طعام اہل کتاب کی بھرت میں شہاب  
 عالی کی تقریر نہ دیکھی ہوگی کہ کس کس قسم کے اقوال پر حلیہ کا فتویٰ دیا ہے حالانکہ یہ طریقہ  
 برگز دعویٰ کے مطابق نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ جب کسی شخص کو مخالفت سے روکنا  
 اور جہور امت کی منظور ہوئی ہے تو وہ ہمیشہ اپنے واسطے اس قسم کے اسیر جاتر کر لیا کرتا ہے  
 کہ اگر کسی نے شاذ قول بے اصل بلا سند ہی بطور احتمال کے کسی عالم یا شاعر یا کم استعداد  
 شخص کا یہی بلجای غنیمت سمجھ کر افتخار کرنے لگتا ہے مگر جب طرف مقابل سے معارفہ فرام  
 ہوتا ہے تو اتنی بڑی منک پکارنا ہے دوم بہارتے جناب مخاطب کا طریقہ تحریر عجیب قسم کا ہوتا  
 ہو اور کہ پہلے ایک تمہید لکھتی ہیں جس سے عوام بلکہ اوساط الناس کو گمان ہو کہ پابندی تہم  
 ہی اور رسوم آبائی میں داخل ہے جو نہایت خراب ہیں اور جو شخص بچا پابند تہم ہے سنت  
 نبوی کا ہر وہ نہیں متعصب ہے مگر کسی کسی مقام پر گول گول ایسا فقر وہی لکھ دیتے ہیں جن سے  
 مفر باقی رہے تاکہ صاف کہہ دیں کہ ہم تو خلاف شریع امور کی توہین کرنے میں درمیشہ مص  
 او کو سمجھتے ہیں جو احکام خدا و رسول کا پابند نہ ہو اور بدعت و شرک کے رواج پر کوشش کر  
 نہ تو اہل اسلام میں یہ بحث ہونے لگتی ہے کہ جب کوئی رسم ناجائز صاف صاف عرفہ حضرت اعلیٰ  
 میں برائین تو خدا جانے کیا فرماتے ہیں کوئی سمجھتا ہے کہ خلافت کی پھر تمہاری کے ہوگا  
 سب مور کو نہ دوم ٹھہراتے ہیں کوئی کتاب میں نہیں حتیٰ امور نامشروع کو برا سمجھتا ہے میں  
 ایسی حالت میں داب تحریر ہے قید تھا کہ بالعموم طعن و تنبیہ ہونے لگے اور ہر ایک بات کی  
 تصریح نہ کر دی جاسے غرض کہ عجیب قسم کی عباتین دیکھتے ہیں اتنی میں علیٰ ہذا انہاس  
 پیری و مریدی پر در پردہ طنز و تعریض ہوتی ہے ایک جام لفظ اختیار کر کے ایسی تقریر کر  
 ہیں کہ حشر میں طرقت مکار و دعا باز دے ایمان و بندہ و زعم قرار پاویں اور کرکرت عبارت

واؤ کا رواشتال و نوافل جو معمول الی اللہ کے ذریعے بین عوام کی نظر میں نہ وقت بلکہ نین  
 نہر جاوین کا و سمن ہی باہمی کر پڑ کر لیتے ہیں کہ ہم نو مہدی نوی نوی و اکتساب معلوم جدید کو نین  
 شیے بن مانا کہ خود ہی سمجھتے ہیں کہ او کا کیا مشورہ ہے کیو صاف نہیں لکھتے ہاتھ بن کرنی روا  
 ضرورت تحصیل علم و بیدہ کی بہت ہے جس طرح علم حکمت و منطق کی تحصیل ہوتی تھی اب نام  
 جدیدہ کا ہونی چاہیے پہر ہی انہی علوم دینی تفسیر و حدیث و فقہ و اصول و طریقہ ذکر و شغل و  
 وظائف و عبادات و اخلاق حسنہ کو مقدم سمجھنا چاہیے کہ نجات اخروی اور سبب منور ہے اور نجات  
 صالحات نہ غافل نہ رہنا چاہیے اور کرنی نہ ماننا بعض اشخاص متعویفہ بھی ہیں نہ مصوبہ جتنی  
 کہ مقتضای ظن لومین چیزیں شخص کے پوسن میں پڑنا کیا ضرور ہے شہر خاکساران جہان را  
 بختارت سکر + تو چہ والی کہ ورن کر و سوا سی باشد + جو امر خلاف شرع ہو اس سے پرہیز کر  
 اور شرک و بدعت و فساد و عقائد سے بچو شخص کے دہو کے میں ہی نہ آیا کر دیکھو کہ بعض نیا  
 ہی دینداری کے پردہ میں ایسے امور سکھاتے ہیں کہ اچھا خاصا محمد و زید بن ابی ہاشم  
 بہر حال ایک امام اعتراض نکال رکھا ہے کہ اہل اسلام علوم جدیدہ پر یاضی سے ناواقف  
 ہیں لہذا جاہل اور جاہل اور بدعتیہ اور دیکار اور وحشی اور ضال و مضل ہیں غور کیجیے  
 کہ یہ طریقہ کس قسم کا ہے سو ہم تمام تالیفات میں بلفظ قانون فطرت و قانون قدرت و ہر مسئلہ  
 کو اپنے نہ مذہب و نچر کی طرف بلا تے ہیں اور ہر ایک بات میں نچر و نچر کرتے ہیں کہلی رشاد  
 کہ یہ مسئلہ نچر کے خلاف ہے کہی حکم ہوتا ہے کہ نچر کے چشمہ کو جاری کر دیکر اصول و فروع نچر  
 تہیابی کے صاف نہیں لکھتے نہ یہ بیان کرتے ہیں کہ موجد و مقتدای نچر کے کون لوگ تھی  
 غرض اصلی یہ ہے کہ اگر اصل حال صحیح صحیح نچر کا مسلمانوں کو پہلے سے معلوم ہو جائیگا کہ  
 نچر تہیابی فلاسفہ کا مذہب ہے اور اکثر وہ لوگ دہریہ اور ملحد تھے اور بعض خدا کے منکر  
 اور بعض عقلی حق کو تابع تھے اور بعض دانش و حساب و کتاب و عذاب و ثواب کے بھی منکر  
 تھے اور ان کے اقوال سراسر خلاف دین اسلام کے تھے تو نام اہل اسلام سننے ہی ماحول  
 بھیجیں گے اور کان لگا کر ہی نہ سنیں گے اسی واسطے پہلے آہستہ آہستہ اہل اسلام کے دل پر  
 حضرت جبار ستہ ہیں کہ دوسری تہذیب اور ملت کی بات نہ مانی اور اپنی ہی عقیدہ پر ارجحان

تقصیب اور پیروی رسوم آبائی کی سبب جہنم میں اس اقبال و سوسہ سے فراغت پائی تو وقعت  
و عظمت اقل اہل یورپ کی اور اس کے ساتھ ارتباط پیکر نیکی اور اونکی وضع بناؤ کی  
نقصین شروع ہوئی تاکہ پابندی شریعت و اتباع سنت جو سدا رہ ہے ٹوٹ جاوے اور ہر  
رغبت ترقی دنیا و حب جاہ و حظ نفسانی و افتخار شرکت قومی اس قابل بناوے کہ آئندہ غرض  
اصلی اتباع نبی سے متنفر نہ ہونے پاوے آخر کار وہ شبہ ہی دل سے نکالا جاتا ہے جو کہ جنت  
و نار و عذاب و ثواب خوف ورجا کا لگا ہوا ہے کہی کیسی تقریر اس کے بغی حقیقت میں منظور  
کر کے چھپائی جاتی ہے کہی درپردہ خود ہی اس کی تائید ہو رہی ہے رفتہ رفتہ اہل اسلام  
قابل کیے جاتے ہیں کہ اپنے عقائد اسلامیہ و مسلمات و مقررات مذہبیہ و حقیقت منقاد  
احکام سے بیگانہ ہو جاویں اسکے بعد صرف ایمان خدا و رسول پر رہا جاتا تھا اور سبک باب ہون  
ارشاد ہوا کہ رسول بھی نبی نہ تھا اور عقل بھی ہر بات میں حاکم ہے اور خدا بھی پاک  
علت العلل ہے اور واقعی وہ ہی بات ہے جو نبی پر سے ثابت ہوتی ہے اب مسلمان  
جو آزاد نش اور قیود شرعیہ سے بہا گئے واپس آئے وہ تو بڑی خوش ہونے لگے کہ بارہ سو برس  
بعد ایسا مذہب نکلا ہے کہ خوف عذاب و خوف کفر و محرمات و منہیات کے احکام سے بچا  
جائے اور عقل ہی ہر بات میں حاکم ہے جو ہمارا جی چاہے یا حسب کو ہم سب لوگ متفق ہو  
کمیٹی سے اجابز ائمہ دین وہ ٹھیک ہے کہ ان کے ابو حنیفہ اور شافعی کہاں کے عقائد  
و فقہ و اصول و تفسیر حدیث کیسی فتاویٰ اصل حاکم تو عقل ہی عقل ہے مگر بیچ بعض متوسطین  
گہرے لگے ہیں کہ نبی پر کیا جی کیا چیز ہوگی جسکی مخالفت میں کتاب و سنت و اجماع است  
بھی بیکار ہے بعض علمی محققین حیرت میں گرفتار ہیں کہ الہی ریکسیا رانہ آیا ہے اور اس کا کیا نام  
ہوگا شامت نفس سے ہزاروں مسلمان خود ہی اتباع شریعت سے بے بہرہ ہوتے جاتے ہیں  
بلکہ اب تو دوسرے و ملحد و زندق صاف صاف ہو جاتے ہیں کہ خدا کی پناہ مانگتے ہیں اور بربادی اسلام  
کا نپے بے ہیں اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ یا مقلب القلوب قلمہ اسلام قائم رہے کہیں ہمارا  
مذہب ہی پریم سادہ کا سا نہو جای آمین یا رحم الراحمین ربنا ارفع نبینا و بلین قومنا بالحق و است

اب مجھ کو ضرور پتا کہ جس بنچرل تھیالوجی کے طرف ہمارے جناب بنچرل اسٹ دعوت کر رہے ہیں اور تائید مذہب بنچرل کی کر رہے ہیں اور اسکو ایسی صاف صاف کہنے کا سرفہ نہیں پا رہے ہیں ہم اسکو کسی قدر بیان کر دیں واضح ہو کہ لفظ بنچرل کا معانی متعدد ہیں ستمل ہے لغت انگریزی کی کتب میں مجھ کو جھگڑا معنی معلوم ہوئے قبل میں لکھا ہوں۔ مخلوق و کائنات علت و معلول علت اولیٰ مادہ اعلیٰ خالق علت ثانیہ تھیالی تھی میسکو دنیا پر بالک سمجھتے ہیں قوت و خواص اشیا مادہ وجود اشیا و طرائق اشیا قواعد انتظام عالم و مشورات عالم و دستور پیدائش و قدرت خواص انتظام عالم و اقصیت و حقیقت اشیا خواہش قلبی اصلی مادہ اشیا بیہت مجموعی ترکیب موالید نکتہ اقتضای قوای حیوانات طریقہ و انداز حالات و حرکت و تاثیرات موجودات علم طبیعی اور ایسی لفظ سے الفاظ ذیل مشتق ہیں بنچرل یعنی مسائل علم طبیعی بنچرل اسٹ پیروی کرنے والا بنچرل بنچرل تھیالوجی علم طبیعی متعلق مذہب بنچرل یعنی مذہبی مسائل علم طبیعی و غیر ذلک من الشکات فلاسفہ متقدمین و متاخرین کا اصل طریقہ نہا پابندی قواعد بنچرل کی اور انہیں اکثر کا یہ عقیدہ تھا کہ عالم ازلی وابدی ہے گو اسکی نشیمنات بدلتے رہیں مگر نوعیت اسکی اور مادہ وجود قابل فنا نہیں ہے بلکہ ازلی وابدی ہے اور نا محدود انتظام عالم و خواص اشیا و دستور مستمر عالم کے خلاف ہونا ممکن نہیں ہے اور چونکہ حاصل کرنا علم خواص اشیا و مادہ وجود اشیا و انتظام تمام عالم و حقیقت موجودات کا منہ نہایت دل انسانی پر لگتا ہے ایک حکیم فلیسوف اپنے اپنے اقوال و عقائد اپنی رائی کا پابند ہوا اور اختلافات کثیرہ آپس میں پیدا ہوئے جیسا کہ دستور اختلاف آرائی تھا ہے اسی واسطے بعض فلاسفہ وجود واجب لوجود سے انکار کر کے عالم کو ازلی وابدی غیر مخلوق مانتے تھے جتنے کہتے تھے کہ ابتدای عالم صحیح ہے اور اسکی ہدایت ایک علت اول سے ہے اسکو چاہو جس نام سے بتیہ کر دو خواہ خالق کو خواہ علت العلل و علت مادہ علت اول سمجھو لکن اس علت اول سے سوای صادر ہونے معلول واحد کے اور معلول اول متعلق ہونے علت آخر کی اور اسی طرح ہر ایک معلول و علت کے ملکہ میں آئیں اور کوئی



تخلیق کسی علت کی علت العلل کی نسبت تسلیم نہیں کرتے تھے تمام عالم سے علت العلل کے  
 تعلق تخلیق کا بالواسطہ سمجھتے تھے نہ استقلالاً بلکہ واسطہ ایسا کہ وہ ہر شے اور ہر جزو عالم کا خود قائل  
 ہوا اور علت ہر معلول کی سمجھی جائے پس ایک ہی معلول اول کی علت اول خالق کو جانتی تھی  
 اور عالم کو کم نیل و ملائزال شہدائی تھی اور انتظام عالم کے خلاف ہونا کسی وقت میں تسلیم نہیں  
 کرتی تھو و فلاسفہ مذکورین نے روح کی باب میں اقوال شتی بیان کیے ہیں اکثر و نگاہ یہ قول تھا  
 کہ روح بادی اور فانی ہے بعض متبر و فانیہ تھو استغدر کہتے تھے کہ بعد مرثیہ کچھ نہ کہ انسان کے  
 واسطے باقی رہ جاتا ہوگا بعض کہتے تھے کہ دلائل خدا اور بقای روح کی قابل جزم و یقین نہیں  
 ہیں مگر فنا ہو جاتا تمام عالم کا اور قیامت ہونی اور بعث و نشر و حشر اجساد و حساب کتاب  
 عذاب ثواب کا عقیدہ نہیں رکھتی تھی اور بعض متنازع کے فائل تھے مگر یہ نہیں جانتے تھے کہ کس جانو کا  
 جسم بعد مرنے کے لیکھا اور وحی والہام و جزات انبیاء علیہم السلام پر یقین لانا خلاف قانین فطرت  
 و انتظام عالم تھا لہذا اونکا اعتقاد اس قسم کے امور پر پایا نہیں جاتا اکثر و نگاہ یہ قول تھا کہ جو چیز انسان  
 حق میں واسطے تفریح طبع و حفظ نفسانی کے اور بقای قوت جسمانی کی عقلاً مفید ہے وہ بھی اختیار  
 کرنی چاہیے اور جو کچھ عقلاً مضر ہو اس سے پرہیز کرنا چاہیے یہی قاعدہ گویا اونکی شریعت سمجھی  
 چاہیے اور چونکہ حسن و قبح افعال کا مدار عقل و عقل انسانی پر تھا اور تمام عقلاً کا اجماع ہر شے کے  
 حسن و قبح پر محالات عادیہ میں سے ہے لہذا انہیں اختلافات کثیرہ واقع ہوئے بعض نے کہا  
 کہ نہ انکارنا عند الضرورت جائز بلکہ ضروری ہے بعض کا یہ قول ہوا کہ تمام قوای جسمانی کا جو کچھ نقصا  
 ہے وہ پورا کرنا چاہیے کسی قوت کا ضعیف کرنا چاہیے لہذا جو کچھ جمل انسان کی طبیعت چاہو  
 وہ ہی کرنا ضرور ہے اسی واسطے تمام انفس پروری میں مبتلا رہتے تھے اور چونکہ باری تعالیٰ کو  
 احکام اور انبیاء کے اتباع سے محروم تھے لہذا بت پرستی اور افعال و میرہ سے اجتناب نہ کرتے  
 تھے اور بعض اس قسم کے تھے کہ واسطے انکشاف اسرارِ نبی کے ضرورت الہام کی سمجھتے تھے  
 اور خود بھی منتظر الہام کی رہتی تھی اور جب یہ حال اونکا تھا تو حکماء عیسائی بھی اوس ملت  
 نبویہ کے باب میں دو قسم ہو گئے بعضے اپنی عقلی تقریر کرنے لگے اور ملت نبویہ کو نہایت عمدہ سمجھ کر کہو  
 لگے کہ واسطے انکشاف اسرارِ نبی کے خود خدا نے جسم ہو کر مسیح کے جسم میں ظہور کیا اور مسیح کا

مصلوب ہونا اور یونہی کا ہو گیا ابل بتلع شریعت موسوی کا بظاہر ضرور نماز و روضہ و حانی بہت  
باقی رہ گئی ہے اور واسطے معرفت ذات خدا کے بیچ نہایت عمدہ ہدایت کرتی ہے دوسرے  
قسم کے عیسائی کہنے لگے کہ یہ ملت بیچرہ مخالف ہے شرائع والہام و احکام انبیاء کے اور بظاہر  
کے حالات کا کتب انجیل سے استدلال کر کے انکی الحاد و زندقہ و کفریات سے نفرت  
کرنے لگے اور انکے حالات کو اپنی کتب میں نقل کر کے یہ ثابت کیا کہ انسان تعلیم الہی کا محتاج  
ہے اور الہام و وحی اور بعثت انبیاء کی ضرورت ہے مجروحیچر سے کوئی انسان نجات حاصل  
نہیں کر سکتا ہے الغرض عیسائی فلاسفہ بھی مختلف طرز کی تقریریں لکھتے ہیں رفتہ رفتہ بہانے  
بیچرہ کے مذہب نے یورپ میں زور پکڑا ہے کہ فی زمانہ ستر لاکھ اہل یورپ جن میں خاص  
کے چھائی تہزار اور خاص شہر لندن کے چالیس تہزار آدمی ہیں اس بات پر متفق ہو گئے ہیں  
کہ خدا کوئی نہیں ہے اور ہر قسم کی عبادت اور رسوم آبائی کو ترک کرنا چاہیے اور نتائج علمیہ  
و قواعد عقلیہ پر عقیدہ رکھنا چاہیے اور واسطے حاجت روائی شہوات نفسانی کے نکاح کی  
بھی قید نہیں ہے مذاہب کی پابندی سے ذہن کند ہوتا ہے اور وہ لوگ بادشاہ یا کسی حاکم  
کا اتباع ہی کرتے جانتے ہیں الہام حاصل جب سے ہمارے جناب انجیل اسٹ لندن کو تو فرست  
لیکھتے اور اشخاص مذکورہ کی دوستی میں بیچرہ کی طرف رجوع لائے تب سے ہندوستان میں  
اگر وہ ہی منصوبہ باندھا ہے کہ رفتہ رفتہ مسلمانوں کو بھی ویسا ہی بنا دین لیکن اگر پہلے ہی  
صاف صاف فرماتے لگتے تو یہاں مسئلہ فساد ہو جاتا کیونکہ دفعہ واحدہ مقررات و مسلمات  
مذہبی سے تمام اہل اسلام کا خوف ہو جانا مشکل تھا لہذا آپسی خدا کو علت اولیٰ اور رسول کو منجمل  
اسٹ ماننے جاتے ہیں باقی اتباع احکام شریعت کو پابندی رسوم آبائی و تعصب قرار دیتے ہیں  
اور علم اصول و تفسیر و حدیث و فقہ و تقلید و اعتقاد اوقالی علماء دین و زہد و عبادت وغیرہ کا اچھا  
طرح استیصال کرتے جاتے ہیں اور اپنے نام سے خواہ غیروں کے نام سے اس قسم کی تقریریں  
بھی چھپاتے ہیں جن میں احکام اخروی و حقیقت معاد و جنت و نار و غیرہ سب باطل ہے جاؤ  
اس تمسید کو خیال کیجئے کہ توہرے بڑا عمدہ کام کیا کہ دین کو سنبھالا اور ایڈیشن نے نہایت مفید  
اخبار جاری کیا ہم بھی وہی کر رہے ہیں حالانکہ توہرہ شخص سب سے جتنے دین پر دسترس

بجای رومن کیتھولک کے جاری کرے مین کوئٹش کی تھی اور ایڈیشن تحریر  
 شمار آدمی ہے اسکی تحریرات حرف واسطے زبان والی انگریزی کی پڑھائی جاتی ہے نہ وہ منطق  
 مسلم الثبوت اور دین بین ہے نہ بڑا حکیم فیلسوف ہے ہاں نچرل کاملح ہے وہ بھی سائر عقائد  
 تثلیث کے اسکی تفویرات و تحریرات سے ہرگز کوئی ہدایت اتباع احکام انبیاء کی دربارت  
 و نجات اخروی و امور عباد کی نسبت توحید کی پائی نہیں جاتی انٹرٹس پاس کرنیوالے لڑکوں کو  
 فن انشا سکمانے کے واسطے اسکی اسپیکٹو پڑھائی جاتی ہے وگرنہ بیچ فرض کیا کہ اپنے  
 اخبار میں ہر قسم کے توہمات و خیالات لکھتا ہے مگر کس کام کے ہن بہتیرے اخبار نویس کیا  
 کیا کچھ نہیں لکھا کرتے ہن غالباً ایڈیشن ثانی کہنے سے حضور والا اسی واسطے خوش ہوئے  
 ہن کہ مذہب لاخلق اور ایڈیشن کے اخبار کامضمون واحد ہے اور تو تہرانی قرار پانیکا  
 اسی واسطے افتخار ہے کہ جس طرح لوترن نے بنیادین پروٹسٹنٹ قائم کر دیا حضور بھی حالت  
 موجودہ اسلام کو مثل رومن کیتھولک کے سمجھ کر ملت نیچر پر اہل اسلام کو قائم کیا چاہتے ہیں  
 مگر ہلوگ خدا سے امید رکھتے ہیں کہ ہمارا دین اسلام جس طرح فلاسفہ قدیمہ کے ادنام ہی محفوظ  
 رہا اور متقلہ وغیرہ فرق ضالہ سے نقصان نہ پہنچا اب بھی غالب اور قائم ہی رہے گا جیہند  
 فلاسفہ نچرل اسٹ کے خرافات کا بیان محض تفسیر اوقات ہے ہم مسلمانوں کو انکی کتاب  
 سے کیا غرض ہے نہ وہ ہمارے مفند ہیں کہ انکی جرح و تعدیل سے بحث کیجائی نہ وہ  
 ہمارے اصول مذہب کے موافق ہیں کہ انکی ملت نیچر پر ہماری نظر میں کچھ حقیقت کہتی ہے  
 مگر مجبوری ہے کہ ہمارے جناب فلسفہ آب ہر مسئلہ شرعیہ میں نیچر نیچر کے سوا کچھ نہیں  
 کہتے لہذا بعض کتب سے بغد ضرورت تھوڑا سا حال فیلسوفان نچرل اسٹ کا لکنا پڑا  
 اسٹار و صاحب کا کام سدرجہ کتاب ایڈوانسڈ ریڈر یہ بھی کہ مذہب نیچر اپنے  
 بعض شکوک میں اکثر تربیت یافتہ لوگوں کو مغرب ہے مگر وجہ ذیل سے واضح ہوگا کہ بر تقویت  
 مذہب حقیقی کے نیچر سے پرہیز کرنا مناسب ہے یہ مذہب طبعی اس لائق نہیں ہے کہ آدمی کو  
 نیک پاک اور ہنسکے فلاسفہ قدیم و جدید کی مکاری اور دروغ گوئی اور نفس پروری اور  
 وضعف ایمان و عادات و خصائل اگر میان کہے جاوین تو انکو زیادہ تر نا پسند و بے رغبت

بڑے حکیم اور عقلمند غیر انوار کی ہمیشہ انسان کی جہالت کی معترف اور خدا کی تعلیم کے محتاج بہترین  
 کیا یہ ثبوت کافی نہیں ہے بلکہ اکثر عقلماند مذہب نیچر کی ناقابلیت کے معترف رہے ہیں اور کیا فی حذر انہ  
 خود بجز بالبدایت باطل نہیں ہے وہ اس قدر سوالات کے جواب میں عاجز رہے کہ خدا کو ان  
 اور خدا کو مخلوق کے ساتھ کیسا اور کس قدر تعلق ہے اور عالم کب اور کیونکر بنا اور انسان کیونکر  
 پیدا ہوا اور اسکی ہدایت کب ہو ہے انسان کی فضا اور بقا کا کیا حال ہے یہ مذہب نیچر زائر  
 اخروی کی نسبت سخت تاریکی میں چھوڑتا ہے یہ نہیں بنا سکتا کہ گناہ کیا ہے اور کیونکر معاف  
 ہو سکتا ہے اور انسان کس طرح خدا کے نزدیک راست باز ہو سکتا ہے اور انسان کی سبلی  
 کمالات میں ہے اور نیکی و بدی کیا ہے یہ مضطرب کم زور تجسس کرنے والوں کی  
 رہنمائی کے لیے کوئی قاعدہ معین نہیں رکھتا ان سوالوں کے جواب ہمیشہ غیر مقرر اور مختلف  
 ہو لیکہ ہیں جیسے کہ ایک شہر عظیم کی ہلی جلی آواز میں نیچے سے اوپر کو جاتی ہیں پس ایسی کبھی حالتیں  
 کہ آفتاب کلام الہی کا آسمان پر تابان ہو جو وہ ہے انسان کو کیا ضرور ہے کہ عقل اور نیچر کی کمزور رہنمائی  
 کی پیروی کیا کرے آنتی محض اور مختصر آواز متحرک اور کتاب ہارن صاحب نثر و کسٹو اسکرکچر ہوتی  
 آفوس صد افسوس کہ بجز خاص خاص ضروری سوالوں کے جواب دینے میں سراسر بے دریغ و ہر  
 نہیں جانتے کہ نجات کسے کہتے ہیں کیونکر مل سکتی ہے اور کسکو اور سکی ضرورت ہے اور  
 کیا ہے اور نثر اور جزا کس جانور کا نام ہے اگر تسلیم کیا جائے کہ ہر زمانہ میں عقلا ہونے رہے تو ممکن  
 نہیں کہ کسی نے خدا کی ہستی کا اقرار کیا ہو گا اور اپنے مذہب کی سچائی اور مذہب نیچر کے  
 بطلان پر بھی اقرار کیا ہو ستر اظہار و پٹیو جو شری فیلسوف نے الہام بانی کے محتاج تھے اور  
 کہتے تھے کہ کوئی ترکیب نفسانی ایسی نہیں ہے جو اس کے اخلاق کی اصلاح کر سکتی وہ امید  
 رکھتی تھی کہ خدا سے ضرور کوئی الہام ہو گا جس سے یہ تاریکی دور ہو جائے گی گو ہماری عقل  
 خلت اول کو ثابت کر سکتی ہے مگر وہ دہندہ روشنی اور سکی شہیت اور ارادہ و نگو جو ہر ایک  
 کام میں مخفی ہے چہ کا نہیں سکتی جو کچھ فلسفہ و انتظام خالم سے معلوم ہوتا ہے بالکل کافی  
 ہے۔ اگر زمانہ سلف کے فیلسفوں کی تحریر کو بلا حیلہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ صرف ضروری  
 و فائق مذہبی سے نا آشنا تھے بلکہ ضروریات میں اختلافات نامتناہی پہیلی ہوتی تھی بعض

تعلیم اور مسائل ایسے تھے جنکی پیروی سے دنیا گناہ عظیم سے بھر جاتی کوئی خدا کی ہستی کا قائل نہ تھا  
کوئی منکر نہ کوئی بہت سے خدا ماننا تھا جسکو ہوائی یا جانی یا خالی یا نامی قرار دینا تھا کوئی خدا کو  
جسمانی اور مادی کہتا تھا اور اسکو جوہر کے ساتھ ایک علیحدہ لادیدی میں گرفتار سمجھتا تھا اور خدا کو  
تابع ایک غیر متغیر قاعدہ تقدیر کا سمجھتا تھا اور چونکہ ہر ایک ملک کے خاص خاص معبود ہوا کرتے تھے  
فیلسوف ظاہر اسطنت کے مذاہب کی پابندی کیا کرتے تھے اور اوس کی پیروی کرتے تھے  
ہو سوتا بائی کو سرگرمی سے انجام دیتے تھے اور بت خالوں میں خبادت کو جاتے تھے پھر  
علم پیدائش خلقت کا صحیح دریافت ہونا دشوار ہے اور اس امر کا خیال کہ ایک ایسی ملاقف ہے  
جو سب کے نیست اور چیز سے ناچیز کر سکتی ہے بعد از قیاس ہی ہے وہ جب ہے کہ بعض فیلسوف دنیا ہی  
فادر لایزال قرار دیتے تھے بعض اوسکی پیدائش کی وجہ زردن کا اتفاقہ یکجا جمع ہو جانا بتلاتی  
تھے اور بعض جو عالم کی پیدائش کو قائل تھے وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ کیونکر اپنی اس حالت اور خوبی  
موجودہ کو پہونچا ہے فیلسوف نہیں جانتے تھے کہ برائی کی ابتدا کیونکر ہوئی اور کیا وجہ اوسکی  
ہوتی وہ نہیں جانتے تھے کہ خدا امین اور انسان میں کیونکر ارتباط پیدا ہو سکتا ہے گناہوں کو  
بچنے کی کوئی ترکیب دے سکے پاس نہ تھی اور نہیں جانتے تھے کہ خدا کس طرح راضی ہوتا ہے  
اور اوسکا غضب کیونکر فرو ہو سکتا ہے بعض فیلسوف اپنے تین معبودوں کے برابر تھے  
تھے اتنا فرق تھا کہ معبودوں کی لیاقت جبلی اور اپنی کیسی کہتے تھے سمجھتا تھا کہ فلاسفہ کی  
راہی اس قدر مختلف ہے کہ اوسکا شمار دشوار ہے مختصر یہ ہے کہ ایک فرقہ کہتا تھا کہ نیکی ہی خاص  
بھلائی ہے اور خود اپنی آخری دوسرے فرقہ کہتا تھا کہ حالت مصیبت میں نیکی کرنا جائز نہیں ہے  
بلکہ دنیا کی عمدہ چیزوں کو انسانی خوشی کی بنا سمجھتا تھا تیسرا فرقہ ریخ و دروسے آزاد رہنے کو خوشی  
کہتا تھا جب دنیا کا ایک پسو افریقین پہ اختلاف ہے تو تمام قواعد زلیست انسانی کے متعلق  
اختلافات کس قدر ہوں گے۔ بنیادی روح کی نسبت فلاسفہ کا خیال بالکل غریب اور  
نئے بنیاد تھا ارسطو البس کی پیروی روح کا بعد موت کے قائم رہنا نہیں ٹھہراتے ہیں اور  
بعض فیلسوف کی بھی ایسی ہی راہی معلوم ہوتی ہے کہ انسان کی نسبت بالکل غریب  
ہے اور جنہوں نے اسکی نسبت کچھ کہا ہے نہ ثابت ہو سکتا ہے نہ کی جیت جیت سے اسکی نسبت

قبل اپنی وفات کے اپنے دوستوں سے کہا میں امید کرتا ہوں کہ جیونکو پاس جاؤنگا اور ایسے حاکموں کے پاس جو سرسرنیک میں مگر امرتینیا نہیں کہہ سکتا اگر اعتقاد کرنا ایسی امور پر جانتے ہو تو اعتقاد اکتاہوں امید کرتا ہوں کہ کسی اور کو بڑی بری جو مر گئے ہیں اور جو نیک کے لیے مفید اور بد کے لیے مضر ہی ممکن ہے کہ میری رائی غلط ہو مگر اس امید سے تازہیت مجھ کو کم ہزار رہی اور میری خطا میری زہیت ہی کے ساتھ ملے ہو جاگی تیسرے کی تحقیقات بقای روح کی نسبت بہت فیلسوفوں سے زائد ہے پھر ہی جب وہ قیام روح کی نسبت راسی کچھ کچھ کہتا تھا کہ خدا جانے کہ انہیں سے کون سچ ہے اور یہ ایک بڑا سوال ہے کہ انہیں سے کون شدنی ہے وہ ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ جب تک میں بقای روح کی نسبت دلائل پڑھا کرتا ہوں تب تک میری دلچسپی رہتی ہے لیکن جب چورنا ہوں اور دل میں سوچتا ہوں تو سارا ثبوت فہم سے جانا رہتا ہے پس جب فیلسوف لوگ بقای روح کی نسبت استدراشبہ اور شکوک ہیں تو انکی رائی سزا و جزا کی نسبت کیونکہ صاف ہوئی وہ فلاسفہ شہوات نفسانی کی پورا کرنے کو برہلا سکتا ہے تیسرے آئینس حکیموں کے واسطے جو رمی اور زنا کرنا بوقت ضرورت کی جائز ٹھہرایا تھا مسٹر جونٹ جو شروع صدی کے اخیر میں پیدا ہوا تھا تاہم دنیا کو ازلی وابدی قرار دینا خدا کی عبادت اور دعا مانگنا خدا سے ضروری نہیں سمجھتا تھا بقای روح کا فائل تھا مگر اوسکو مادی جانتا تھا جو کہ سر ناممکن ہے مسٹر کانس جو اوسی صدی کے اخیر میں تھا اور جسے بہت سے اعتراض الہام پر شہر کیے ہیں کہتا ہے کہ انسان صرف ایک کل ہے اور روح فانی اور مادی ہے اور انبیا تو تقدیر کا حال بیان کیا کرتے ہیں لارڈ ہیرٹ تمام الہامی مذاہب کی بنیاد قرار دیتا ہے مسٹر ہانس کہتا ہے کہ کتاب انجیل خدا کا کلام تو ہے مگر اس پر دعویٰ کرنا بیوقوفی اور جانتے ہے کہ کوئی شخص مجسٹریٹ کے سامنے اپنے اعتقاد کا انکار کرنے خدا ہے مگر جو شے مادی بنو وہ کچھ قابل اعتبار نہیں آرل اف شفسیری کہتا ہے کہ نجات ایک شے کی بات ہے اور الہام ہی ایسا ہی ہے مذہب کو ماننا چاہئے اگر حاکم اوسکو قائم کرے تو اکثر مشدک کہتا ہے کہ مذہب بجز ایسا صاف و عمدہ ہے کہ خدا ہی اس سے زیادہ صاف

نہیں کر سکتا ہے مذہبِ نیچر کی تحقیق بہت لوگوں کو نہیں ہوتی جیسے خدا کی نہیں ہوتی  
 ڈاکٹر مارگن جو ہم عصر ڈاکٹر سٹنڈل کہتا ہے کہ ممکن ہے خدا الہام کرے مگر ثابت نہیں  
 ہے کہ خدا نے الہام سے اپنی مرضی ثابت کی ہو لہذا ہم کو نہیں چاہیے  
 کہ کسی بات کو بذریعہ الہام کے تسلیم کریں مگر جب کہتا ہے کہ خدا دنیاوی کاموں میں  
 دست اندازی نہیں کرتا ہے نہ اس کو دنیاوی نیکی و بدی سے کچھ تعلق ہے اور روح فانی  
 اور مادی ہے انسان اپنے چال چلن کا جوابدہ ہے مگر خدا ناترسی اور ناشکری خدا کا جوابدہ  
 نہیں ہے ہر ایک مذہب یکساں ہے اس امر کی تلاش مت کرو کہ کون مذہب قابل قبول  
 ہے خدا کی رزاقی کا امیدوار رہنا نہ چاہیے اور فضا پر راضی رہنا فرض نہیں ہے لہذا  
 ہر دین بعدِ نبوت سے نفیات کے کتاب ہے کہ روح فانی اور مادی ہے مذہبِ نیچر خوب شرم  
 ہے مگر بہت لوگ اس سے لاعلم رہ گئے ہیں اور کتاب ہے کہ تہذیب کا اصول اپنے جی کو  
 خوش کرتا ہے جسم کی اوٹنگ و ترقی اور نفس پروری اور لالچ اور ہوس سے آسودہ  
 ہونا چاہیے اگر محفوظی کے ساتھ آسودگی ممکن ہو اور خاکساری یہودگی ہے اور انسان  
 صرف دنیا ہی تک ہے عرض ہماری فطرت کی حرفِ رغبت و میلان طبعی کا پورا کرنا ہو  
 کثرت از دواج قانونِ فطرت و مذہبِ نیچر کا ایک خاص حصہ ہے اور زنا بھی کرنا قانونِ  
 فطرت کے خلاف نہیں ہے دو بوجہ ہوں جو اٹھارہویں صدی میں تھا کتاب ہے علت و معلول  
 میں کسی قسم کا لگاؤ نہیں خیال علتِ اول کے تعلق کا ایک ستور کی بات ہے ورنہ عجیب  
 پرگز ایسا ثابت نہیں ہوتا ہے پہلوگ ایسا خیال نہیں کر سکتے ہیں کہ جب تک نتیجہ ایک وقت میں پیدا  
 ہو تو پہلے وہ ایسا ہی ہوا کہ خلق کے طریقہ سے ایک قسم علتِ اول کا قائم کرنا ہے فائدہ ہے  
 بلکہ ناممکن ہے عقل قبول نہیں کرتی کہ دنیا کی علت سے پیدا ہوتی ہے کوئی تفریق ایسی مضبوط  
 نہیں ہے کہ خدا کی ہستی کو ثابت کرے نفس کشی اور عاجزی نیکی میں داخل نہیں ہے  
 بلکہ خوتِ مدرکہ کو کمزور کرنے والی ہے غرور اور دانائی اور فصاحت اور صفائی اور استعمال  
 قرائی جیانی کا نیکی اور زنا کرنا شد و مقتدرت بہت ضروری ہے اگر زنا کثرت سے نہ کرے  
 ہو جائی تو بڑا نہیں معلوم ہوگا اور زنا اگر خفیہ کیا جائے تو رفتہ رفتہ اس کا گناہ اور برائی کا خیال

جاننا رہیگا اسی زمانہ میں دائرہ اور دائری رات اور دی البرٹ اور فریڈرک وغیرہ جیسے  
تھے ان لوگوں کی باہمی تحریکات سے معلوم ہوتا ہے کہ نظائر متصوف اور بیاطن ملحد تھے گو  
خدا کا ذکر کرنے سے مگر اکثر دل لگی اور مضحکہ مین خدا کو علت اول بناتی تھی مگر عالم سے برعلاقہ  
جانتی تھی روح کو مادی سمجھتے تھے اور بعد میں تھیکے انسان کو محدود مطلق جانتے تھے اور قیامت  
اور سزا و جزا کے قائل نہ تھے و اگرچہ جو تھیس شہوات نفسانی کا آسودہ کرنا ضروری سمجھتا تھا اور  
زنا کرنا بنظر انتظام منہج کے جائز سمجھتا تھا اور کہتا تھا کہ انسان اگرچہ اوسکو گناہ سمجھتا ہے مگر بعض  
وقت ضروری اور مفید ہے تھوس سی اس کتاب ہے کہ جو کام تم کو وسوسہ کہ تمہاری طبیعت  
اوسکو اچھا سمجھتی ہے تو بہتر ہے برا سمجھتی ہے تو برا ہے ہر فعل کے حسن و قبح کو عقلی ٹھہراتا  
تھا انہی مختصر اؤ مختصراً محصلاً بطور اور کتاب منچرل تھیالوجی مولفہ ڈاکٹر چارلس صاحب بین  
بحوالہ ڈائلکس منچرل لیپن بعض منچرل اسٹ کا یہ قول لکھا ہے کہ جہاں تک ہم کو اتناک علم و تجربہ  
ہوا اوس سے پرہیز کر سکتے ہیں کہ مادہ و ترتیب و اصل انتظام عالم میں بھی ویسا ہی نہیں  
ہو سکتا جو ایک ہی اور عقلی خدا سے ہو سکتا ہے یہ بات سوچنی کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے  
کہ عناصر کی ترکیب خفیہ طور پر عمدہ ترتیب انتظام عالم کو پیدا کر سکتی ہے بہ نسبت اس شکل  
کے کہ واجب الوجود کو ترتیب و انتظام عالم کا سبب بطریق نامعلوم مان لیا جاوے بلکہ دونوں  
بات کو مان لینا از روی قیاس کے برابر درجہ رکھتا ہے اگر یہ مادی عالم قیاسی و ذہنی علت  
کی علم پر منحصر ہو تو اوسکا بھی ایک و سبب و ر عالم ماننا بڑیگا اور اسی طرح الی غیر التنا  
تسلیم کرنا ہوگا اس سے تو یہی بہتر ہے کہ اس مادی عالم کے باہر نظر کو نہ دوڑا و جب ہم  
یہ سوچ لینگے کہ ترتیب انتظام کا مادہ اسی عالم میں موجود ہے تو فی الحقیقت ہم ایسے عالم  
کو خالق قرار دینگے انہی دور جانا کہ علت ہوتے ہوئے ایک علت العلل تک پہنچو کیا  
ضرور ہے اس سے قریب تر یہ ہے کہ پہلے ہی عالم کو اصلی علت مان لیا جائی مگر جب ہم  
اسی زلی عالم سے آگے قدم رکھو گے تو مکمل اسد ایک کا الہا شوق پیدا ہوگا جو کسی ختم نہ  
خیالات متفرق و اصول جدا گانہ دلائل کا واسطے اثبات خدا کے پیش کرنا ایک بے  
معنی اور مبہم بات ہے اور قابل قبول نہیں ہے یہ کیوں نہ مان لیا جائے کہ اس مادی



جہان کی ترتیب جمیع کی ایسی ہے جو خود بخود منظم ہو جائی ہے جیسا عالم کر جود کو واسطہ ثابت  
 ویسا ہی علت اعلیٰ کی سیلے ایسی ہے اور اگر دلوں کی ترتیب کساد ہی ہو علت ہی کساد ہو سکتی ہے انتہی  
 محض اس تقریر پر صفت کتاب مذکور نے جو اپنی رائے لکھی ہے اس کا حاصل تقریر یہ ہے  
 کہ جہان کی بدایت معلوم ہے لہذا اس کے واسطے علت اول درکار ہے مگر خدا کی بدایت نہیں  
 ہے بعدہ باب نقائص و فوائد نیچرل لیچن میں لکھتا ہے کہ اس عالم سے جن قدر صفات  
 خدا کی ہم پاسکتے ہیں یہی ہیں کہ وہ انزلی اور حاضر و ناظر اور واحد و قادر اور دانا ہے مگر اس کو  
 سوا یہ نہیں پاسکتے ہیں کہ وہ پاک اور عمدہ ہی ہے نہ اس کا رحیم ہونا پاتے ہیں نہ کسی دوسری  
 صفت کا ثبوت ہے کیونکہ عالم میں صرف مفید اشیا ہی نہیں ہیں بلکہ تکلیف و ضرر کی بھی  
 ترکیب عالم میں موجود ہے جس سے کہہ سکتے ہیں کہ گو حکیم مطلق ہے مگر ہر حکیم نیکی کی طرف  
 رجوع نہیں ہے مثلاً سانپ کے منہ میں زہر ملا دانت ہے کہ مقصود اس کا نیکی سے ہر  
 ہوانہ نہیں ہو سکتا گو عالم کی ترتیب سے خدا کی یاد ہو سکتی ہے مگر یہ کہا جا سکتا ہے یا تو وہ  
 رحیم ہے یا تو ظالم ہے پاک یا ناپاک ہے صفت عدل بھی ہم ٹھیک نہیں پاتے ہیں آدمی کی  
 ترتیب اور سلسلہ اور حالات سے ہر کو کسی قدر خدا کا عادل اور پاک ہونا خیال ہوتا ہے مگر  
 نہ ایسا کامل جیسا کہ چاہیے بعض نیچرل اسٹ نے اس بات میں کوشش کی ہے کہ خلقت  
 کی برائی اور بھلائی کو تو نے تو بھلائی کا پلہ گر ان ہو گا اور وہ لوگ علم حساب کو بھی دخل دے  
 میں تاکہ خدا کا رحیم اور مہربان ہونا دکھا دیں مگر ہر لوگ اس کا فیصلہ نہیں کر سکتے کیونکہ ہم کچھ  
 نہیں پاتے ہیں اس خلقت سے کہ خدا عادل اور نیک ہے اور نیکی کا پلہ ہر جہتی  
 ہی قابل قبول نہیں ہے علاوہ اسکے یہ بھی مشکوک ہے کہ نیکی زیادہ ہے یا بدی بعض کو  
 یہ دلیل لاتے ہیں کہ انسان زندگی کی خواہش کرتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تہہ  
 زیادہ ہے مگر یہ دلیل غیر کافی ہے بلکہ خواہش زندگانی کی بخوف تکلیف موت کو ہو سکتی  
 ہے الخ بطور محضاً قدر الضرر الخ الغرض فلاسفہ نیچرلسٹ کے توہمات کا کسا شک بیان  
 کیا جاؤ گی زنا جو کیفیت ہے وہ سن لیجیے کہ تہذیب یافتہ قوموں میں ایسے ہی خیالات عقلیہ  
 و مجربہ سے کسان تک الخ اور زندگی کی توہمت پہونچی ہے لیکن مستر کارج رین

صاحب میرزا یونس نے جو حال بیان فرمایا ہے اور ہندو پٹریٹ سورنہم۔ و سبریشٹ نام کے  
 کالم سہین نقل کیا ہے اوسکا یہ مضمون ہے کہ ہم بہت خطرہ کرتے ہیں اس حال سے کہ ایک  
 بڑا گرو دینے شتر لاکھ اہل یورپ جہین انکند کے چہیاسنی ہزار اور خاص لندن کے چاہیسن  
 آدمی ہین اس بات پرستہ ہو گئے ہین کہ خدا کا انکار کرتے ہین اور ہر طرح کی عبادت اور رسوم  
 ابائی کو ترک کرتے ہین اور بچائی عقائد کے نبلج علیہ کو اور بچائے قانون خدا کے  
 قانون عقل بشری کو قائم کرتے ہین اور ازواج و سلطنت کے منکر ہین اونسکے اصول میں خنوق  
 صرف محنت کے ہین اور وہ کہتے ہین کہ اب ہم مذہب کو نہیں مانتے ہین کیونکہ مذہب ہمارے  
 ذہنون کو کند کرتا ہے ائم مختصر اذ قد اضرہ الضرۃ عظامی اہل اسلام تمام تقریریں تہذیب و اخلاق  
 کی ملا کر ویکہ ہین کہ جو اقوال اون لوگوں کے بیان ہوئے ہین وہ ہی تعلیم رفتہ رفتہ ہم لوگوں کو  
 جناب نیچرل اسٹ بھی کر رہے ہین یا اور کچھ ہے پہلی رسوم ابائی و مذہب کے اصول و فروع  
 خاک میں ملایا بعدہ یقین کر کے مذہب اسلام پر قائم رہنا داخل حماقت ٹھہرایا اور پیرتہنتین  
 ہوئی کہ دیگر مذہب کو بھی جانچنا چاہیے جو مذہب موافق نیچر کے ہو اوسکو قبول کرنا واجب ہے  
 اجماع امت و جمہور اہل اسلام کا امتناع بھی غیر ضروری ٹھہرایا حدیث صحاح ستہ بھی جس اصول  
 سے صحیح و معتد سمجھی جاتی ہے اوس اصول کو محض ناقابل و ثلوق قرار دیکر یا شاخواد نما ناگاہی  
 عقل پر رہ گیا علم اصول و فقہ و سیر و پابندی قواعد کے واسطے اخذ معانی حدیث و قرآن کے  
 سب بیکار کر دیئے گئے ایک قرآن رو گیا تہا وہ بھی تعلیم روحانی و اصول نیچرل میرسنی  
 کیسے نہ حقیقت و ظاہر پر بلکہ جس اصول پر اشخاص عاجز الخطا کا احوال و اجتہادات و اجماع غلط  
 ٹھہراتے گئے ہین قرآن شریف کا بھی سامان الفاظ و ترتیب موجودہ کے قائم رکھنا نہایت مشکل  
 ہے فرائض پر عمل نہ کیا اور حلال و حرام کے احکام کا استخراج کیا چیز ہے ہر مسئلہ میں آیات  
 قرآنی متناسبہ اور محمل ٹھہریئے جب حدیث کی طرف رجوع لاوینکے ارشاد ہوگا کہ قطعی اصد  
 کوئی بھی حدیث نہیں ہے جب اجماع امت کی طرف ہم لوگ چلیں گے تو حکم ہوگا کہ اجماع  
 ثانی نسخ اول کا ہوتا ہے لہذا ضرور ہے کہ پہلے کوئی شخص اختلاف کرے سو وہ شخص  
 ہم میں جیسا کہ آرٹیکل تبرہ الاسلام سے واضح ہوتا ہے اور احکام معا و جبکا خوف ہر مسلمان کو

وہ تو تہذیب لافراق کی بدولت ایسے واقعات شہر سے ہیں کہ جابلوں کے ڈرائے کیوں  
 بناتے گئے ہیں جنت اگر حقیقت پر محمول ہو تو نڈیوں کا چنگھ سے اور حورین کشمیر کی کبیا  
 ہیں تو تشریف دایر لسن لاثانی بچانے پر اور سجدہ دین ٹھہرنے پر افتخار سے مسلمانوں کی  
 اور وضع اور اخلاق و علوم و مذہب و عبادت و سپروری و مریدی و شست و نہایت و تمام حالات  
 پر سب و شتم کی بوجہ رہے غور کیجیے تو دین اسلام میں حضرت اعلیٰ نے کیا باقی رکھ چھوڑا  
 اور آئینہ بدھ دیا جانے کیا کیا ہوتا ہے ابتدا سے انتہا تک تہذیب لافراق کی نسبت بڑا  
 مذہب و تعمق کے ساتھ سوچ کر دیکھئے اور اون سب کے مناجج کو جمع کیجئے تب معلوم ہو جائیگا کہ حضرت  
 کیا چاہتے ہیں اور اس بہرہ و سر پر نہ ہا کہ کہیں کہیں محرمات شرعیہ سے اجتناب رکھنا  
 ارشاد ہوا ہے یا صرف نماز روزہ کے جواز کا فتویٰ ہی لکھ دیا ہے کیونکہ محرمات شرعیہ سے  
 اجتناب کا تعین جس وقت بحث میں آئیگا او سو وقت سارا ملمع کسل جا جائیگا قرآن تو خود ہی ظاہر  
 محمول نہیں ہے نہای جنت و حالات و دن و رات سے زیادہ تصریح ہوگی او سکو کہنے مانا ہو  
 جو کسی دوسرے حکم حرام و حلال کے اثبات کا حوصلہ رہیگا باقی رہی حدیث قطعیہ  
 شہر کسی حدیث کا ممکن ہی نہ رہا رہ گیا جو ازوہ تو عقلی ہے اور حسن و قبح اشیاء کا جبلی  
 ہے تو نچرل اثبات صاحبون سے پوچھتے پھر کیجئے کہ آپ لوگ کسی چیز کو جو مفید بدن انسان  
 حرام جانتے ہیں یا نہیں جیسا کہ کبھی سے حکم ہوا کہ بگا چا ہوان لپیچو چا ہو پھر ہی جلد آئندہ کے  
 منظر رہنا علیٰ ہذا القیاس نماز فرض کی ترکیب و تعین کو سمجھو او اس قسم کی نماز نہ سمجھنا جتنی ہند  
 یافتہ تو میں ہمکو حقارت سے دیکھیں جنگی خاطر تمام دین و ایمان کو سلام کر کے رخصت ہوئے  
 آتے ہو بلکہ وہ ہی نماز ہوگی جو روحانی تربیت سے متعلق ہے ایسا ہی روزہ کا حال ہے اور  
 زکوٰۃ تو خود ہی حضرت نے اپنی ایک تقریر میں اورادی ہے اور حج تو کسی طرح جائز ہی نہوگا  
 وہاں تو بہت باتیں قبح موجود تھیں گئی ہیں اسی واسطے ایک تقریر میں صرف نماز روزہ کی قید  
 لگا دی ہے زکوٰۃ اور حج کو اورادیا ہے اور بالفرض وہ بھی فرض ہوں مگر اونکی تفصیل سنا کر  
 کا ہرگز ثبوت ممکن نہیں ہے خبر تو سب کہہ رہے ہیں کہ حضرت انسان کی ہدایت کا حال سنئے کہ عالم  
 جدیدہ کے ذریعہ سے جتنے مقابلہ بین قرآن ہی حجت نہیں ہے کیا تحقیق کیا گیا ہے کتاب

فرسٹ آف بین جو لغت دارون صاحب کی ہے اور اسپین علم طبی متعلق حیوانات  
 کا ذکر ہے اور تین لکھا ہے کہ آدمی پہلے جانور تھا بندر اور لنگور سے صورت بدلتے بدلتے  
 انسان ہو گیا ہے اسی واسطے ہمارے جناب نچرل اسٹن نے پہلے سے تمہید شروع کر دی  
 ہے یعنی سرگزشت آدم بن حضرت آدم کا پایا جاتا دنیا کے جانور و جنین اور انہیں ہیز  
 رہنا بسا بڑا ہونا ارشاد ہوا ہے ایک کتاب یہی نیز اصریح کا کام نکالا ہے یہ تو قصہ ہجر ہے  
 ملکی و عجمہ کا اس واسطے نکالا ہے کہ شیطان کے خوف سے لوگ یہ نہ سمجھیں کہ مذہب حق کا  
 کیا خطر و شیطانی ہوگا ورنہ کیا استقدر خود حضور عالی نہیں سمجھیں ہیں کہ کسی کتاب علم حکمت  
 و شریعت میں کوئی قوت ایسی نہیں مذکور ہے جو روح کی اطاعت نہ کرے اور دشمنی نفس  
 انسان سے رکھتی ہو اور نفس انسان اوسکا دشمن ہو اور سوامی و سوسہ فاسدہ و لونین  
 ڈالنے کے اوسکا اور کچھ کام نہ پہلے تو تبیین الکلام کی تصنیف کے وقت قوامی ہندو  
 بصیغہ جمع شیطان ٹھہرایا تھا اب اچھا خاصا ایک بلبل آدم کے ختم میں قائم کر دیا اور اگر  
 نام کی قوت بھی پیدا کر دی قطع نظر قرآن و حدیث کے بڑا و ثوق اعتماد و ربح غنیمت  
 جناب عالی کو مستر ایڈیٹرن کے اسپیکٹیکس نے جسکی مماثلت تہذیب الاخلاق کے ساتھ قائم  
 کر کے اختیار ہوا ہے حالانکہ اوسکا بھی کوئی فوک ایسا نہیں لکھا جس سے قوت متحرکہ جناب  
 کا ثبوت و لکھا جاتا میں نے جہانک غور کیا استقدر قول حکما کا پایا کہ انسان بن و قسم کی قوت  
 جن شریفہ و زریلہ اول کو ملکہ و سری کو ہند ہے کہ یہ کیونکہ قسم ثانی مشترک ہے در میان  
 حیوانات اور انسان کے مگر کوئی یہ نہیں کہتا کہ قوامی ہند خداوت ربح سے رکھتی ہیں  
 یا انہیں سے کوئی قوت خاص موسوس اور مخالف روح کی ہے بلکہ قوامی مذکور کی حفاظت کرنا  
 اور اوسکے فوائد سے بقای زندگی اور اونکو خیر خواہ طبیعت جانتے ہیں اور اونکو بزرگ ایک  
 انسان کہ سمجھتی ہیں علی ہذا القیاس بعض علماء اہل اسلام کا یہی قول ہے کسی محقق نے  
 کوئی قوت موافق ایجاد جناب عالی کے ثابت نہیں کی ہے اور ہم پہلے یہ لکھ چکے ہیں اور  
 بیان کرتے ہیں کہ صوفیہ کرام جو اپنے ہی نفس کو اپنا دشمن اور بمنزلہ شیطان سمجھتے ہیں اوسکی ہی  
 وجہ سے کہ وہ لذت و دنیاوی کی طرف میل کر کے خدا کی یاد سے کبھی غافل ہونے پر آمی

ہو جاتا ہے لہذا نفس کشی پر آمادہ رہتے ہیں کوئی معنی محض ہی جو ایسے  
 قرآن شریف میں آیا ہے اور میں نے اس کے کثیرین ایک تقریر نمبر ۱۱۱ دیکھی اس کا بھی حاصل مسئلہ  
 کہ بچہ نہایت عمدہ ہے سفار کا مدار غور و فکر کا اسی پر تھا اطفال ذمیرہ جو انسان سے سرزد ہوتا ہے  
 وہ سب عقل کے کام نہیں ہوتے ہیں بلکہ بیش سے ظہور میں آتی ہیں یعنی جوش اور دل و سنگ  
 سے اس کا عقل کے ساتھ وہ نسبت ہے جو جواز کو ہوا کے ساتھ ہی بیش عقل کو اوہارتا ہے اور  
 اس کا اکثر برادری کو دینا ہو اور کبھی عقل کو اس سے مدد ملتی ہے کبھی خطرہ میں پڑ جاتی ہے  
 انسان کو ایک سلسلہ توسط میں اللہ الہامات الہامات میں قائم کیا ہے انسان کی ترکیب روح اور  
 جسم سے ہے اور میں ہمیشہ تنازع قوای غضبیہ کے قائم رہتے ہیں چونکہ انسان کبھی باطل طرف قوا  
 بہیمیہ کے کبھی جانب قوای ملکیہ کے ہوتا ہے لہذا مقب بہ نیک بد ہوتا ہے اگر محبت رحم دلی و  
 خوش غرامی اور میں ہوتا وہ اثر قوای ملکیہ کا ہے اور اگر عداوت و غیور غالب ہوں  
 تو تاثر قوای بہیمیہ کی ہے بعض حکما قدیم کی یہ راجی ہے کہ چونکہ انسان اس کی رنگ میں قوای بہیمیہ  
 اور ملکیہ کا نایع ہوتا ہے پس جیسے اس کا میلان اس کی زندگی میں زیادہ ہوگا بعد موت کے  
 وہ بھی ایک دوسرا ہو جائیگا یہ خیال کرنا زیادہ نیکو کا کہ جو حیوانات ہم دیکھتے ہیں وہ پہلے انسان  
 بخیل یا تنکبر وغیرہ سی اصلیت قوای بہیمیہ کی سر شخص میں ہے گو اس کا اثر بعض سوانح سے نہ ہو  
 تمام اصلیت کا موجود ہے لہذا انہوری تحریک سے ظہور ہو جاتا ہے میں نے ایک اچھے مذہبی شخص کا  
 حال سنا ہے کہ اسے بکری کے دودھ سے پرورش پائی تھی اور خلوت میں اوچل کود کر لیتا تھا  
 الی قولہ مگر خدا پر رہنا چاہیے کہ اس قوت کو ایسا کمزور کر دو کہ ضرورت احتیاط کی جاتی رہی کیونکہ  
 قوت بدر کہ نہایت سے وہ خود اپنا کام نہیں کر سکتی ہے اس کو حرکت میں لانے کی واسطے قوا  
 غضبیہ ضروری ہیں جو اس کو کند ہونے سے باز رکھتی ہیں یہ قوی درستہ ذہن کی واسطے ایسی  
 ضروری ہیں جیسے جسم کے واسطے روح جو ان کی گردش ہے یہ ذہن کو کام میں آمادہ کرتی ہے  
 بغیر اس کے ذہن پرگز اپنا کام انجام نہیں کر سکتا یہ جو پہلو گون کے واسطے ایک چھوٹی روح ہیں  
 ہمارے ساتھ پیدا ہوتی ہیں چارے ساتھ جاتی ہیں یہ قوی بعض اشخاص میں علیم اور بعض  
 میں سرکش اور تند ہوتی ہیں عقل اور بین میں ہم ایک نسبت یا نے میں بڑے بڑے

زمین کو کون بین اکثر بین زیادہ اور چوڑی زمین کم مونا ہے جہین وہ بین تندہ و اسکی جوانی کی  
 آگ بجھ جاتی ہے اور اسکی بجے ہونے کی امید نہیں ہے زور کا گت جاننا بڑا نقص ہے  
 لندائین کی حفاظت کرنی چاہیے اور سکوا بالکل بجا دینا نہ چاہیے نہ بالکل اور سکے موافق کام  
 کرنا چاہیے اسکول بین طالب علموں پر زیادہ سختی کرنے سے بین زائل ہو جاتا ہے بین  
 کی بی ترتیبی قبیل کو گوارا کرنا اور اس کے حفظان کی اجانت کرنا ضرور ہے ورنہ عوامی عہدہ ہزار  
 کیونکر عید اہوگی بالعموم اور محض اقدار ضرورہ غور فرماتے کہ قوای ہیمید خواہ بین پر کیونکر ایلیس  
 تعریف خداوند الکی جوابات قرآن میں مذکور ہے اور کیونکر کہا جائیگا کہ وہ مصداق (وہی) ہے  
 اور فَاَنْتُمْ كَذَّبْتُمْ عَنْ ذَوِّ عَرْشِ آيَاتِ کا ہو سکتا ہے وہ تو بہتر روح انسانی کی ہے اور کوئی قوت  
 ایسی نہیں پائی گئی جسکی تعریف حضور والانے لکھی ہے قندر علاوہ اسکے جب تو انہی ہیم  
 انسان کے ساتھ مر جاتے ہیں تو آدم و حوا ہی انسانیت سے خارج نہ تھی انکی قوت ناقص  
 زندہ نہیں رہ سکتی حالانکہ ایلیس جبکا انکار سجدہ سے قرآن میں مذکور ہے اور جسے آدم کو  
 اغوا کیا تا قیامت زندہ ہے اور پیش ایسی چیز ہے جو مخصوص واسطے قوای ہیمید کہ نہیں  
 ہے بلکہ قوای شریفہ کے جوش کو بھی پیش رکھتے ہیں مثل جوش رحم جوش سجادت جوش  
 محبت وغیرہ لا محالہ قوت ہیمید پرگز ایلیس نہیں ہو سکتی اور بالکلین مسلک بخیر ہی موافقت  
 ساتھ ہمارے جناب نچرل ایسٹ کے نہیں رکھتے ہیں بلکہ بعض قدیمی فلاسفہ کا یہ قول  
 معلوم ہوا کہ وہ بعد مر انسان کو نشاخ کے قائل تھے ایسیکی نائید حضور معلیٰ سے ابھی باقی رہی  
 ہے شاید انکار معاد کا اسی دن کے واسطے کہ یہ اور اشارہ میں ہو رہا ہے مخفی نہ ہے کہ  
 ہمارے جناب حالی نے نچرل تھیالوجی کو مسلمانوں کے دھمکانے کیواسطے رنجی کا سا  
 بنا رکھا تھا وہ تو خوب معلوم ہو گیا اب یہ بھی بیان کرنا چکو ضرور ہے کہ نچرل فلاسفی کو نہیں  
 ہی زیادہ یقینی خود ہی اپنی تجویزات میں تسلیم کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وجودِ خدا کا  
 سکون ارض اور خضر عناصر اربعہ کا اور مضمون کمندرجہ تفسیر آیت کہ مِمَّا زَكَّاهُمْ وَخَلَقْنَا لَهُمْ  
 جَنَّاتٍ مِّنْ دُونِهَا نَجَارِيهِمْ فِيهَا جَارِیْنَ جَنَّاتٍ مِّنْ دُونِهَا نَجَارِيهِمْ جَنَّاتٍ مِّنْ دُونِهَا  
 ہرگز قطعیات میں نہیں ہے اور کوئی استحالہ عقلی ثابت نہیں ہوئی ہے ایلیس میں راسی نفا

کی اور نکتہ بدلتی رہتی ہے۔ پھر چنانچہ شہدائے رسالہ میں کہتے ہیں کہ گیارہ اور سکون اور اس کی  
 باب میں کوئی آیت قرآن شریف میں نہیں ہے اور چنانچہ صراحتاً کہ جس طرح وہ ہے امان فلاسفہ و  
 وجدیدہ میں کچھ بحث جاری ہے وہ ماخن فیہ سے خارج ہے پھر ہی اس قدر عرض کی جاتی ہے  
 کہ ایسا کلام کو ساتھ برائے خود بل کرنا اور زیادہ عناصر کا نام لے کر قلعہ بندی پر نچا ہے  
 سنی سنائی باتوں سے الزام دینا اچھا نہیں ہے جس مسئلہ علوم جدیدہ میں بحث کرنے میں  
 ہو اپنی تحقیقات بیان کیجئے پھر اس کا جواب لیجئے اس سے کام نہیں چلتا ہے کہ نام  
 نے ایسا خیال کیا ہے اور فلاں حکیم نے یوں سمجھا ہے کہ اس کی عبارت بھی نقل  
 کیجئے اور دلائل بھی ظاہر کر دیجئے افسوس ہے کہ اقوال علمائے اہل اسلام بلکہ جمہور اجماع  
 امت و کتاب و سنت کو تو کسی استاد دین پیش کرنے سے قیامت قصہ کتابہ اگر اقوال  
 اہل یورپ پر اعتقاد جم جانا ہے تو دلک خیر مرکبات بسا اٹھ سوای عناصر اربعہ کہ بیان تو  
 کیجئے کہ کیا کیا ہیں اور کیا ثبوت اس کے وجود کا ہے کیوں مرکبات عناصر اربعہ کو تو آپ نے  
 غصبات میں داخل نہ سمجھ لیا ہوا اور اپنا مشاہدہ جو حضور نے لکھا ہے کہ یوں تو ان میں  
 ہوتا ہے لطف سے لیکر پتہ تک پہنچنے والے ہیں عجیب سا استدلال ہے خدا جل فی آپ سے کیا کیا  
 ہے اور کیا سمجھا ہے کتب علم تشریح کے مضامین کا حوالہ دیجئے ورنہ اس قسم کی استدلال  
 سے ہلکا معاف کیجئے جب حضور صلی علیہ وسلم علوم جدیدہ میں بحث کا ارادہ نہیں اپنے کلام  
 کو تمام اور غیر مدلل نہ چھوڑیں ورنہ مجرد خیالات حضور کے اہل اسلام کی نظر میں کچھ وقعت نہیں  
 پہنچے گا کہ جناب پکی نیچرل اسٹ ہیں مگر یہ تو ارشاد فرمائیے کہ حجازت انبیاء کو باب میں خدایہ  
 حالی کا کیا اعتقاد ہے اور قیامت کا انا اور تمام نظام عالم کا فنا ہو جانا کس قاعدہ نیچر کے موافق  
 ہے اور یہ بھی فرض کیا کہ خدا کو اپنے ایک علت اولیٰ مانکر منکرین علت اولیٰ کو غلطی پر سمجھا  
 یا ان کو محدود جانا ہو گا نیچرل اسٹ حکما میں بھی بعض کا یہ قول ہے کہ علت اولیٰ کا وجود ضروری  
 ہے تو یہی فنا ہو جانا تمام نیچر کا کس دلیل سے حضور نے سمجھا ہے اور اگر نیچر میں یہ بات  
 جائز ہے کہ اس کے خلاف بھی ظہور میں آتا ہے بانا سوای نادیات و محسوسات کے غیر محسوسات  
 پر بھی یقین لانا درست ہے تو وجود الہی کی بحث بیفائدہ ہے اور عجوبہ یہ بھی سمجھا دیجئے کہ

اور دیگر خارجی مانا گیا کہ نچرل کائنات کا ہر ذرہ مطابقت رکھتا ہے اور ہر ذرہ کی تخلیق اس باب میں ہے کہ  
 کہ نچرل کائنات کے علم انسانی ختم ہو گیا ہے یا آئندہ امر نچرل کے کتبے جاتے ہیں اگر شق اخیر صحیح ہو  
 تو نچرل کائنات کی کائنات کی کوئی وجہ نہیں ہے نہ نفع نہ حقیقت یعنی قرآن و حدیث میں ہر کتبے سے اور  
 میرا یہی سوال ہے کہ انسان کی پیدائش کی ابتدا اور تمام کائنات اور کس نچرل کی کس کتاب سے  
 جناب نے تحقیق کی ہے جو مانتا دعویٰ کر دیا ہے کہ قرآن میں نچرل کائنات کا بیان ہی نہیں ہے  
 مشتاق ہوں کہ نچرل کتب سے مطابقت مضامین کی کر دیجیے اور کیا آپ کے نچرل کتابی اصول  
 کہہ سکتی ہے کہ انبیاء صحابہ ہی تھے اگر تھے تو کیا دلیل اور سپر تاخم ہے اور ختم ہو جانہ موت کا حشر  
 نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر نچرل کس اصول پر سمجھا گیا ہے یا حضور کو ختم رسالت سے کہا  
 انکار ہے اور جناب نے جو خطبات احمدیہ میں دعویٰ کیا ہے کہ جو مانتا ہے کہ کائنات نچرل کے  
 بنو وہ غلط ہے لہذا میری یہ گزارش ہے کہ نچرل کے عقائد کو نچرل بیان کر دیجیے اور یہی ضرور  
 ایشاد کیجیے کہ نچرل کتب فلاسفہ میں باہم اختلافات اقوال میں یا نہیں اگر ہیں تو جو حق  
 مستند اور مسلم کون کون حکیم ہیں اور کس کس کتاب نچرل پر حضور کو اطمینان ہے اور انہیں کے  
 اختلافات نچرل اشیاء حیاتوں کا کیا علاج حضور نے سمجھا ہے جو وہی تحقیق کر لیا ہے اور  
 بھی ایک شخص بھی جو انسان میں حضور کا دوست تھا اور سچ ہے کہ ذکر چنتا تھا سب کو  
 اعتقاد درست کر گیا ہے اور جو قاعدہ متفقہ منقول است کا حضور نے اسلام کے احادیث  
 و کتب پر اجتہادیات وغیرہ میں پڑے زور شکی ہے لکن اس سے اور اجتہادیات منجانب  
 ایک بار ٹھہرا ہے ہیں اور انہیں صحت جائزہ انہیں کے اتباع اور تقلید کا نام طلبیت اور مقلدیت ہے  
 لیا وہ منقول است فلاسفہ و اقوال حکماء کے انہیں نے اپنی تباہی سے کیا وہ لوگ خدا اور رسول  
 پر ایمان کیا کہم سے زیادہ توحید میں کہہ سکتے ہیں اور انہیں کے کلام میں جو مانتا ہے کہ انہیں نے بیان کیا  
 وہ انہیں نے عید قضا کی ہے کہ لائق سمجھا گیا ہے اور انہیں کے کلام کی جلد اول میں واسطے انہیں  
 پر توحید کے جو قاعدہ و ضوابط ہیں انہیں نے بیان فرمایا ہے انہیں نے انہیں کے کلام کے واسطے انہیں  
 سمجھا گیا اور وہ بھی قاعدہ و کتب میں اصل اسلام کے واسطے انہیں کے کلام میں انہیں نے بیان کیا  
 منقول است اعتقاد حضور کا کس اصول پر سمجھا گیا تھا یا اتفاق جمہور اسلام و اجماع امت محمد کر حضور



اسوایطے بیکار سمجھا ہے کہ اپنی تحقیقین وہیم فسر اب شخص خاص کا اجماع اس لاس سے اور خاص  
 کہ غلط ہو مفید نقین نہیں ہے اور ازادی رای کو بڑی دھوم دھام سے رونق دی ہے تاکہ کوئی  
 مسئلہ قطعیات میں نہ بچاؤ فرمائے کہ اقوال فلاسفہ کے باب میں ہی وہ سی قواعد شرعی ہیں  
 اور قاعدہ ہے ہر کوئی مسلمان کو قلعی کر دے کہ اسے اور منوں منت فرمائیے و ذوق غلط انشا  
 اور میری سچ میں نہیں آیا اگر جناب الہ اسے دینا چہ خطبات احمدیہ میں شاد ولی اللہ صاحب کرتین  
 قول در باب تکالیف شرعیہ کی نقل کر کے دو قول مردود اور ایک قول مقبول کیا سچہ کہ لکھا  
 کیونکہ قول ثانی بچتہ عرض صفحہ ۵۲ تہذیب خلاق میں ہے اور اسکا حاصل مقصود یہ تھا کہ خدا تعالیٰ  
 نے اپنے بندوں کو ایک حالت میں خلق فرمایا ان و از رکاب میر غیر رضیہ میں تھا سمجھا کہ اپنی طرف  
 مع او ویر انبیاء کو بطور طبیب حادث کے بھیجا اور انکو وہ علم دیا اور کتاب عنایت کی جو اس  
 مرض سخت کے اسباب علامات و کیفیات حدوث و تدابیر وقوع مرض و اصلاح سور و راج  
 عباد و تدابیر معالجہ جمیع اقسام و خواص و دیر مکرہ و مفردہ و مزاج و تاثیرات و بدک و منافع و مضار  
 و تقدیر و تعذبات اوقات احتمال و دیر و تدبیر و تدبیر و نظام سہ ضروریہ و غیرہ قواعد کے جامع  
 اگر وہ مرض اوس طبیب کی طرف رجوع نہ لاؤں گے اور اسکی دوائگرہ گئے تو خود ہلاکت میں  
 پرہ گئے کیونکہ نافرمانی کا نتیجہ ہلاکت ہے اس قاعدہ سے کوئی عقل انحراف نہیں کر سکتا ہے  
 کیونکہ عقل انسان کی اگر بہت کام آوے تو خود بار خدائی و خدا نیت بعض خلاق انسانیت  
 انشطار معاشرت و تمدن و سیاست کو سمجھ سکتی ہے مگر ادراک تمام امور مرضیہ الہی کا اور طریقہ  
 نجات اخروی و احکام معاد و غیرہ فوائد کثیرہ کا اعتقاد محال ہے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا کہ  
 جہاد و مہجور و حقیقی کی کس طریق پر مشمول ہے بلکہ عمول بعد ازین اختلافات کثیرہ و معجز  
 بیان تاک کہ جو لوگ ضرورت بخت انبیاء کے قابل نہیں انکے جو بار خدائی و خدا نیت  
 و صفات باری و اخلاق انسانی میں بھی مختلف ہیں حکم پر پھیل اشت کے حالات جانی و وحال  
 کے زمانہ میں بھی وہی کیفیت موجود ہے اور جمیع ہوتا تمام عباد و کافین کا ایک سلسلہ اور  
 قاعدہ پر متحد ہے جیسا کہ تجربہ سے ظاہر ہے لہذا کہ کوئی صاحب تہذیب و انعام البیان چاہی  
 اس مرض اختلاف کے بھی وضع کر یکساں معالج ہوا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مرض کو ضرورت طبعی

حاذق کی ہنسی پر کچھ وہ اپنی عقل سے اگر اپنا علاج خود ہی کرنے لگے گا تو ضرور غلطی واقع ہوگی اور اگر مریض خود ہی علم طب کو کما سقمہ سمجھتا ہو تو یونہی کسی طبیب کی حاجت نہ رہے بلکہ ہرگز نہیں طبیب سمجھا جائے اور یہ محالات سے ہے اور احکام الہی کا عقل سے سمجھ لینا بغیر علم انبیاء کے ممکن نہیں ہے پھر جو جملہ مریضوں کا ادویہ کے شفع و ضرر اور امراض کے مریض ہو سکتی تدابیر اور سبکاستفوق ہر اطرار قیہ علاج واقعی پر مستعد نہ رہے ایسی حالت میں جناب کا یہ فرمان کہ میں اسکو نہیں مانتا اور یوحنا ہوں کہ دوا کا کرنا باعث نجات کا تھا یا مصاحب کے حکم کا مانتا اگر سب حکم مصاحب کے ہی وہ دوا کرنا تو نجات ضرور پانا ایسے کہ اس دوا سے نجات پانا قدرت کا قانون تھا جو کسی طرح بدل نہیں سکتا فقط نہایت حیرت انگیز ہے کہ چونکہ بالبداہت ظاہر ہے کہ حرف دوا کا استعمال واسطے شفا کے کافی نہیں ہوتا ہے جبکہ و فون باتین اختیار کی جاوین لیجئے طبیب جس مرکب کو منع کرے وہ ترک کیا جاوے اور جسکا حکم دے وہ اختیار کیا جائے اور جو دوا لوگی وہ استعمال کیا جاوے پس اس سول طبیب ذوق کا حکم مانتا اور اسکی شریعت پر بھی مستعد ہونا اور اسکے طریقہ علاج کو قبول کرنا ضروری کوئی مریض ایسا نہیں ہے کہ وہ علم طب خود ہی جانتا ہی ہو اور خود ہی خواص و برہ طریقہ استعمال سے واقف ہو ورنہ تمام عباد انبیاء کے برابر ٹھہر گئے حالانکہ ایسا کسی کا قول نہیں نہ ممکنات عادیہ سے ہے اور جب ایسا نہیں ہے تو مریضوں کو وہ دوا یعنی شمع مریض الہی کہونکہ خود بخود دل سکتی ہے جس سے مرض کفر و عصیان دفع ہو جاتا آخر کسی نہ کسی ماہر فن مریضوں کو ذوالچینی چرتی اور جاتر ہے کہ سبب خلافت زامی پنانے والوں کے فیض کی مٹی خراب ہوتی پھر کیونکہ وہ طبیب حاذق نہ بھی جاتا جسکا علم طبعی ہو اور علاج واقعی اور وہ ہی ادویہ اور خواص ادویہ کے ہی بیان کرے اور اسکے ذریعہ سے شاگردوں کو معلوم ہو اور بالفرض کوئی دوا کسی کو عشاء معلوم نہ ہو جائے مگر تمام ادویہ و تدابیر علاج خود بخود کیونکہ حاصل ہو سکتی تھی وہ اسی طبیب کا کام تھا کہ ہر مرض کی تدابیر اور جملہ ادویہ کے خواص و طرف استعمال بیان کرے آپکی تقریر سے نہ ضرورت بحث انبیاء کی باقی رہتی ہے نہ تعلیم شراکع کی بلکہ ہر ایک فیاسوف نہیں ہیں ہر ایک کا فرد شرک و فاسق و فاجر انبیاء سے مستغنی قرار پانا سے نہیں

منکرین انبیاء کا لکان تھا کہ اللہ کی خدمت نہیں ہے اور ایسا مذہب جو حضور نے یہ لکھا ہے کہ نبی  
 کی ایسی طبیب کی تشکیل ہے جو نہ تو خود کسی چیز کو امت بناتا ہو اور نہ کسی کو بلابل ٹھہرانا ہو بلکہ ہر چیز  
 قدرت نے جو اثر رکھا ہے اس کو بنانا ہوتا ہے کہ جو لوگ صحیح ہیں انہی کو حفظ صحت کے انداز  
 جانیں اور جو بیمار ہیں وہ حصول صحت کی دو کو پچھانیں اور مذہب بہ نسبت اسکے کہ صرف بیمار  
 علاجوں ہی کے لیے ہو سکتا ہے عام ہو جائے الہم اور بعد اس تحریر کے یہ بھی ارشاد ہوا کہ  
 یہ مذہب قانون قدرت و کتاب و سنت کے موافق ہے خاکسار عرض کرتا ہے کہ جلدیست  
 جملہ اشیا کی عقلی ہے یا شرعی اگر عقلی ہے تو اس کو ثابت کیجئے ورنہ قبول کیجئے کہ شرع بعض اشیا کو امت  
 اور بلابل ہی بتایا ہے کیا آپ غافل ہوئے کہ بلالطاف اوقات و مصالح و حکمت الہیہ کے  
 بعض اشیا بعض انبیاء کی وقت میں طلال اور بعض کے وقت میں حرام کیے گئے ہیں اور ہمیشہ  
 تبدیل ہوتی رہی ہے علی ہذا القیاس عبادات کا حال ہے ایسا ہی حال مریضوں کا ہے کہ ہر  
 وقت کے مناسب استعمال اور دیکار اور تدبیر علاج کی بدلتی پرتی ہے بعض اوقات میں عباد  
 سم قائل ہے اس کو دوسری کسی وقت اور حالات میں اس کے لحاظ سے طبیب حاذق امت  
 ٹھہرانا ہے وگرنہ اگلے وقت اثر بنادینے سے ہر وقت اور ہر مرض کے حالات اور ہر زمانہ  
 کے فساد کا علاج ممکن نہیں ہے مثلاً انجیر کے ذریعہ سے معلوم ہے کہ سنگیہ قاتل انسان شہر  
 لاکن جائز ہے کہ اس کو ایک ایسے مرض میں دیا جائے اور اس تدبیر سے استعمال کیا جائے  
 کہ وہ امت ہو جائے علاوہ اسکے ہم نہیں تسلیم کرتے ہیں کہ نبل بعثت انبیاء کے یا بحالت  
 نہ مبعوث ہو کسی نبی کے تمام عباد مرض سے خالی اور صحیح المزاج تھے یا ہو سکتے تھے  
 حفظ کر سکتے بلکہ غائبہ الامریہ کہا جائیگا کہ ایک مرض نکار و جو بار تعالیٰ یا شرک سے حفظ  
 کر سکتی تھی لامرض از رکاب امورنا مرضیہ الہی کا علم ہی نہ تھا جو بذریعہ انبیاء کے مرض ٹھہرایا گیا  
 اور صاف صاف بتایا گیا دیکھو بہت آدمی ایسے ہیں کہ بہ سبب ناواقفیت اقوام امراض کے  
 نہیں جانتے ہیں کہ بہت پرکنا چہرہ کا مقدمہ ہے لقوہ کا یا ہوا کی کیفیت مزاج ایسی ہو گئی ہے  
 کہ ضرور فلان قسم کا مرض خاص قسم کے انفرجہ میں پیدا ہو گا تو وہ حفظ صحت خود نہیں کر سکتے  
 لامح الا کوئی طبیب حاذق اور نیکو پہلے سے تدبیر مناسب ٹھہرائے کیونکہ اسے انا چاہیے اور

عز کر کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن جن خلاف میں فساد موجود ہو جاتا ہے اور مرضی سہل سمجھتا ہے بلکہ ناواقف ہوتا ہے حالانکہ وہ مرضی ہی ایسی طرح عباد کا حال ہے کہ اپنے اوہام و ظنون سے کسی فعل کو حسن اور کسی کو قبیح سمجھتے تھے اور یہی اتفاق ارادہ نہیں ہوتا تو کیوں کر ان کا کہ ہر فعل کا حسن و قبیح ٹھہرانا اور ان میں مرضی و نامرضی الہی کا ہونا غریب و انبیاء کے ضروری فیصلہ ورنہ لازم آتا ہے کہ کسی نبی کے وقت میں کوئی حکم شرعی تبدیل نہ کیا جائے کیونکہ ہر نبی خود آپ کے حرف تاثرات اور یہ کاموافق قاعدہ عقائذ شجرہ کے بتانے والا ہے و لکنو سجدہ و تحیت کہ انبیاء سابقین کے زمانہ میں حرام نہ رہا اور شریعت محمدیہ صلعم میں حرام ہے یہ وہی ایک دو اسے کہ اب باطل ہو گئی ہے اور ہر یکے روز جو امر حرام تھے وہ اکثر باطل ہیں تو یہ قرآن میں سے ملتا کہ دیکھیے کہ انبیاء نے ایک نبی کو کو کبھی امرت اور کبھی باطل نہیں پایا یا نہیں اور آپ کے مسئلہ فہرر کی مخالفت کتاب سنت سے شاہ ولی اللہ نے خود ہی بیان کی ہے اس سے چشم پوشی کد واسطے اختیار فرمائی ہے مہربانی فرما کہ کتاب سنت سے اپنے دعویٰ کو ثابت کر دیجیے اور حجتہ اللہ الباقی تمام عبارت کو دیکھا ارشاد فرمائیے کہ آپ کی مقررات عقائذ و ایالات بعیدہ کو وہ کس خوبی سے رو چکے ہیں اور کیا جواب بھی بخیر فرمایا مناسب فافہم ہو گیا آپ کا اعتقاد فلاسفہ کے عقول پر ہے اور خیال اشٹ اکثر انبیاء کے منکر ہیں اور لیجئے اوکھو ہی مثل ایک حکیم کے جانتے ہیں لہذا آپ ہی ہمارے سید عالم صائم یحجر ل اشٹ سمجھتے ہیں اور خلاف پیچہ کے جو قول قرآن و حدیث میں نظر آتا ہے اس کو صاف باطل کہنا خلاف مصلحت بنا لکھتا و ایالات بعیدہ سے ابطال کر دیتے ہیں اور ہر نبی صاف صاف فرماتے ہیں کہ جو مذہب یحجر ل کے خلاف ہو وہ باطل ہے ہر نبی کہ حضور کی حر میں ہر ایک قول فلاسفہ کی تصدیق موجود ہے بلکہ کین جناب صاف کہیں ہر پردہ کنا ہر اور اشارہ میں ہے اور حضور کی بدولت وہی سامان نظر آتا ہے جو کور و پٹ میں ہر لاکھ آدمی کا حال ہو گیا ہے ابھی تو قریب وہی برس کے اجر اپنے تہذیب الاخلاق کو لکھتے تھے انہیں آئندہ دیکھا جاسیے کہ کیا افادات ہارے ہوتے جاسینگے اب حضور والا کی ہیست میں کہ نہ نہایت ادب سے دست بستہ عرض کرتا ہے کہ آپ اس عقیذہ پیچہ کی طرف دعوت کر

اہل اسلام کو مسلمات و اجتماعیات و عقائد و مذہب و تفسیر و فتاویٰ ائمہ دین سے باز رکھنا جائز  
ہے تو یہ بھی صاف ارشاد فرما دیجیے کہ کس کس حدیث کو آپ منیدینین سمجھتے ہیں تاکہ کافی  
اجادیت سے انکار صحیح آجکا معلوم ہو جائے اور منجملہ عقائد کے صرف وجود باری تعالیٰ و حکیم  
فلسفی ہونا رسول صلعم کا آپ کے نزدیک سلام ہے جبکہ گول گول عبارت سے تشریح  
ہے یا قرین و اجبات و حلال و حرام ہی آپ کے نزدیک ثابت ہیں اگر ثابت ہیں  
تو ہیئت مجموعی نماز کی اور عام مسائل زکوٰۃ و صوم و حج کے حضور والا کے نزدیک مسلم  
یا نماز سے مراد کوئی ترکیب خاص ہے اور زکوٰۃ و غیرہ بھی قابل اصلاح ہیں جو مسئلہ چاروں  
فرائض کا آپ تسلیم کریں اور اسکی نسبت میرا وہی سوال ہے کہ آپ کے نزدیک ہر گھر  
اصول پر قطعی ہے اور اسکی نسبت کیوں کر تاویلات و اجمالات کا انسداد کیا گیا ہے  
آخر وہی اجادیت ہیں جن پر یقین کرنے کی آپ نے کوئی راہ نہیں رکھی ہے اور وہی  
اجماع اشخاص جائز الخطا کا موجود ہے جو مسئلہ استنراق و وجود الیس میں تھا اور سپر  
رجح کا مسئلہ قائم تھا اور آپ نے بے تکلف سبکو اور ادا اور قول مجتہدین و صحابہ و تابعین کو  
آپ کے نزدیک محض ایسات ہو لہذا ضرور ہے کہ چاروں فرائض کے وہ مسائل  
لکھیے جنکی نسبت مرتبہ یقین کا بلحاظ شکل ازادی راہی و متفقہ احادیث و غیرہ کی حاصل  
نہو سکے بعدہ اسطرح حلت و حرمت شہادت کی اگر کل نہیں تو بعض ہی بیان کر کے اسطرح  
ثابت کر دیجیے کہ آیت قرآنی بنی ناول نہو سکے اور آئندہ راہی کا اوسمین دخل نہو اور اگر حد  
سے بھی حجت کسی شے کی آپ کے نزدیک ثابت نہو تو اس حدیث کو نبی اپنی اصول  
سے مطلب اتنی کر کے قطعی کر دے کہ اسے نہ تو روایت بالمعنی نہو نہ احتمال غلطی فہم راوی  
نہو نہ نقص موجود نہو نہ جو آپ نے بحث حدیث کی از شکل میں لکھے ہیں اور اگر آپ مجبور نہو  
تو ہر صاف لکھ دیجیے کہ ہمارے نزدیک سوای نام صلوٰۃ و زکوٰۃ و صوم و حج کے اور غیر  
نہیں ہے علیٰ ہذا القیاس حلال و حرام کی نسبت بیان صحیح فرما دیجیے کہ مسئلہ ان  
ایسے دہو کہ میں پڑے ہیں کہ حضور والا کے نزدیک نماز و زکوٰۃ و حج زکوٰۃ ہیئت مروجہ و  
قطعی اور یقینی ثبوت سے فرض یا واجب ہے اور بعدہ ہر گھر بھی سمجھا دیجیے کہ فرائض

نوعاً، نچرل کے ذریعہ سے سمجھ میں آنے مشکل ہیں یہ چاروں دو اطمینان دہن منہرادن معلوم کے  
 بطور اشارہ ارشاد فرمائی ہیں یاد و امور حقیقی اور اسکے استعمال سے خود ہی قائلہ بخیرہ سے شفا ہو گئی  
 تھی اور نیز اگر ان کے سب کے کجائے اہل اسلام کے ایمان کو اپنے ایک اور شکل میں قطعی نہیں  
 شہر اسے میں بلکہ باعتبار منقولات کے اور انکا ایمان لانا قرار دیکر الزام لگانے میں مگر خود منہور کے  
 ایمان کا جزا و یقیناً مان لینا محتاج برہان ہے اور ترجیح دینا نیز لازم ہی بلکہ عدم امکان وجود دیگر  
 باری کا عقیدہ دوم سے موافق نہیں پایا جانا صرف عدم موجودگی میں گفتگو کی گئی ہے اور یہ امر ہی  
 منہور میں بحث میں ہے کہ موالید خواہ عناصر کا آخر تک پہنچ کر جو اصلی مادہ ہر ایک کا باقی نہ رہا  
 وہ ضرور ہے کہ ایک ہی علت سے ظہور میں آوے بلکہ استعمال عقلی اصول نچرل سے نکلتا ہے کہ  
 علت واحد سے معادل واحد ہی قائم ہو سکیگا نہ متعدد اور کیونکہ اگر ثابت ہو سکتا ہے کہ تینوں موالید  
 آخر میں واحد رہ جائینگے چنانچہ خود ہی حضور کی تقریر سے واحد رہ جانا یقینی نہیں معلوم ہو گیا  
 رہ گیا تعلق کسی نسبت کا آپس میں نہ تو ذات موالید سے علیحدہ و تنہا صفات ہو گا اور صفات  
 موالید اسی وقت تک ان لیے جائینگے جب تک شخصیات و صورتوں کا اطلاق رہے گا مگر  
 بعد معدوم سمجھنے تمام شخصیات کی بابت ایک ہی علت پر تمام کیا جانا فرض کیا جائیگا تو بخیر ذات ایک  
 کے موالید ملتہ ہیں سے کچھ نہ رہے گا پس ضرور ہے کہ ہر ایک کی علت اخیرہ اگر نہ ہو پھر کس طرح علت  
 اول کا لفظ لیکر ذات واحد یا تبدیلی پر آپ کے مذہب میں یقین کا مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا  
 ہاں قتال کے طور پر قرار ممکن ہے بانی و رسول اول تو اصول نچرل سے کیسے ایک انکار  
 سے بڑھ کر نہ ہو گئے تاہم جس قدر امور کا نام آپ کے نزدیک سلام ہے اور وہ مجموعہ موجودہ  
 مراد نہیں ہے جو ہر لوگ مانتے ہیں اور مقتدر کی تعلیم کیواسطے ثبوت انبیاء کی ضرورت تھی  
 بلکہ عقلاً نچرل اسٹیمچو اور وہ لوگ اتفاق الامام وحی و نبوت کی طرف رجوع کرنے سے بجا  
 دور بہا گئے ہیں اور بالفرض نبی کی ضرورت بھی ہو مگر تمام انبیاء کیواسطے دلیل نبوت اور کچھ  
 نہیں ہے سو اسی بخیرہ کے اور بخیرہ صریحاً خلاف نچرل کے ہے یعنی آتش کا واسطے انبیاء  
 کے بڑا دوسلا مانا ہونا اور موٹے ٹکڑی لکڑی کا سانپ بن جانا اور آسمان سے سوانے  
 پانی ڈال دینا وغیرہ معمولات کے دوسری چیزوں کا برہنا اور ہوا و طہور کا سلیمان کے حکم

تابع ہو جانا اور جانوروں کا کلام کرنا اور پھر میں سے نافرمانی کا پیدا ہونا اور مردہ گلابی اور نسا اور شوقی  
 واقع ہونا اور تھوڑے سے کہانے کو بہت سے اشخاص کا سر ہو کر گھسنا  
 اور پھر اس کا بدشعور باقی رہ جانا وغیرہ کہ میں نے ہجرات کوئی حکیم نچرل اسٹہرگز تسلیم نہیں کرتا  
 کیونکہ خلاف قانون فطرت ہے اور جو مذہب خلاف قانون فطرت و قواعد قدرت ہو  
 آپ کے نزدیک باطل ہے لامحالہ نبوت پر ایمان لانا آپ کا یا تو بلا دلیل اور غیر قطعی تقلید اس ہو گا  
 یا بالکل نہ ہو گا اور جب بنی کی یہ کیفیت ہے کہ وہ خسر اخیسار و فانی تنظیم عالم وغیرہ محسوسات  
 وغیرہ مسلمات فلاسفہ امور معاشرہ سکھانے سے تو ان کا خود ہی مذہب اصول جناب صحیح ہو گا  
 یہ حال تو آپ کے اقوال خدا اور رسول و عذاب ثواب و حلیت و حرمت اشیاء و فرائض و اجابت  
 کا ہے پھر آپ کس میں کی طرف دعوت کر رہے ہیں اور بیفائدہ پردہ اسلام میں کتنا بے نسبت کا  
 کیونکہ نام لیکر عوام کو شہ بین الدیہ ہے جب تک آپ کے اصول و فروع ملت پنجہ پر حال  
 اہل اسلام کو معلوم نہ تھا کہ کسار ہے تھے مگر آپ اس سوچ سمجھ کا چارے اصول و فروع  
 بحث کرنی چاہیے اور جب تک کسی دعویٰ کو برہان سے ثابت نہ کیجیے ہرگز احوال متخاصم  
 جائز الخط کا حوالہ نہ دیجیے ورنہ یہ کہنا پڑیگا کہ انہی حضور کسوا ایک مذہب پر یقین نہیں کرتے تو ہرگز  
 وہی حالت باقی ہے جو پھر چند سوچوں میں تو بحث ہے ہجری میں آپ نے لکھا ہے کہ مجھ پر  
 عمر میں ایک ماہ ایسا گذر کہ تھوڑی دیر کے لیے میں نے خیال کیا کہ شاید صبی مذہب شیخ  
 الی قوال اور مضر کی سیر میں مجھ پر ایک ایسا زمانہ گذر کہ تھوڑی دیر کے لیے میں نے خیال کیا  
 کہ شاید عیسائی مذہب حق ہے کیونکہ یہ مقام پر جو خوبی محضت اور برکت خدا نے عیسائیوں کو  
 دی ہے وہ اور کسی کو نہیں دی بلکہ کتر میں عرض کرتا ہے کہ اس قدر اور بھی فرمانا ضرور تھا  
 کہ جب ستر لاکھ متحد و نیک حال لندن میں سنا اور بعض سے ملاقات اور دوستی ہو گئی اور  
 اوس کے مقولات پر بدل چم گیا تو یقین ہو گیا کہ مذہب نچرل تھیالوجی حق ہے اور انہی کی وی بر  
 و لوق سے مگر پھر بھی خاکسار یہ امید رکھتا ہے کہ جب مذہب کے باب میں حضور کی ایسی  
 طبیعت واقع ہوئی ہے کہ بہت جلد انقلاب ہو جاتا ہے تو کیا عجب ہے کہ میرے اس سالہ  
 کی تالیف میں سنی مشکور ہو اور حضور والا انصاف کر کے تالیف معقول ہو کر ہمارے

اسلام کو ساتھ تمام اصول کے اور مع اکثر خدوع کے قبول کر لین خدا سے میری کوئی عیب  
 کہ ایسا ہی طور میں آوے آئین یا اجماع الزامین خاتمہ آب ہیں اپنے ہائی مسلمانوں کی  
 خدمت میں عرض کرنا ہوں کہ ہمارا دین اسلام مثل اس چراغ کے ہے جس پر ہزاروں بزرگ  
 گرتے ہیں اور بچا ہے کا قصد کرنے میں مگر آپ ہی جل مرتے ہیں فلا سفہ اور ملاحدہ اور زناد  
 اور فرقہ مٹا کر نے ہمیشہ چاہا کہ اسکے اصول و فروع کو سادہ دین مگر الحق یجلو اولیٰ علیٰ انکسار  
 قاسم ہے اور انشاء اللہ تاقیامت قائم رہے گا مگر میری فی زمانہ علوم دینی کی تکمیل نسبت  
 سابقہ کے کم رہ گئی ہے اور ایسی وجہ سے اکثر اہل اسلام اپنی کتب سے ناواقف ہوئے  
 جاتے ہیں لہذا جب کوئی تقریر کسی ممالک مذہب کی سنی ہیں جس قدر نسبت گذار ہیں اپنی دست  
 پر شوب وہ ہی اکیا ہے جس میں ضرور ہے کہ کتاب سنت و اجماع امت و حرا علیہ مستقیم شریعت  
 و سوار اعظم برہم کرنے میں کو شش طبع و ہی اور علما جو وارث اپنا کلا ہے ہیں اور ہمیشہ  
 وقت نما و زافات جدیدہ کی تسویت اسلام و تائید دین فرماتے ہیں ہدایت است مرحومہ پر  
 زیادہ متوجہ ہوں ایسا نہ کہ ثور ہی سی غفلت میں کوئی فائدہ بعقیدہ ہو جاوے اور خدا  
 و رسول صلعم کے سامنے نہ دیکھانے کی جگہ نہ بیٹے (جی) نہایت سید ہی بات باور کہ کو کر و  
 علما و فہم بن و محمد بن و محمد بن و محمد بن انبک گذرے سچا طریقہ اعتقاد یہ ہی قرآن  
 و حدیث و اجماع امت اتباع سوا و اعظم رہا اور اسی پر قائم رہنے کی تاکید قرآن و احادیث  
 معجزہ من واد ہے کیا کوئی عاقل خیال بھی کر سکتا ہے کہ تمام امت مرحومہ جو با کد سہو پر  
 گذرئی جلی آئی ہے سب کے سب معاذ اللہ خیال اور عقلیت اور جہالت و فہم و عقیدہ  
 انہیں گرفتار تھے ماشا و کلا ہلو کوئی پر دعا کر کہ کوئی کابو دین کے ساتھ قیامت کی روز خدا تعالیٰ  
 اوٹا دے کا طرہ التعمود و کھڑکھ ص انت و لو شرفی اللہ بنا و الا حوہ توفیٰ مسلمان و انھ



اوستیکہ نہ مسئلہ علم و حکمت کے پورے جاننے کی وجہ سے عمل خیر کام اور گناہ زمانہ مشہور و لایا نہیں  
 انہی مسلمات اہل اسلام سے چلا آتا ہے ہمارے رسول حضرت عبداللہ علیہ السلام پر ہمارے  
 علاج کے واسطے بڑا قانون حکمت حقیقی الہی کا قرآن شریف جو کہ بین اور اوستیکہ  
 بری شیعہ اپنی اجادیت کو عنایت فرماتے ہیں کہو فلاسفہ و ملحد علی حکمت سے ایسا  
 بجات آخروہی رکھنے کی کوئی وجہ نہیں ہے ایسی رہائش میں نے درودینی سے اور تمہاری  
 خیر خواہی سے حق کو باطل سے جدا کر دیا اور صاف صاف چھرا دیا ہے کہ غلطی میں نہ پڑو  
 فساد عقائد و ضعف ایمان سے بچو جب جاہ و دنیا طلبی کے واسطے مذہب اسلام کو قرباؤ  
 نہ کہ میرا پیوند رکام ہے تو بعد اسکے جو زمانے اسی پر الزام سے جس وقت یہ چند چیزیں  
 علما کی باقی نہ رہیں گی اور زمانہ آئندہ کارنگاہ بنادیکھو گے تو فقیر کی یہ نصیحت بھی یاد گار ہوگی  
 اور یہ میری ہمدردی و خیر خواہی دینی اسی وقت تو میرا یاد آو گی انشاء اللہ تعالیٰ آمین  
 اِنْ اَحْسَبُ الَّذِیْنَ یُکْفِرُوْنَ بِالْعِلْمِیْنَ لَیْسَ اَنْتَ اَنْتَ السَّعِیْدُ الْکَرِیْمُ ۝ ۱۰۶

قطعہ تاریخ رچھہ قلم امجدار رحیم محمد شریف صاحب ناظر خاص

نہی تصنیف مولانا علی بخش  
 چو شد مطبوع ناظر گفت تاریخ

کز او تائب زمین ہزارگان با و  
 شہاب ثاقب شیطان با و

تقریظ و تاریخ کتاب شہاب ثاقب از تبایح افکار عالی مولوی غلام محمد صاحب

پبلش اور ڈیزائنر امجدار

ہزار شکر کہ روشن ہے ملت اسلام  
 جناب خان علی بخش افضل العلما  
 وہ پاس شیعہ سے ہر دم نگاہ کتاب  
 محال کہا کہ خیال و قیاس سو کوئی

ابھی ہے ہندوین باقی جہارت اسلام  
 کہ جسکی ذات سے قائم فضیلت اسلام  
 کہ کس طرح جو زمانہ میں حالت اسلام  
 جلتے خلاف لہر دلق و شہادت اسلام

فلاسفہ سے ہی مطلب نہ کچھ نصیر سے  
 لکھی کتاب اونہوں نے ہی کیا بات کو  
 یقین ہے اونکو بھی آئے یقین بلیں پر کو  
 کہے ہے عام جنہیں فی قلوبہم مرض  
 فریغ پائی نہ کیوں یہ کتات عالم میں  
 مجھی خیال تھا تاریخ کا کہ کیا لکھتے +  
 کہانیہ دل تو رقم کرتی شش معرہ سال

اوی تو چاہیے تقلید سنت اسلام  
 بجا ہے کہتے اگر اوسکو حجت اسلام  
 سلام کرتے ہیں جو بعض حضرت اسلام  
 خدا کرے کہ اونہیں ہو پر ایت اسلام  
 ہے واقعی سبب فخر و عظمت اسلام  
 فزون ہو جس سے زمانہ میں سطوت اسلام  
 کتاب الہدٰی زیب حجت اسلام  
 ۸۹

خاتمہ المطبع

الحمد للہ کہ کتاب مستطاب شہاب ثاقب جسکے مصنف مولانا بالفصل والکمال اولہا  
 حضرت مولوی محمد علی بخش خان صاحب بہادر جج ماتحت گورکھ پور ہیں  
 بہادر جنوری ۱۳۱۵ء میں مطبع جناب نقشی انول کشور صاحب میں  
 تمام ہوئی یہ کتاب حضرت مولانا سید احمد خان بہادر سی ایس آئی جج ماتحت بنارہ  
 کے اون خیالات کے جواب میں ہے جنکو وقتاً فوقتاً مولانا ممدوح نے اخبار  
 تہذیب الاخلاق میں چھپوایا چنانچہ وہ معتمدین ہی اول اس کتاب میں نقل ہو کہ  
 بعدہ اوس پر مانجیے چڑھاتے گئے ہیں جو عام کے عقاید کے لیے نافع ہیں اللہ  
 ولی التوفیق +

